مصنف:۔ مائیکل۔ ایس۔ ہیزر

مترجم:۔ عمانوائل داؤد

جُملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

چونکہ اس کتاب کے تمام جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں، اِس لئے اِس کتاب کا کوئی بھی حصہ مصنف کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

پبلشر سے پہلے تحریری منظوری کے بغیر کسی سسٹم میں محفوظ کرنا یا کسی بھی مقصد کی خاطر کہیں منتقل کرنا یا کسی برقیاتی یا مشینی طریقہ سے اس کی عکاسی کرنا سخت منع ہے۔

فہرست مضامین

1۔بائبل مقدس پر ایمان رکھنا 5

2۔نادیدنی عالم: خدا اور الٰہ 10

3۔پہلے بھی بادشاہ تھے اور آئندہ بھی بادشاہ ہوں گے 18

4۔آسمان پر بغاوتیں 25

5۔کائنات کا جغرافیہ 34

6۔کلام،نام اور فرشتہ 42

7۔جنگ کا طریقہ 49

8۔مقدس جگہ 56

9۔مقدس جنگ 63

10۔دکھائی بھی نہ دے، نظر بھی آرہا ہے 70

11۔مافوق الفطرت مقصد 77

12۔بادلوں پر سواری کرنے والا 85

13۔بڑی تبدیلی 92

14۔اِس دُنیا کے نہیں 99

15۔ذاتِ الٰہی میں شریک 106

16۔فرشتوں پر حکمرانی 112

17۔حاصلِ کلام 119

باب 1

بائبل مقدس پر ایمان رکھنا

بائبل مقدس جو کچھ بیان کرتی ہے کیا آپ واقعی اُس پر ایمان رکھتے ہیں؟

بعض لوگوں کو ایسی کتاب کے تعلق سے یہ سوال بہت عجیب سا معلوم ہوگا جسے زیادہ تر مسیحی ایماندار پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب سوال نہیں ہے۔ بائبل مقدس میں کچھ ایسی عجیب باتیں پائی جاتی ہیں جن پر دَورِ جدید میں ایمان رکھنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔

میں علمِ الٰہیات کے کسی بڑے اہم موضوع پر بات نہیں کر رہا۔ جیسا کہ یسوع خدا تھا، وہ کیسے زمین پر آیا، صلیب پر مر گیا اور پھر مُردوں میں سے زندہ ہوگیا۔ نہ ہی میں معجزانہ طور پر رُونما ہونے والے واقعات کے بارے میں کچھ سوچ رہا ہوں جیسا کہ ملکِ مصر سے بنی اسرائیل کا خُروج، جب خدا نے بنی اسرائیل کو ملکِ مصر سے رہائی دینے کے لئے بحرِ قلزم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ زیادہ تر مسیحیوں کا یہی کہنا ہے کہ وہ ایسے تمام واقعات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر آپ یسوع مسیح اور خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ کہ وہ معجزات اور کرشمات کر سکتے ہیں تو آخر کس بنا پر آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ مسیحی ہیں؟

میں ایسے مافوق الفطرت موضوع کے تعلق سے بات کر رہا ہوں جس سے آپ بائبل مقدس کا مطالعہ کرتے وقت اکثر و بیشتر دوچار ہوتے ہیں لیکن گرجہ گھر میں آپ اِس تعلق سے شاذونادر ہی کچھ سنتے ہیں۔

یہاں پر ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ 1 سلاطین کے 22 باب میں اسرئیل کے ایک بدکار اور شریر بادشاہ اَخی اَب کی کہانی موجود ہے جو یہوداہ کے بادشاہ کے ساتھ مل کر رامات جلعاد کے مقام پر اپنے دُشمن پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ یہوداہ کا بادشاہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ حملہ کرنے کی صورت

میں کیا نتائج سامنے آئیں گے۔ پس دونوں بادشاہوں نے اَخی اَب کے نبیوں سے پوچھا تو سبھی نے اِس فیصلے پر اظہارِ اطمینان کرتے ہوئے اُسے درُست قرار دیا۔ لیکن اُن نبیوں نے وہی کچھ بیان کیا جو اَخی اَب بادشاہ سننا چاہتا تھا۔ اور دونوں بادشاہوں کو اِس بات کا علم تھا۔ اِس لئے اُن دونوں بادشاہوں نے میکاہ نام ایک شخص سے پوچھنے کا فیصلہ کیا جو کہ خدا کا ایک نبی تھا۔ جو کچھ اُس نے بیان کیا وہ اخی اب کے لئے اچھی خبر نہ تھی۔

"تب اُس نے اُس سے کہا اچھا تُو خُداوند کے سُخن کو سُن لے۔ میں نے دیکھا کہ خُداوند اپنے تخت پر بیٹھا ہے اور سارا آسمانی لشکر اُس کے دہنے اور بائیں کھڑا ہے۔ اور خُداوند نے فرمایا کہ کون اَخی اَب کو بہکائے گا تاکہ وہ چڑھائی کرے اور رامات جلعاد میں کھیت آئے ؟ تب کسی نے کُچھ کہا اور کسی نے کُچھ۔ لیکن ایک روح نِکل کر خُداوند کے سامنے کھڑی ہوئی اور کہا میں اُسے بہکاؤں گا۔ خُداوند نے اُس سے پوچھا کِس طرح ؟ اُس نے کہا میں جا کر سب نبیوں کے مُنہ میں جھوٹ بولنے والی روح بن جاؤں گی۔ اُس نے کہا تو اُسے بہکا دے گی اور غالب بھی ہوں گی ، روانہ ہو جا اور ایسا ہی کر۔ سو دیکھ خُداوند نے تیرے اِن سب نبیوں کے مُنہ میں جھوٹ بولنے والی روح ڈالی ہے اور خُداوند نے تیرے حق میں بدی کا حکم دیا ہے ۔" (1 سلاطین 22 باب 19-23)

کیا آپ نے اس نکتہ کو سمجھا کہ بائبل مقدس آپ کو کس بات پر ایمان رکھنے کے لئے کہہ رہی ہے ؟ زمین پر جو کچھ ہونے جا رہا تھا اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے خدا نے رُوحوں کے ایک گروہ سے ملاقات کی۔ کیا بات ایسے ہی ہے ؟

ایک اور مثال بھی دیکھتے ہیں جسے خدا کے بندہ یہوداہ نے بیان کیا ہے۔

"اور جن فرِشتوں نے اپنی حکومت کو قائم نہ رکھا بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دِیا، اُن کو اُس نے دائمی قَید میں تاریکی کے اندر روزِ عظیم کی عدالت تک رکھا ہے۔" (یہودہ 1 باب 6 آیت)

خدا نے بہت سے فرشتگان کو زیرِ زمین قید خانہ میں بھیج دیا۔ کیا واقعی ؟

جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کہ بائبل مقدس میں بہت سی عجیب اور انوکھی قسم کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ بالخصوص نادیدنی اور روحانی عالم کے تعلق سے غیر طبعی واقعات موجود ہیں۔ میری ملاقات بہت سے ایسے مسیحیوں سے ہو چکی ہے جنہیں بائبل مقدس کی مافوق الفطرت چیزوں کے بارے میں بیان کردہ تعلیم سے کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہے۔ جیسا کہ یسوع کون تھا اور اُس نے کیا کام سر انجام دیا۔ لیکن بالائی سطور میں بیان کردہ حوالہ جات سے اُنہیں بھی بے چینی اور اضطراب محسوس ہوتا ہے۔ اِس لئے وہ اُنہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ میں نے اِس رُجحان کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں اور میری اہلیہ ایک دفعہ ایک گرجہ گھر میں گئے جہاں پر پاسبان 1 پطرس کی بنیاد پر ایک سلسلہ وار منادی کر رہا تھا۔ اُس صبح پاسبان نے 1 پطرس 3 باب 18 تا 22 آیت پر واعظ پیش کیا۔ پُلپٹ پر کھڑے ہونے کے بعد اُس نے سب سے پہلے جو بات کہی وہ یہ تھی۔ "ہم ان آیات کو چھوڑ رہے ہیں کیونکہ یہ آیات پُراسرار اور انوکھی قسم کی ہیں۔۔۔۔" پُراسرار سے اُس کی مُراد یہ تھی کہ ان آیات میں کچھ ایسی چیزیں موجود ہیں جو اُس کے علمِ الٰہیات سے میل نہیں کھاتیں۔ جیسا کہ

"اِس لئے کہ مسیح نے بھی یعنی راستباز نے ناراستوں کے لئے گُناہوں کے باعث ایک بار دُکھ اُٹھایا تاکہ ہم کو خُدا کے پاس پہنچائے۔ وہ جِسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن رُوح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا۔ اِسی میں اُس نے جا کر اُن قیدی رُوحوں میں منادی کی۔ جو اُس اگلے زمانہ میں نافرمان تھیں جب خُدا نُوح کے وقت میں تحمل کر کے ٹھہرا رہا تھا اور وہ کشتی تیار ہو رہی تھی جِس پر سوار ہو کر تھوڑے سے آدمی یعنی آٹھ جانیں پانی کے وسیلہ سے بچیں۔ (1 پطرس 3 باب 18 تا 20 آیت)

کون۔۔۔ اور۔۔ کہاں۔۔۔ یہ قیدی روحیں تھیں؟ اس پاسبان کو یا تو معلوم نہیں تھا یا پھر اس سوال کا جواب پسند نہیں تھا۔ پس اُس نے اِن آیات کو نظر انداز کرنے کا چناؤ کیا۔

بائبل مقدس کے سکالر / محقق کی حیثیت سے میں نے ایسے عجیب اور انوکھے معلوم ہونے والے حوالہ جات کو سیکھا ہے۔ (کلامِ مقدس کے دیگر بہت سے غیر معروف اور بہت کم سمجھے جانے والے حوالہ جات بہت ہی اہم ہیں)۔ ان حوالہ جات سے خدا، نادیدنی عالم اور ہمیں اپنے بارے بھی بہت

مخصوص جانکاری حاصل ہوتی ہے۔یقین مانیں یا نہ مانیں، اگر ہمیں اِن حوالہ جات کے تعلق سے آگاہی اور جانکاری ہوجاتی اور اگر ہم یہ سمجھ پاتے کہ اُن کا کیا معنی اور مفہوم ہے، خواہ وہ کس قدر بھی مشکل اور اضطراب کا باعث تھے، تو اس سے خدا کے تعلق سے ہمارے طرزِ فکر میں یکسر تبدیلی واقع ہوجانی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم ایک دوسرے کے تعلق سے بھی مختلف انداز میں سوچ رہے ہوتے۔ہم اِس کُرہ ارض پر کیوں موجود ہیں اور ہمارا قطعی انجام کیا ہوگا۔

پہلا خط جو پولس رسول نے کرنتھس کی کلیسیا کو لکھا، تو اُس نے اپنی پریشانی اور فکرمندی کو بیان کیا کہ کس طرح ایماندار اپنے تنازعات اور معاملات کے حل کے لئے ایک دوسرے کو عدالتوں میں گھسیٹ رہے تھے۔اس سے اُن کا وقت اور توانائیاں بھی ضائع ہورہی تھیں۔پولس رسول نے یہ بھی محسوس کیا کہ ایسی صورتحال سے اُن کے ایمان کی غلط تصویر دُنیا کے سامنے پیش ہورہی ہے۔اُس نے کہا، "کیا تُم نہیں جانتے کہ ہم فرشتوں کا اِنصاف کریں گے؟ توکیا ہم دُنیوی مُعاملے فیصل نہ کریں؟ (1کرنتھیوں 6باب 3آیت)

دُنیا کی عدالت؟فرشتوں پر حکومت؟

پولس رسول ان آیات میں جو کچھ بیان کررہا ہے وہ حیرت میں ڈال دینے اور زندگی کو بدل دینے والی باتیں ہیں۔بائبل مقدس مافوق الفطرت مخلوقات کی سرگرمیوں کو ہماری زندگیوں اور انجام سے منسلک کرتی ہے۔ایک روز ہم دُنیا کی عدالت کریں گے۔ہم فرشتوں پر حکمران ہوں گے۔جیسا کہ پولس رسول نے بعدازاں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔

پولس رسول نے جو کچھ کرنتھس کی کلیسیا کو لکھا اور ہمارے لئے بیان کیا، اس کی وجہ یہ ہے، یہ بائبل مقدس کی کہانی ہے اور خدا نے ہمیں اسی مقصد کے تحت خلق کیا ہے، اُس کی یہ آرزُو ہے کہ ہم اُس کے آسمانی خاندان کا حصہ ہوں۔یہ محض اتفاق نہیں کہ بائبل مقدس ایسی اصطلاحات بیان کرتی ہے جو خاندانی رشتے ناطوں سے ماخوذ ہیں۔جیسا کہ ایک گھر میں رہنا، مل جل کر کام کرنا۔

مجموعی طور پر خدا اپنے بیٹے یسوع اور نادیدنی عالم کی مخلوقات اور ایمانداروں (آپ اور میں) کے تعلق سے بیان کرنا۔ خدا اس بات کا خواہشمند ہے کہ بنی نوع انسان اُس کے خاندان کا حصہ ہوں اور اُس کی مخلوقات پر اُن کی حکمرانی ہو۔

ہم "جس طرح آسمان پر، ویسے ہی زمین پر" کے خیال کو بھی جانیں گے۔ یہ دُعائے ربانی سے ماخوذ ہے۔ (متی 6 باب 10 آیت) ازل سے ہی خدا یہ چاہتا تھا کہ اُس کا انسانی گھرانہ اُس کے ساتھ ایک کامل جہاں میں اُس کے خاندان یعنی آسمانی لشکر کے ساتھ مل جل کر رہے جو وہاں پہلے سے موجود ہے۔ یہ ہے کہانی اور خدا کا مقصد جس کے خلاف تاریکی کی ابلیسی قوتیں نبرد آزما ہیں۔ کس طرح خدا کا یہ منصوبہ ناکامی سے دوچار ہوا اور بالآخر کس طرح مستقبل میں یہ منصوبہ کامیابی سے پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ بائبل مقدس کا لُب لباب یہی ہے۔ اگر ہم تمام کرداروں کو مجموعی طور پر اس کہانی میں نہ دیکھیں تو یہ کہانی ہمارے لئے قابلِ قدر نہ ہوگی۔ ہمیں مافوق الفطرت کرداروں کو بھی اس کہانی میں دیکھنا ہوگا جنہیں بائبل مقدس کے بہت سے اساتذہ نظر انداز کر دیتے ہیں۔

خدا کے آسمانی لشکر کے اراکین بائبل مقدس میں مندرج انسان کی کہانی میں غیر اہم، غیر متعلقہ اور ایسے کردار نہیں ہیں جن کا اس بنیادی عمل میں کوئی حصہ اور عمل دخل نہیں ہے۔ بلکہ اُن کا اپنا ایک مرکزی کردار ہے۔ لیکن دَورِ جدید کے قارئین اکرام سمجھے بغیر ماضی کے واقعات کو پڑھتے ہیں۔ بائبل مقدس میں مندرج مافوق الفطرت عالم کو معروف واقعات کی صورت میں کئی ایک طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ جو کچھ میں اس وقت بائبل مقدس میں دیکھ اور سمجھ سکتا ہوں اس کے لئے میں نے کئی دہائیاں صرف کر دیں۔ ان کئی برسوں کے مطالعہ سے جو کچھ میں نے سیکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اُس سے استفادہ کریں۔

جو سوال میں نے شروع میں آپ سے کیا تھا، اچھا ہے کہ ہم اُس سے اپنی توجہ نہ ہٹائیں۔ جو کچھ بائبل بیان کرتی ہے، کیا آپ واقعی اُس پر ایمان رکھتے ہیں؟ اگر آپ بائبل مقدس پر ایمان

نہیں رکھتے تو پھر آپ کو یہ سیکھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کہ بائبل نادیدنی عالم کے بارے میں کیا بیان کرتی ہے اور کس طرح یہ سب کچھ آپ کی زندگی پر اثرانداز ہوتا ہے۔

2 سلاطین 6 باب 8 تا 23 آیت الیشع نبی ایک مشکل صورتحال سے دوچار ہے۔ (ایک بار پھر سے) قہر وغضب میں مبتلا بادشاہ نے جتھوں کو اس کے گھر کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ جب اُس کا نوکر خوف وہراس کا شکار ہوا تو اُس نے اُسے کہا۔ "خوف نہ کر کیونکہ ہمارے ساتھ والے اُن کے ساتھ والوں سے زیادہ ہیں۔ اور الیشع نے دُعا کی اور کہا اَے خُداوند اُس کی آنکھیں کھول دے تا کہ وہ دیکھ سکے تب خُداوند نے اُس جوان کی آنکھیں کھول دیں اور اُس نے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ الیشع کے گرداگرد کا پہاڑ آتشی گھوڑوں اور رتھوں سے بھرا ہے۔

(2 سلاطین 6 باب 8 سے 23 آیت)

الیشع نے جو دُعا کی، آپ کے لئے میری بھی یہی دُعا ہے۔ خدا آپ کی آنکھیں کھول دے تا کہ آپ کا نکتہ نظر اور طرزِ فکر بائبل مقدس کے تعلق سے پہلے جیسا نہ رہے۔

باب 2

نادیدنی عالم: خدا اور اللہ

لوگ مافوق الفطرت واقعات اور فوق البشر (دوُسروں سے منفرد اور اعلیٰ) کی طرف کشش محسوس کرتے ہیں۔ حالیہ سالوں میں تفریح طبع پروگرام مہیا کرنے والی صنعت پر غور کریں۔ گزشتہ چند ایک دہائیوں سے ہزاروں کتب، ٹیلی ویژن پروگرامز اور فلمیں اجنبی مخلوق، دیو پیکر اور غیر معمولی مخلوق، بدروحوں، جادوگری، بھیڑیوں، خونخوار یا آدم خور مخلوق اور دوسروں سے منفرد اور اعلیٰ صفات اور کردار کی شخصیات کے موضوعات پر بنتی چلی آرہی ہیں۔ ہالی وڈ کی بہت سی سُپر ہٹ فلموں نے بہت کامیاب بزنس کیا جن کی نمایاں خصوصیت یہی تھی کہ وہ فوق البشر اور فوق الفطرت دُنیا سے تعلق رکھتی تھیں، جن میں چند ایک کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ایکس مین، دا اویونجرز، ہیری پوٹرز سیریز، سُپر مین اور ٹوِلائٹ ساگا ہیں، فرنج جیسے ٹیلی ویژن شوز، اور بلاشبہ سپر نیچرل اور ایکس فائلز۔ کیا واقعی یہ سب کچھ کہانیوں، کتب اور فن و ادب میں ایک نمایاں شہرت کی حامل نہیں رہا؟

کیوں؟

اس سوال کا ایک جب یہ ہے کہ لوگ معمولی چیزوں سے غیر معمولی کی طرف راغب ہوتے ہیں، وہ کچھ ایسا دیکھنا چاہتے ہیں جو معمول سے ہٹ کر ہو۔ کیونکر فوق البشر اور فوق الفطرت موضوعات پر بننی والی کامیاب فلمیں اور بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتب ہمیں ایسی باتیں، معلومات اور تفریح مہیا کرتی ہیں

جو ہماری دُنیا سے قطعی مختلف، دلچسپ اور ایسا تفریح طبع سامان مہیا کرتی ہیں جو اس دُنیا سے بالکل ہی منفرد ہوتا ہے۔ بدی بمقابلہ نیکی میں کوئی چیز موجود ہوتی ہے جسے اس کائنات میں کچھ اس طرح سے بڑھا چڑھا کر بیان کیا جاتا ہے۔ جو ہمارے اندر ایک سنسنی پیدا کر دیتی ہے۔ سورماؤں کی جدوجہد اور اُن کے کارہائے نمایاں (گینڈالف، فروڈو اور اُس کے رفقاء کار) نے لارڈ آف دی رنگ (ایک سہ المیہ ڈرامہ) میں اپنے قارئین کا دل موہ لیا۔ (اور اب سینما گھر جانے والے) اگر وِلن کا تعلق آنے والے جہاں سے ہو تو پھر فتح قابل دید اور شاندار ہو گی۔

ایک اور سطح پر بھی لوگ دوسری دُنیا کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں، جیسا کہ واعظ کی کتاب اِسے بیان کرتی ہے۔ "اُس نے ہر ایک چیز کو اُس کے وقت میں خُوب بنایا اور اُس نے ابدیت کو بھی اُن کے دل میں جاگزین کیا ہے اس لیے کہ انسان اُس کام کو جو خُدا شروع سے آخر تک کرتا ہے دریافت نہیں کر سکتا۔" (واعظ 3 باب 11 آیت) انسانی فطرت کے تعلق سے ایک چیز ہے جو انسانی تجربہ سے کچھ زیادہ کی توقع کرتی ہے یعنی وہ کسی الٰہی چیز کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پولس رسول نے بھی اس آرزُو کے تعلق سے لکھا ہے۔ اُس نے یہ تعلیم دی کہ ایسی خواہش اور آرزُو اس جہاں میں زندہ رہنے سے ہی پیدا ہوتی ہے جسے خدا نے خلق کیا ہے۔ یہ کائنات ایک خالق کے وجود کی از خود گواہ ہے۔ اسی طرح یہ ایک اور جہاں کی بھی گواہ ہے جو اس دُنیا کے علاوہ ایک وجود رکھتا ہے۔ (رومیوں 1 باب 18 تا 23 آیت) دراصل پولس رسول نے یہ کہا کہ اُن کے باطن میں یہ قائلیت بڑی پُرزور تھی لیکن اُنہوں نے دانستہ طور پر اُس کو دبائے رکھا۔ (18 آیت)

پھر بھی ہم بائبل مقدس کی کہانی کے بارے میں اُس طور پر نہیں سوچتے جس طرح ہم کتابوں، فلموں اور قصے اور داستانوں میں موجود کہانیوں کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اس کی بھی وجوہات ہیں۔ یہ سب خصوصی اثرات کے فقدان سے بالاتر ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک تو بائبل مقدس کے کردار بہت معمولی یا پرانے ہیں۔ اُن میں کوئی قوت اور یا کشش نہیں پائی جاتی۔ بہر حال، یہی وہ لوگ اور کہانیاں ہیں جن کے تعلق سے ہم سنڈے سکول کے دور سے سنتے چلے آرہے ہیں۔ پھر ثقافتی رکاوٹیں بھی آڑے

آجاتی ہیں۔ ہمارے لئے بہت مشکل ہے کہ ہم قدیم چرواہوں اور چوغہ پہنے ہوئے لوگوں کے مشابہ ہوں، جیسا کہ مسیح کی پیدائش کے موقع پر بھی بعض کلیسیائیں ڈراموں کا انعقاد کرتی ہیں۔

لیکن میرے خیال میں ایک بہت بڑی وجہ ہے جس کی بنا پر سائنس پر مبنی افسانے اور مافوق الفطرت تصور و تخیل ہماری توجہ اپنی طرف بڑی آسانی سے مبذول کر لیتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہمیں نادیدنی عالم کے تعلق سے ٹھوس بنیادوں پر تعلیم ہی نہیں دی گئی۔

میں نے برسوں سے جو کچھ کلیسیا میں سنا ہے وہ اس انداز سے بیان کیا جاتا ہے کہ مافوق الفطرت ہونے کے باوجود اکتاہٹ کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بھی انتہائی ناگوار صورتحال یہ ہے کہ کلیسیا جو تعلیم دے رہی ہے وہ نادیدنی مافوق الفطرت جہاں کو انتہائی کمزور اور قوت اور قدرت سے خالی بیان کرتی ہے۔

نادیدنی عالم کے تعلق سے بہت سے مسیحی جو کچھ درُست سمجھتے ہیں وہ اصل میں درُست نہیں ہے۔ فرشتوں کے پَر نہیں ہوتے۔ (اس میں کروبیم شامل نہیں ہیں کیونکہ اُنہیں فرشتے نہیں کہا گیا)۔ فرشتگان ہمیشہ انسانی شکل میں ہوتے ہیں) بدروحوں کے سینگ اور دُم بھی نہیں ہوتی اور وہ اس جہاں میں اس لئے موجود نہیں کہ ہم سے گناہ سرزد کروائیں۔ (ہم سب اپنے چناؤ کے تحت ہی ایسا کرتے ہیں۔) اور اگرچہ بائبل مقدس واقعی بڑے بھیانک انداز میں بدروح کے قبضہ اور تسلط کو بیان کرتی ہے، شاطر اور ذہین بدروحوں کے پاس کرنے کے لئے کئی قسم کے نجس اور مکروہ کام موجود ہیں، بجائے اس کے کہ وہ بنی نوع انسان کو کٹھ پتلیوں کی طرح نچاتی رہیں۔ (اُن سے گناہ سرزد کروائیں) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سلسلہ میں فرشتگان اور بدروحوں کا انتہائی معمولی کردار ہوتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ کلیسیا اصل بااثر شخصیات اور اہم نکات تک رسائی حاصل نہیں کر رہی۔

الٰہ حقیقی ہیں

میں نے پہلے باب میں آپ سے یہ سوال پوچھا تھا کہ آیا آپ واقعی اُن سب باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو بائبل مقدس بیان کرتی ہے۔ اس سوال پر غور و خوص فرمائیں۔

بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ خدا کے فیصلوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خدا کے پاس الٰہی مخلوق پر مبنی ایک فوج موجود ہے۔ جسے خدا کی جماعت یا مجمع کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔(زبور 89 باب 5-7 آیت اور دانی ایل 7:10 آیت) اس سلسلہ میں زبور 82 کی 1 آیت بالکل واضح ہے۔ "خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔ وہ الٰہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔"

اگر آپ اس پر غور و خوص کریں تو یہ ایک چونکا دینے والی آیت ہے۔ جب میں نے اسے پہلی دفعہ دیکھا تو مجھے بہت ناگوار سی محسوس ہوئی۔ لیکن یہ آیت بڑے واضح طور پر بڑی سادگی سے سب کچھ بیان کرتی ہے۔ زبور 82 باب کی پہلی آیت کو بھی بائبل مقدس کے دیگر حوالہ جات کی روشنی میں پڑھا اور سمجھا جائے۔ کہ یہاں پر یہ حوالہ الٰہوں کے تعلق سے کیا بیان کرتا ہے اور کیسے اس اصطلاح کو بیان کیا جائے۔

اصل عبرانی اصطلاح جس کا ترجمہ "الٰہ "کیا گیا ہے وہ الوہیم ہے۔ ہم میں سے بہتوں نے آج تک الوہیم کو ایک ایسی اصطلاح کے طور پر ہی سمجھا ہے کہ یہ خدا کے دیگر ناموں کی طرح خدا کا ایک نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسے وسیع معنی و مفہوم کے طور پر خیال کرتے ہوئے ہمیں دشواری کا سامنا ہو گا۔ تاہم یہ اصطلاح کسی ایسی ہستی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو کسی نادیدنی روحانی عالم میں سکونت پذیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اس لفظ کو ہمیشہ خدا کے لئے ہی استعمال ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ (پیدائش 1:1) بدروحیں (32:17) اور حیات بعد الموت (آئندہ زندگی میں) انسانی مُردے۔(1 سموئیل 28 باب 13 آیت) بائبل مقدس کی روشنی میں ہر ایک ذی نفس جس کا بدن نہ ہو اور جس کی سکونت روحوں کے عالم میں ہوتی ہے وہ الوہیم ہے۔

عبرانی اصطلاح میں ایسے خصوصی اوصاف و صفات کا ذکر نہیں جو صرف خدا ہی میں موجود ہیں۔ بائبل مقدس زندہ خدا کو دیگر تمام الٰہوں سے منفرد مقام دیتی ہے اور اس کے لئے لفظ الوہیم استعمال نہیں کرتی۔ مثال کے طور پر۔ بائبل مقدس الٰہوں کو بائبل مقدس کے خدا کی پرستش اور اُسے سجدہ کرنے کا حکم دیتی ہے۔(زبور 1:29) وہ اُن کا خالق اور بادشاہ ہے۔(زبور 3:95، 148:1-5)، اور زبور 89:6-7 میں

لکھا ہے "کیونکہ افلاک پر خداوند کا نظیر کون ہے؟ فرشتگان میں کون خداوند کی مانند ہے؟" اس طرح 1 سلاطین 8 باب 23 اور زبور 9:97 میں لکھا ہے "کیونکہ اَے خداوند! تو تمام زمین پر بلند و بالا ہے۔ تو سب معبودوں سے نہایت اعلیٰ ہے۔" بائبل مقدس کے مصنفین اسرائیل کے خدا کے تعلق سے دو ٹوک الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ اُس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ وہ "خداوندوں کا خدا ہے۔" (استثنا 17:10 اور زبور 2:136)

"قدُوس خدا کی جماعت میں" یہ روحیں واقعی ایک وجود رکھتی ہیں۔ اس کتاب کے پہلے باب میں، میں نے ایک حوالہ بیان کیا تھا جس میں خدا اپنے آسمانی لشکر سے یہ فیصلہ کرنے کے لئے ملتا ہے کہ کس طرح اَخی اَب بادشاہ سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ اس حوالہ میں آسمانی جماعت کے ان اراکین کو روحیں کہا گیا تھا۔ اگر ہمارا یہ ایمان ہے کہ روحوں کا عالم واقعی ایک حقیقت ہے وہاں پر خدا اور روحانی مخلوق سکونت پذیر ہے۔ (جیسا کہ فرشتگان) تو پھر خدا کا مافوق الفطرت لشکر جو اُس کے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے، واقعی ایک حقیقت ہے، جس کا میں نے مذکورہ حوالہ میں اور دیگر حوالہ جات میں ذکر بھی کیا ہے۔

بصورت دیگر ہم روحانی حقائق کے بارے زبانی جمع خرچ سے ہی کام لے رہے ہیں۔

چونکہ بائبل مقدس آسمانی جماعت کے اراکین کی شناخت روحوں / فرشتگان کے طور پر بیان کرتی ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ معبود محض پتھر اور لکڑی کے بُت نہیں ہیں۔ بُت یا مجسمے آسمانی جماعت میں خدا کے لئے کام نہیں کرتے۔ یہ بات سچ ہے کہ قدیم دُنیا میں بُت پرست لوگ اپنے لئے بُت بناتے تھے۔ اُنہیں اس بات کا بھی علم تھا کہ وہ بُت جنہیں وہ اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے ہیں کسی بھی قوت اور قدرت کے مالک نہیں ہیں۔ ہاتھوں سے تراشے ہوئے مجسمے ایسی اشیا ہوتی تھیں جن میں اُن کے معبود سکونت پذیر ہو کر اپنے اُن پیروکاروں سے قربانیاں وصول کرتے اور اپنے پیروکاروں کو علم و معرفت دیتے تھے جو اپنے معبودوں کے لئے ایک درخواست اور التجا کے طور پر مختلف رسومات سر انجام دیتے تھے تاکہ وہ اُن کے پاس آکر اُن کے بنائے ہوئے بتوں اور مجسموں میں سکونت اختیار کرلیں۔

جماعت کا ڈھانچہ اور کاروبار

زبور 82 کی پہلی آیت میں جن الٰہوں کا ذکر ہے وہ "خُدا کی جماعت میں خُدا موجود ہے۔ وہ اِلٰہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔" اِس طرح اسی باب کی 6 آیت میں "میں نے کہا، تم الٰہ ہو۔ تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ یہ بائبل مقدس میں کئی بار آیا ہے۔ بالعموم خدا کی حضوری میں (ایوب 1 باب 6 آیت، 2 باب 1 آیت اور ایوب 38 باب کی 37 آیت ہمیں بتاتی ہے کہ زمین اور اُس پر بنی نوع انسان کی تخلیق سے قبل وہ خدا کے آس پاس موجود تھے۔

یہ بات بڑی دلچسپی کی حامل ہے کہ خدا اِن روحانی وجود رکھنے والی مخلوق کو اپنے فرزند کہتا ہے۔ چونکہ اُس نے اُنہیں خلق کیا ہے۔ اس لئے "خاندان" کی زبان قابلِ فہم ہے۔ اسی طرح آپ بھی اپنی اولاد کو بیٹے اور بیٹیاں کہتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی تخلیق میں آپ کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اُن کا باپ ہونے کے علاوہ خدا اُن کا بادشاہ بھی ہے۔ قدیم دُنیا میں، بادشاہ اپنے وسیع خاندان کے وسیلہ سے سلطنت کرتے تھے۔ بادشاہت کا اختیار اور رُتبہ وارثوں میں منتقل ہوجاتا تھا۔ اختیار اور سلطنت ایک خاندانی کاروبار کی حیثیت رکھتا تھا۔ خدا اپنی جماعت کا خداوند اور امیر ہے۔ اور اُس کے فرزند اُس کے ساتھ ایک رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے اُس کے بعد اعلیٰ رُتبہ اور اختیار رکھتے ہیں۔ اِس کتاب کے آنے والے صفحات میں ہم دیکھیں گے کہ پھر اچانک سے کچھ واقع ہوا، خدا کے فرزندوں میں سے بعض نے بے وفائی کی۔

خدا کے فرزند فیصلہ جات بھی کرتے ہیں۔ 1 سلاطین 22 باب (اور بہت سے دیگر حوالہ جات) میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کا کام بنی نوع انسان کے باہمی تعاون سے ہی آگے بڑھا۔ جب خدا نے اخی اب بادشاہ کی وفات کا فیصلہ کیا، تو خدا نے اپنی جماعت پر یہ بات چھوڑ دی کہ وہی اِس بات کا تعین کرے کہ یہ سب کچھ کیسے وقوع پذیر ہونا چاہئے۔

زبور 82 اور 1 سلاطین کے 22 باب میں بیان کردہ الٰہی جماعت کے اجلاس ہی ہم سے منسلک نہیں ہیں بلکہ بائبل مقدس میں کئی ایک دیگر حوالہ جات بھی موجود ہیں۔ کچھ ایسی الٰہی اجلاس بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جنہوں نے انسانی سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ کیا۔

دانی ایل 4 باب میں، بابل کے بادشاہ نبوکدنظر کو خدا نے عارضی طور پر پاگل پن کی سزا دی۔ "حق تعالیٰ کا وہ حکم" (دانی ایل 24:4)

"یہ حکم نگہبانوں کے فیصلہ سے ہے اور یہ اَمر قُدسیوں کے کہنے کے مطابق ہے" (دانی ایل 17:4) اس سے ہمیں یہ وضاحت اور مفہوم ملتا ہے کہ کس طرح وہ بنی نوع انسان کے معاملات کی نگرانی اور نگہبانی کرتے ہیں۔ وہ کبھی بھی سوتے نہیں۔

الٰہی جماعت کے یہ اجلاس ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ خدا کی جماعت کے اراکین نے خدا کے راج اور سلطنت میں اُس کے ساتھ مل کر بادشاہی کی۔ بعض حالتوں میں، جو کچھ خدا اپایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے اُس کے لئے وہ حکم جاری کرتا ہے۔ لیکن وہ اپنے مافوق الفطرت کارندوں کو یہ آزادی عطا کرتا ہے کہ وہ اس بات کا تعین کریں کہ یہ سب کچھ کیسے عمل میں آئے گا۔

فرشتگان بھی خدا کی مشورت میں حصہ لیتے ہیں۔ بائبل مقدس کی اصل زبان میں، عہدِ عتیق اور عہدِ جدید میں جس اصطلاح کا ترجمہ فرشتگان کیا گیا ہے اُس کا معنی پیامبر ہے۔ لفظ فرشتہ بنیادی طور پر کسی ذمہ داری یا کام کی انجام دہی کا معنی و مفہوم دیتا ہے۔ فرشتگان لوگوں کے لئے پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں۔ ہم بعد ازاں اس کتاب میں فرشتگان، اُن کے فرائض اور دیگر ذمہ داریوں کے بارے میں بھی سیکھیں گے۔

یہ سب کیوں کر اہم ہے

آپ نے اب تک اس کتاب میں جو کچھ پڑھا ہے، اس کے تعلق سے آپ کا ردعمل کچھ اس طرح کا ہوگا۔ "زبردست تعلیمی باتیں، اس سے قبل میں نے ایسی باتیں بائبل مقدس میں بغور

نہیں دیکھیں۔ لیکن اِن سب باتوں کا میری روز مرہ زندگی اور میری کلیسیا کے طرزِ عمل پر کس طرح اطلاق ہوتا ہے؟" اس کا جواب یہ ہے، اس کتاب میں بیان کردہ صداقتوں کا تعلق خدا کے بارے میں ہمارے فہم وادراک سے ہے، اور اس بات سے کہ ہمارا اُس کے ساتھ کیا تعلق اور رشتہ ہے اور اس زمین پر ہمارے وجود کا کیا مقصد ہے۔ میں اس بات کو وضاحت سے سمجھنے کے لئے ہر ایک باب کا اختتام اسی طرح کے ایک سیکشن سے کروں گا۔ جس میں ہر ایک باب میں بیان کردہ سچائیوں کے معنی ومفہوم بڑے عملی انداز سے کھول کر بیان کئے جائیں گے۔

اس باب میں ہم نے دیکھا کہ بائبل مقدس کس طرح کائنات کے تعلق سے خدا کے انتظام و انصرا کو بیان کرتی ہے اور اس سے ہمیں خدا کے تعلق سے کیا فہم و ادراک اور بصیرت حاصل ہوتی ہے اور پھر یہ سب کچھ خدا کے ساتھ ہمارے رشتے اور تعلق کو کس طرح بیان کرتا ہے۔

اوّل۔ خدا کے آسمانی گھرانے کے کاروبار سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ خدا کا زمینی گھرانے سے کیا رشتہ اور تعلق ہے۔ اگلے باب میں ہم اس موضوع کو مزید زیرِ بحث لائیں گے۔ لیکن یہاں پر ایک مثال بیان کی جارہی ہے۔ شاید آپ اس بات پر حیرت زدہ ہورہے ہوں کہ خدا کو کیوں کر مشورت کی ضرورت تھی۔ کسی بھی کام کی انجام دہی کے لئے حتیٰ کہ روحانی عالم میں بھی خدا کو کسی طور سے بھی کسی کی مدد درکار نہیں ہونی چاہئے۔ وہ خدا ہے۔ لیکن بائبل مقدس واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ خدا اپنے کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کو بھی استعمال کرتا ہے۔

اُسے الٰہی مشورت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن وہ ایک مشورت کو استعمال کرنے کا چناؤ کرتا ہے۔ اُسے ہماری بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر چاہے تو، خدا ایک ہی بار اُن سب لوگوں سے بلند آواز میں کلام کر سکتا ہے جنہیں انجیل کے پیغام کی ضرورت ہے۔ وہ اُنہیں اپنی طرف رجوع لانے کے لئے درکار حوصلہ افزائی ایک ہی دفعہ عطا کر سکتا ہے۔ خدا لوگوں کے ذہنوں میں اپنی آواز ڈال کر اُنہیں ایک دوسرے

سے محبت کرنے کے لئے قائل کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے وہ میرے اور آپ جیسے لوگوں کو استعمال کرنے کا چناؤ کرتا ہے۔

دوئم۔ خدا پہلے سے ہر طرح کے حالات و واقعات کو ترتیب دے سکتا ہے تاکہ سب کچھ اُس کی مرضی اور منشا کے مطابق ہی عمل میں آئے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا۔ اَخی اَب کی کہانی میں، خدا نے اپنے آسمانی مددگاروں کو موقع دیا کہ وہ اس بات کا تعین کریں کہ کس طرح اُنہوں نے اُس کی مرضی اور منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ بالفاظ دیگر، اُس نے اُنہیں اپنی آزاد مرضی کو استعمال کرنے دیا۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ پہلے ہی سے ترتیب نہیں دیا گیا۔ یہ بات نادیدنی عالم کے تعلق سے ہی درُست نہیں ہے بلکہ اس موجودہ جہاں کے تعلق سے بھی ایسا ہی ہے۔

بائبل مقدس نادیدنی عالم کا ایک ڈھانچہ بیان کرتی ہے۔ خدا اُس کا سربراہ اعلیٰ ہے۔ وہ سب جو اُس کے لئے کام کرتے ہیں اُس کا گھرانہ ہیں۔ اُن کے پاس بھی ایک اختیار ہے۔ وہ اُس کے کام کاج کو آگے بڑھانے میں شریک کار ہیں۔

یہ کس قدر حیرت کی بات ہے۔ بائبل مقدس بنی نوع انسان کے تعلق سے بھی اسی طرح بیان کرتی ہے۔ باغ عدن میں ابتدا ہی سے، خدا نے بنی نوع انسان کو خلق کیا کہ وہ اُس کے ساتھ مل کر اِس کائنات پر راج کریں۔ خدا نے آدم اور حوا سے کہا۔ "پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور کل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں اختیار رکھو۔" (پیدائش 28:1)

آدم اور حوا خدا کے بچے یعنی اُس کا زمینی گھرانہ تھے۔ خدا اُن کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔ اُس کی یہ آرزُو تھی کہ وہ پوری دُنیا کو عدن کی مانند بنانے کے کام میں اُس کے شریک کار ہوں۔

بہت سے قارئین کے لئے یہ بڑا معروف خیال ہے۔ یہ بات بالکل واضح نہیں ہے کہ آدم اور حوا باغ عدن میں خدا کے گھرانے کے اکیلے ہی اراکین تھے۔ اُس کا الٰہی خاندان بھی وہاں پر موجود تھا۔ عدن وہ مقام تھا جہاں پر خدا بھی رہتا تھا۔ پس جہاں خدا رہتا تھا بے شک اُس کا گھرانہ بھی وہاں

پر موجود تھا۔ آسمان کے تعلق سے ہم کچھ اِس طرح سے سوچتے ہیں کہ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر ہم اور خدا کے فرشتے یعنی اُس کا الٰہی گھرانہ باہم مل کر رہیں گے۔ ازل سے خدا نے یہ سب کچھ اِسی طرح سے ترتیب دیا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہو کر رہے گا۔(مکاشفہ 21-22باب)

اِس بات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں اُس وقت کی طرف پیچھے مڑ کر دیکھنا ہو گا جب خدا کے دونوں خاندان ایک ہی جگہ پر مقیم تھے۔ ہمیں واپس باغِ عدن کی طرف دیکھنا ہو گا۔

باب 3

پہلے بھی بادشاہ تھے اور آئندہ بھی بادشاہ ہوں گے

ہم پہلے ہی خدا کی آسمانی جماعت اور اُس کے نادیدنی خاندان اور اُس کی مختلف کاموں کو سر انجام دینے والی فوج کا مختصر تعارف حاصل کر چکے ہیں۔ اس تعلق سے ابھی بہت کچھ جاننا اور سمجھنا باقی ہے، بالخصوص کس طرح اہم شخصیات جیسا کہ خداوند یسوع مسیح اور شیطان اس تصویر میں موزوں مقام رکھتے ہیں۔ بیشتر اس سے کہ ہم یہ دیکھنے کی طرف متوجہ ہوں کہ نادیدنی عالم میں کیا کچھ ہو رہا ہے، ہمیں ایک نئے انداز سے از سرِ نو اپنے تعلق سے سوچ و بچار کرنا ہوگی۔ نادیدنی روحانی عالم میں اپنی جماعت کے وسیلہ سے خدا کی حکمرانی ایک نمونہ ہے جس کے وسیلہ سے خدا اس زمین پر اپنا راج قائم کرتا ہے۔ جسے علمِ الٰہیات کے ماہرین خدا کی بادشاہی کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ پیدائش کتاب میں باغِ عدن سے شروع ہوا تھا۔

عدن۔ خدا کا وزارت داخلہ دفتر

جب آپ "باغ عدن" کا ذکر سنتے ہیں تو کون سی پہلی بات آپ کے خیال میں آتی ہے؟ بہت سے لوگ جن سے میں نے بات چیت کی ہے وہ آدم اور حوا کے بارے میں سوچتے ہیں۔ عدن اُن کا گھر تھا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں پر خدا نے اُنہیں رکھا تھا۔ (پیدائش 2 باب 15 تا 25 آیت)

لیکن عدن تو خدا کا بھی گھر تھا۔ حزقی ایل نبی عدن کو "خدا کے گھر" کے طور پر بیان کرتا ہے۔ (حزقی ایل 28 باب 13 آیت اور 31 باب 8 تا 9 آیت) اس میں واقعی کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ عدن کو "خدا کا گھر" کے طور پر بیان کرنے کے فوراً بعد حزقی ایل اسے "خدا کا مقدس پہاڑ" کہتا ہے۔ "28 باب 14 آیت) بہت سے قدیم مذاہب میں پر آسائش اور ایسے باغات جن میں عام لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی تھی انہیں دیوتاؤں کے گھر خیال کیا جاتا

تھا۔ بائبل مقدس عدن کے دونوں بیانات کو استعمال کرتی ہے۔ عدن خدا کا گھر تھا اور اس لئے جہاں وہ اپنا کاروبار کرتا تھا۔ یہ ہوم آفس یا اُس کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

جہاں خدا ہے وہاں اُس کی جماعت بھی موجود ہے۔

خدا کی صورت اور شبیہ کی مانند

بائبل مقدس کی ایک اہم ترین آیت جو ہمیں خدا اور عدن میں خدا کی جماعت کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔ پیدائش 26:1 میں خدا فرماتا ہے۔ " ہم اِنسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور سب جانداروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اِختیار رکھیں۔" خدا اپنا ارادہ ایک جماعت کو بیان کرتا ہے۔ خدا کس سے مخاطب ہے؟ وہ اپنے آسمانی لشکر یعنی اپنی جماعت سے مخاطب ہے وہ تثلیث کے دوسرے اراکین سے مخاطب نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کو کسی ایسی بات کا علم نہیں ہوتا جس کا انہیں علم نہیں ہوتا۔ اور یہاں پر وہ جس گروپ سے مخاطب ہے اس کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ خدا نے کیا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

خدا کے اعلان کو سمجھنا بہت آسان ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے میں کسی دوست سے مخاطب ہوں۔ " آؤ پیزا لیں " آؤ یہ کریں! یہ کس قدر واضح بات ہے! لیکن ایک اور بات بھی ہے جس کو ہم نظر انداز نہیں کرنا چاہتے۔ دراصل خدا اس فیصلے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے گروپ کو شامل نہیں کرتا۔

ہم نے دیکھا ہے کہ خدا کی دیگر الٰہی جماعت کے اجلاس کی طرح خدا کی جماعت کے اراکین اس فیصلے میں شامل نہیں ہیں۔ جب اگلی آیت میں بنی نوع انسان خلق ہوتے ہیں، (27:1) خدا اکیلا

ہی تخلیق کے عمل میں شامل ہے۔ انسان کی تخلیق ایک ایسا عمل ہے جسے خدا نے از خود ہی سر انجام دیا۔ پیزے کی مثال کی طرف واپس جائیں، اگر میں اپنے اعلان کے مطابق سب کو پیزا شاپ پر گاڑی میں لے کر جاؤں، اور پھر اُن سے دُعا کرنے کے لئے اصرار کروں، تو میں واحد شخص ہوں گا جو ہر ایک کام کو سر انجام دے رہا ہوں گا۔ یہی کچھ ہم یہاں پر ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

یہ بات قابل فہم ہے کہ خدا ہی واحد ہستی ہے جس نے انسان کو خلق کیا۔ اُس کی آسمانی یا الٰہی مخلوقات میں ایسی قوت اور قدرت نہیں پائی جاتی۔ لیکن اس سے ایک اور غیر معمولی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ پیدائش 27:1 میں، انسان کو خدا کی صورت پر خلق کیا گیا۔ (" خدا نے انسان کو اپنی صورت اور شبیہ پر پیدا کیا") اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اور جس سے وہ مخاطب ہے کسی نہ کسی لحاظ سے وہ ایک جیسے ہی ہیں۔ 26 آیت سے، ہماری "صورت اور شبیہ" کو کیا ہو گیا؟

درحقیقت، کچھ بھی نہیں ہوا۔ "ہماری صورت" اور "اس کی صورت" میں تبادلہ پیدائش 1 باب 26 اور 27 آیت سے کچھ دلچسپ اور دلکش بات منظر عام پر آتی ہے۔ خدا کا یہ فرمان۔ " آؤ انسان کو اپنی صورت اور شبیہ پر پیدا کریں۔ کا معنی ہے کہ وہ اور جس سے وہ مخاطب ہے اُن میں کوئی چیز مشترک ہے۔ کچھ بھی ہو، انسان اس میں شریک ہو گا جسے خدا نے ایک بار خلق کیا تھا۔ نہ صرف یہ کہ ہم کئی لحاظ سے خدا کی مانند ہیں، بلکہ ہم اس کی جماعت کے الٰہی اراکین بھی ہیں۔

" خدا کی صورت " اس جملے سے یہی بات اور مفہوم ہماری سمجھ میں آتا ہے۔ پیدائش 26:1 کا بہتر ترجمہ یہ ہے۔ کہ خدا نے انسان کو اپنی مانند بنایا۔ انسان ہونے کا مطلب خدا کی صورت اور شبیہ پر ہونا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم خدا کے نمائندگان ہیں۔

خدا کی صورت اور شبیہ پر ہونا ذہانت کی طرح ایک وصف یا خوبی نہیں جو ہمیں خدا کی طرف سے ملی ہے۔ ہم لیاقت اور خوبی کھو بھی سکتے ہیں لیکن ہم خدا کی صورت پر ہونے کے مقام کو کبھی نہیں کھو

سکتے۔ اس کے لئے انسان ہونا تقاضا نہیں ہے۔ ہر انسان اپنی ماں کے پیٹ سے اپنی موت کے وقت تک انسان ہی ہوگا اور ہمیشہ خدا کی صورت اور شبیہ پر ہوگا۔ اسی لئے انسانی زندگی مقدس ہے۔

ہم کس طرح خدا کی نمائندگی کرتے ہیں؟ ہم نے پچھلے باب میں دیکھا تھا کہ خدا اپنی نادیدنی ٹاسک فورس (کام کرنے والا دستہ) کو اپنا اختیار دیتا ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی وہ انسان کو اپنا اختیار دیتا ہے۔ خدا ہی نادیدنی اور دیدنی سب چیزوں پر حاکمِ اعلیٰ ہے۔ وہی راج کرتا ہے۔ وہ روحانی اور انسانی دُنیا میں اپنے خاندان کو بھی اپنے راج اور بادشاہی میں شامل کرتا ہے۔ خدا نے ہمیں اس زمین پر اس لئے رکھا ہے تاکہ ہم اس دُنیا کو ویسی دُنیا بنا ڈالیں جیسی وہ بنانا چاہتا ہے اور ہم اُس کے ساتھ اس کی اس خوشی میں شریک اور اُس کے منصوبے سے لطف اندوز ہوں۔

بالآخر خدا نے ہم پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ہم کس طرح یہ کام سر انجام دیں۔ خداوند یسوع مسیح ہمارے لئے کامل نمونہ ہے کہ کس طرح ہم نے اس زمین پر خدا کی نمائندگی کرنی ہے۔ خداوند یسوع مسیح کو نادیدنی خدا کی صورت کہا گیا ہے۔ (کلسیوں 15:1) وہ اس کی ذات کا نقش ہے۔ (عبرانیوں 3:1) ہمیں اس زمین پر خدا کی نمائندگی کے پیش نظر اس کے نمونے پر چلنا ہوگا۔ (رومیوں 29:8 اور 2 کرنتھیوں 18:3)

دو جماعتیں، ایک منزل

اس سب میں ایک بہاؤ پایا جاتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ میری بات سمجھ رہے ہیں۔ بنی نوع انسان بنیادی طور پر خدا کا انتظام و انصرام ہیں۔ یعنی اس کی جماعت جو اس زمین پر موجود ہے۔ ہمیں خدا کی حضوری میں اس کے آسمانی گھرانے کے ساتھ رہنے کے لئے خلق کیا گیا تھا۔ ہمیں اس لئے خلق کیا گیا تھا تاکہ ہم اس کے حضور برکات سے لطف اندوز ہوں اور ہمیشہ اُس کی پرستش اور عبادت میں مصروف و مشغول رہیں۔ بنیادی طور پر، خدا یہی کچھ زمین پر چاہتا ہے۔ عدن ایسا

مقام تھا جہاں پر آسمان اور زمین ایک ہوتے ہیں۔ خدا اور اُس کی جماعت کے اراکین اسی جگہ پر مقیم تھے جہاں پر انسان بھی موجود اور رہائش پذیر تھا۔

لیکن کس حد تک؟

خدا نے آدم اور حوا سے کہا "خُدا نے اُن کو برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور کُل جانوروں پر جو زمین پر چلتے ہیں اِختیار رکھو۔" (پیدائش 28:1) خدا کی ٹاسک فورس کا یہی کام تھا۔ انہوں نے تخلیقات پر بطور خادم بادشاہ خدمت سر انجام دیتے ہوئے خدا کی عبادت کرنی تھی۔ بنی نوع انسان کا یہی کام تھا کہ وہ زمین پر پھیل جائیں اور روئے زمین پر باغ عدن کو پھیلا دیں۔ یعنی خدا کی بادشاہی کی وسعت اور افزائش میں اپنا کردار ادا کریں۔ دو لوگوں کے لئے یہ کام بہت زیادہ تھا۔ اس لئے خدا چاہتا تھا کہ آدم اور حوا بچے پیدا کریں۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، آدم اور حوا اور اُن کی نسل ناکامی سے دوچار ہو گئی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین نے آہستہ آہستہ عالمگیر سطح پر عدن کی صورت اختیار کر جانی تھی۔ ہم نے کامل اور راست زمین پر ابدی زندگی کے وارث ہونا تھا۔ اب تک ہم نے خدا اور اُس کے روحانی خاندان کے ساتھ زندگی گزار رہے ہونا تھا۔

خدا کو بنی نوع انسان سے محبت تھی، پس اس نے آدم اور حوا کو معاف کر دیا۔ لیکن اس وقت سے لے کر اب تک بقیہ انسان بھی آدم اور حوا کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ ہم سب نے گناہ کیا اور خدا کی مداخلت کے بغیر موت کی سزا کے مستحق تھے۔ (رومیوں 23:6) ہم سب فانی ہیں اور اس لئے گنہگار ہیں۔ ہمیں نجات کی ضرورت ہے۔

یہ خیال کہ خدا چاہتا ہے کہ ہم اس کے آسمانی گھرانے میں شامل ہو جائیں، اس کی جماعت کا حصہ بن جائیں، اور اس کی حضوری میں رہیں، خدا ان دلچسپ باتوں کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے جنہیں بائبل مقدس بیان کرتی ہے۔

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ بائبل مقدس کیوں ایمانداروں کو "خدا کے فرزند" یا "خدا کے بچے" قرار دیتی ہے۔

(یوحنا ،12:1، 52:11اور گلتیوں 26:3، 1 یوحنا 3باب 1 تا 3 آیت) یہ واضح کرتا ہے کہ کیوں ایمانداروں کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے گھرانے میں "لے پالک فرزند" ہیں۔(گلتیوں 4 باب 5 اور 6 آیت ، رومیوں 8 باب 14 تا 16 آیت)اس خیال سے ہمیں یہ وضاحت بھی ملتی ہے کہ کیوں ہمیں "خدااور اس کی بادشاہی کے ہم میراث "کہا گیا ہے۔(گلتیوں 7:4، ططس 7:3 یعقوب 5:2)اور کیوں کر ہم ذاتِ الٰہی میں شامل ہیں"(2پطرس 4:1اور 1 یوحنا 2:3 بھی دیکھیں)یہ خیال اس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ کیوں خداوند یسوع نے ایمانداروں سے کہ وعدہ کیا کہ وہ اُنہیں حیات کے درخت میں سے پھل کھانے کو دے گا۔(اپنی آمد ثانی کے بعد)جو کہ خدا کے فردوس میں ہے۔"(مکاشفہ 7:2)اس خیال سے یہ بات سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ کیوں اُس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس کے ساتھ قوموں پر حکمرانی کریں گے۔(مکاشفہ 26:2) حتیٰ کے اس کے ساتھ مل کر بادشاہی بھی کریں گے۔ (مکاشفہ 21:3) ہم اس کی زندگی کے وسیلہ سے واپس آدم کی طرف پیش رفت کرتے ہیں۔ آسمان زمین کی طرف لوٹ آئے گا۔ آسمانی اور انسانی مخلوق ایک جگہ پر مقیم ہوں گے۔

موت کے بعد ابدی زندگی میں ہم نئی دُنیا میں حکمرانی کریں گے۔ خدا نے شروع میں بنیادی طور پر آدم اور حوا سے جو کچھ پیدا کرنے کی توقع کی تھی اس سے لطف اندوز ہوں گے۔ ابدی زندگی بربط بجانے اور چوبیس گھنٹے حمد وثنا کرنے کے بارے میں نہیں ہے۔ بلکہ ابدیت میں ہم بے داغ تخلیق جو ہماری وہم وگمان سے بھی کہیں بڑی ہے، اس کی معموری، خدا اور مُردوں میں سے زندہ ہونے والے یسوع، اُس کی شبیہ وصورت پر بننے والے انسان اور مافوق الفطرت کو دریافت کریں گے۔

یہ کیوں کر اہم ہے

ہو سکتا ہے کہ یہ بات دل پسند نہ ہو لیکن اسی خیال اور تصور سے زندگی بدل دینے والے خیالات ملتے ہیں۔ دانستہ طور پر اس خیال کے ساتھ زندگی بسر کرنا کہ ہم خدا کے نمائندگان ہیں، اس کے منصوبوں کی تکمیل میں شریک کار ہیں۔ اگرچہ ہم اس وقت ان منصوبوں کو پورے طور پر دیکھتے اور سمجھتے نہیں ۔ ہر روز ہمارے طرزِ زندگی، سوچ اور طرز عمل پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

خدا کا اصل منصوبہ یہی تھا کہ وہ ساری زمین کو باغِ عدن بنا دے۔ خدا یہی چاہتا تھا کہ بنی نوع انسان باغ عدن کی طرح ساری زمین پر اُس کی اچھی حکمرانی قائم کرنے میں اس کے شریک کار ہوں۔ اس نے آدم اور حوا سے یہ کہا کہ وہ بچے پیدا کریں اور اس کی تخلیق پر حکمرانی کریں اور اس کے اچھے مختار بن جائیں۔ (پیدائش 1 باب 6 تا 28 آیت) زوال کے بعد بھی خدا اس حکم کو نہ بھولا۔ درحقیقت، نوح کے دَور میں آنے والے طوفان کے بعد بھی خدا نے اس حکم کو دہرایا۔ (پیدائش 17:8 اور 1:9) اگرچہ عدن باقی نہ رہا لیکن خدا یہ چاہتا تھا کہ عدن پھر سے بحال ہو جائے۔ جب خداوند یسوع مسیح دوبارہ آئے گا تو اُس کی حکمرانی، بادشاہی اور سلطنت پورے طور پر قائم ہو جائے گی اور خدا نیا آسمان اور نئی زمین بنائے گا۔ (جس کا ذکر مکاشفہ 21 اور 22 باب میں موجود ہے یہی بہت حد تک باغ عدن کی مانند دکھائی دیتا ہے) اسی اثنا میں ، ہم خدا کی سچائی کو دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں، ہم ہر جگہ خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری کو پھیلا سکتے ہیں۔ ہم ہر جگہ اور ان تمام لوگوں کے درمیان خدا کی نمائندگی کر سکتے ہیں جن سے ہماری ملاقات ہوتی ہے۔ عدن کی بحالی میں ہم خدا کی طرف سے کام کرنے والے ہیں۔ ہم اُس دن کے منتظر ہیں جب خداوند یسوع مسیح اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔

دانستہ طور پر ، خود کو خدا کے کام میں شریک کار سمجھتے ہوئے، اس کی صورت اور شبیہ پر ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہم جو فیصلہ جات کرتے ہیں بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ مسیحی لوگ اب گناہ میں کھوئے ہوئے لوگ نہیں ہیں۔ اب ہم روح القدس کی قوت اور قدرت کے ساتھ خدا کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہم خدا کے ساتھ زندگی سے لطف اندوز ہونے کے

پیغام کو پھیلا سکتے ہیں اور لوگوں کو انجیل کا پیغام بھی سنا سکتے ہیں جنہیں اس کی اشد ضرورت ہے۔ ہم انہیں بتا سکتے ہیں کہ وہ کس طرح اس پیغام کو قبول کرنے کے وسیلہ سے خدا کی مہربانی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ہماری زندگیاں بہت سے لوگوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جب ہم لوگوں سے ملاقاتوں کے لمحات کو یاد کرتے ہیں جو ان کی زندگیوں پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں اور پھر جب وہ دوسروں کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں تو اس طرح سے ایک سلسلہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ہم یا تو اس زمین پر خدا کے ساتھ زندگی کی جھلک پیش کر سکتے ہیں یا پھر لوگوں کو بتا سکتے ہیں کہ خدا کے بغیر زندگی کیسی ہوتی ہے۔ دونوں میں سے ایک کا چناؤ کرنا ہوگا، کوئی درمیانی راستہ نہیں ہے۔

اس بات کا علم کہ تمام بنی نوع انسان خدا کی صورت اور شبیہ پر پیدا ہوئے ہیں، ہمارے باطن میں یہ تحریک و ترغیب بھی پیدا کرتا ہے کہ انسانی زندگی کو ایک مقدس چیز کے طور پر دیکھیں گے۔ یہ علم و معرفت اہم ترین اخلاقی فیصلہ جات سے کہیں بڑھ کر ہے جو زندگی اور موت کے بارے میں کئے جاتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے سیکھا ہے دوسروں کے ساتھ ہمارے برتاؤ پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ علم دوسروں کے ساتھ ہمارے تعلقات پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ گھر پر، کام کاج کی جگہ پر، حتیٰ کہ حکومتی اداروں میں نسل پرستی خدا کا منصوبہ نہیں ہے۔ عدن میں خدا اس طور سے اپنے بچوں سے سلوک نہیں کرے گا۔ پس ایسے طرز زندگی اور طرزِ عمل کا اپنی مانند خدا کی صورت اور شبیہ پر پیدا ہونے والے انسانوں کے ساتھ برتاؤ سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

آخری بات۔ خدا کی نمائندگی کرنے کا معنی یہ بھی ہے کہ ہر وہ کام جس سے خدا کو عزت اور جلال ملتا ہے روحانی بلاہٹ ہے۔ ہر ایک جائز کام اس کام کا حصہ ہو سکتا ہے جو ہماری دنیا کو عدن کی طرف لے جاتا ہے۔۔ خدا کسی بھی شخص کی خدمات اور کارناموں کی بنا پر کسی سے محبت نہیں کرتا اور نہ ہی اس بنا پر کسی کو کم یا زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ خدا کے نزدیک اہم بات یہ ہے کہ کس طرح سے ہم اس جگہ پر اس کی نمائندگی کر رہے ہیں جہاں پر خدا نے ہمیں رکھا ہوا ہے۔ ہم تاریکی کی قوتوں کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں، ابدی زندگی میں خدا کے شریک کار ہوتے ہیں جو وہ ہر ایک کو دینا

چاہتا ہے یا پھر ہم ایسا نہیں کرتے۔ ضروری نہیں کہ یہ موقع بہت شاندار ہو، اہم بات یہ ہے کہ ہم اس عظیم موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔

جس قدر باغ عدن میں خدا کا ارادہ عظیم تھا، اسی قدر یہ منصوبہ بڑی تیزی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ صرف خدا ہی کامل ہستی ہے۔ ناکامل انسانوں، حتیٰ کہ آسمانی مخلوق کے ہاتھوں میں آزادی تباہ کن نتائج پیدا کر سکتی ہے۔

باب 4

آسمان پر بغاوتیں

میں نے گزشتہ باب کا اختتام اس بات پر کیا تھا کہ آزاد مرضی کسی نا کامل مخلوق کے ہاتھ میں ہو، خواہ وہ انسان ہو یا کوئی آسمانی مخلوق تباہی اور بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ یہ کسی چیز کی اہمیت کو کم کرنے والی بات ہے۔ بائبل مقدس کے ابتدائی ابواب میں چند آفات جو آئیں ان میں انسان بھی کامل تھے اور مافوق الفطرت مخلوقات کا بھی عمل دخل تھا۔ اور یہ سب کچھ میرے اس نقطہ کو واضح کرتا ہے۔

یاد کریں کہ خدا نے مافوق الفطرت عالم میں اپنی آسمانی مخلوق اور زمین پر انسانوں کے ساتھ اپنا اختیار شئیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہی خدا کے بیان کو واضح طور پر بیان کرنے کا ایک طریقہ کار تھا۔ "پھر خُدا نے کہا کہ ہم اِنسان کو اپنی صورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام زمین اور سب جانداروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اِختیار رکھیں ۔ "(پیدائش 26:1) اور یہ حقیقت کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت اور شبیہ پر پیدا کیا، انسان اور روحانی مخلوق خدا کی صورت اور شبیہ رکھنے والے ہیں۔ ہم اس کے اختیار کو اپنی زندگی میں لئے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ بادشاہی کرنے والے ہیں۔

ایک طرف، یہ ایک خوبصورت فیصلہ تھا۔ آزاد مرضی خدا کی مانند ہونے کا ایک حصہ ہے۔ اگر ہمارے پاس آزاد مرضی نہ ہو تو پھر ہم اس کی مانند نہیں ہیں۔ آزاد مرضی کے بغیر، محبت اور اپنی ذات کے حوالہ سے شخصی قربانی جیسے خیالات اور تصورات ختم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اگر آپ میں کمپیوٹر کی طرح محبت کا پروگرام ڈال دیا جائے تو اس میں آپ کا شخصی فیصلہ نہیں ہوگا۔ ایسی محبت حقیقی نہ ہوگی۔ کسی کے بتائے ہوئے الفاظ اور اعمال و افعال حقیقی نہیں ہوتے۔ جب میں اس تعلق سے غور و فکر کرتا ہوں تو میرا دھیان اور یجنل سٹار وار فلموں کی طرف چلا جاتا ہے۔ پھر مجھے ریٹرن آف دی جیدی، دی سپرٹ آف اوبیوان کنوبی ٹیلز ھز فادر، ڈارتھ ویدر "اب انسان کی سب

نسبت زیادہ مشین ہے۔ "اور پھر آخر میں ہمیں علم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ درست نہیں ہے۔ ویدر لوک کو اپنی جان پر کھیل کر شہنشاہ سے بچاتا ہے۔ وہ کوئی ایسی مشین نہیں تھی جسے اس کام کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس کا فیصلہ دل سے تھا، اس نے انسانیت کی بنیاد پر اپنی آزاد مرضی سے یہ سب کچھ کیا تھا۔

خدا کے فیصلے کا ایک تاریک پہلو بھی ہے۔ ذہین مخلوق کو آزاد مرضی سونپنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ غلط چناؤ اور دانستہ طور پر بغاوت بھی کریں گے۔ اور بنیادی طور پر ایسا ہونا یقینی اَمر ہے۔ چونکہ ایک ہی کامل ہستی ہے اور وہ ہے خدا کی اپنی ذات۔ وہی ایک ایسی شخصیت ہے جس پر بھروسہ اور اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باغ عدن میں یہ سب کچھ ہو سکتا تھا اور ایسا ہوا بھی اور پھر سب کچھ ہی غلط ہو گیا۔

فردوس میں مسئلہ

باغ عدن میں ترتیب کے تعلق سے غور کریں۔ آدم اور حوا تنہا نہیں ہیں۔ خدا اپنی جماعت کے ساتھ وہاں پر موجود ہے۔ عدن انسان اور آسمانی مخلوق کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ جو کہ بقیہ زمین پر غلبہ اور اختیار رکھتا تھا۔ (پیدائش 1 باب 26 تا 28 آیت) اور بقیہ روئے زمین پر زندگی کے پھیلاؤ کا عمل جاری رکھے ہوئے تھا۔ لیکن خدا کی جماعت کا ایک رکن خدا کے منصوبوں سے خوش اور مطمئن نہیں ہے۔

بالکل ایسے ہی جیسا کہ ہم نے پیدائش 1 باب میں دیکھا تھا، پیدائش 3 باب میں اشارے ملتے ہیں کہ عدن دیگر الٰہی مخلوق کا گھر ہے۔ 22 آیت میں، جب آدم اور حوا گناہ کر چکے، تو خدا فرماتا ہے۔ " دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ " یہ آیت پیدائش 26:1 کی مانند ایک اشارہ ہے۔ "ہماری شبیہ اور صورت "

ہم پیدائش 3 باب کے اہم کردار کو جانتے ہیں جو کہ ایک سانپ ہے۔ جو کہ در حقیقت ایک سانپ نہیں تھا۔ اصل میں وہ ایک جانور نہیں تھا۔ اسے چڑیا گھر میں شیشے کے پیچھے رکھنے کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوگی۔ اور کوئی بھی اس سے لطف اندوز نہ ہوگا۔ وہ ایک آسمانی مخلوق تھا۔

(مکاشفہ 12:9) جسے ابلیس اور شیطان کے طور پر جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

بعض مسیحی لوگ مکاشفہ 12:9 کی بنیاد پر یہ سمجھتے ہیں کہ تخلیق کائنات کے فوراً بعد فرشتوں نے بغاوت کر دی تھی۔

"پھر آسمان پر لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اُس کے فرشتے اژدہا سے لڑنے کو نکلے اور اژدہا اور اُس کے فرشتے اُن سے لڑے۔ لیکن غالب نہ آئے اور اُس کے بعد آسمان پر اُن کے لئے جگہ نہ رہی۔ اور وہ بڑا اژدہا یعنی وُہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گُمراہ کر دیتا ہے زمین پر گرا دیا گیا اور اُس کے فرشتے بھی اُس کے ساتھ گرا دیے گئے۔" (مکاشفہ 12 باب 7 تا 9 آیت)

لیکن وہاں پر بیان کردہ آسمان پر ہونے والی جنگ مسیح کی پیدائش سے منسلک ہے۔ (مکاشفہ 12 باب 4، 5 اور 10 آیت)

"اور وہ اژدہا اُس عورت کے آگے جا کھڑا ہوا جو جننے کو تھی تاکہ جب وہ جنے تو اُس کے بچے کو نگل جائے۔ اور وہ بیٹا جنی یعنی وہ لڑکا جو لوہے کے عصا سے سب قوموں پر حکومت کرے گا اور اُس کا بچہ یکایک خُدا اور اُس کے تخت کے پاس تک پہنچا دیا گیا۔

پھر میں نے آسمان پر سے یہ بڑی آواز آتی سنی،

کہ اب ہمارے خدا کی نجات اور قدرت

اور بادشاہی اور اس کے مسیح کا اختیار ظاہر ہوا

کیونکہ ہمارے بھائیوں پر الزام لگانے والا

جو رات دن ہمارے خدا کے آگے ان پر الزام لگایا کرتا ہے گرا دیا گیا۔

بائبل مقدس کوئی اشارہ نہیں دیتی کہ عدن کے واقعات سے قبل اُس کی صورت اور شبیہ پر بنائی گئی مخلوق، خواہ آسمانی یا انسانی مخلوق نے خدا کی مرضی کی مخالفت یا اس کے خلاف کوئی بغاوت نہیں کی تھی۔ پیدائش 3 باب میں حالات وواقعات ڈرامائی طور پر تبدیل ہو گئے۔

سانپ کا جرم یہ تھا کہ اس نے آزادانہ طور پر خدا کے اختیار کو رد کرنے کا چناؤ کیا۔ خدا نے یہ قصد کیا تھا کہ آدم اور حوا خدا کے خاندانی کاروبار میں شامل ہوں۔ وہ زمین پر عدن کو وسعت دیں۔ لیکن دشمن انہیں وہاں پر دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو خدا کے مقام پر رکھا۔"تُو تو اپنے دِل میں کہتا تھا کہ میں آسمان پر چڑھ جاؤں گا میں اپنے تخت کو خُدا کے ستاروں سے بھی اونچا کروں گا اور میں شمالی اطراف میں جماعت کے پہاڑ پر بیٹھوں گا۔"(یسعیاہ 13:14 آیت)

اسے ایک گستاخانہ آگاہی ملی چونکہ سانپ کے دھوکے اور فریب سے آدم اور حوا گناہ میں گر گئے تھے۔ اسے خدا کے گھر سے نکال دیا گیا تھا۔

(حزقی ایل 28 باب 14 تا 16 آیت) اسے زمین پر تارک الوطن کر دیا گیا۔ اسے "زمین پر پٹک دیا گیا۔" بائبل مقدس کی زبان میں۔(یسعیاہ 12:14) زمین ایک ایسا مقام ہے جہاں پر موت کا راج ہے۔ جہاں زندگی فانی ہے۔ زندگی پر راج کرنے کی بجائے۔ وہ مردوں کا سردار بن گیا۔ یعنی اب اس بڑے دشمن کو تمام بنی نوع انسان پر ایک دعویٰ اور اختیار حاصل ہو گیا۔

باغِ عدن میں ہونے والے واقعات کا مطلب زمین پر اخلاقیات میں بگاڑ اور تنزلی ہے۔ اس لئے بنی نوع انسان کو نئے عدن میں خدا کے ساتھ ابدی زندگی میں رہنے کے لئے مخلصی اور چھٹکارے کی ضرورت ہے۔ عدن سے باہر نکالے جانے کے بعد لعنتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ سانپ پر

لعنت میں موجود ایک پیش گوئی بھی پائی جاتی ہے۔ خدا نے کہا کہ حوا اور سانپ کی اولاد میں ایک دشمنی چلے گی۔

"اور خُداوند خُدا نے سانپ سے کہا اِس لئے کہ تُو نے یہ کیا تو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا۔ تُو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور اپنی عُمر بھر خاک چاٹے گا۔ اور میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گا اور تُو اُس کی ایڑی پر کاٹے گا۔" (پیدائش 3 باب 14 تا 15 آیت) حوا کی اولاد کون ہے؟ بنی نوع انسان۔ اور شیطان کی اولاد کون ہے؟ جی ہاں یہ ایک پیچیدہ قسم کا سوال ہے۔ یوحنا رسول ہمیں مثالیں پیش کرتا ہے۔ یہودی قائدین کی طرح جنہوں نے خداوند یسوع مسیح کو رد کر دیا تھا۔ "تُم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو۔ وہ شروع ہی سے خونی ہے اور سچائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اُس میں سچائی ہے نہیں۔ جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سے کہتا ہے کیونکہ وہ جھُوٹا ہے بلکہ جھُوٹ کا باپ ہے۔" (یوحنا 8 : 44) خداوند یسوع مسیح نے اپنے پکڑوانے والے یہوداہ سے کہا کہ وہ شیطان ہے۔ "یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا میں نے تُم بارہ کو نہیں چُن لیا؟ اور تُم میں سے ایک شخص شیطان ہے۔" ہر وہ شخص سانپ کی اولاد ہے جو ابلیس کی طرح خدا کے منصوبے کے خلاف کھڑا ہوتا ہے۔ (یوحنا 6:70)

خراب بیج

مزید مسائل اور مشکل پیدا ہونے میں زیادہ وقت نہ لگا۔ آدم اور حوا کے بچوں میں سے ایک قاتل بن گیا۔ قائن نے ہابل کو قتل کر ڈالا جو یہ بتا رہا تھا کہ وہ ابلیس کی اولاد ہے۔ (1 یوحنا 12:3) جیسے جیسے بنی نوع انسان تعداد میں بڑھتے گئے اُنہوں نے بدی کرنا شروع کر دی۔

(پیدائش 5:6)

اب ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا یعنی مافوق الفطرت خطا سرزد ہوئی۔ اگرچہ اس تعلق سے بروز اتوار کلیسیائی وعظ میں زیادہ بات چیت نہیں کی جاتی تو بھی زمین پر بدی کے پھیلاؤ میں اس کا بڑا اثر و تاثیر

تھی۔ اس بار ایک نہیں بلکہ زیادہ بغاوتیں وقوع پذیر ہوئیں۔ پیدائش 5:6 کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کے وسیلہ سے بدی اچھوت کی بیماری کی طرح پھیلتی چلی گئی۔ اور یہ پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت میں بیان کہانی سے منسلک ہے۔ جہاں پر خدا کے بیٹوں نے زمین پر اپنے لئے اولاد پیدا کی جو جبار کے طور پر جانی اور پہچانی گئی۔

بائبل مقدس پیدائش کی کتاب میں اس واقعہ سے متعلق کچھ زیادہ بیان نہیں کرتی۔ لیکن بائبل مقدس کے دیگر مقامات پر مختلف حوالہ جات اور واقعات اور یہودی روایات میں نئے عہد نامہ سے باہر بائبل مقدس کے مصنفین اس تعلق سے بہت کچھ جانتے تھے اور اُنہوں نے اپنی تحریروں میں اس واقعہ سے متعلق لکھا بھی ہے۔

مثال کے طور پر پطرس اور یہوداہ ایسے فرشتگان کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے طوفان نوح سے قبل گناہ کیا تھا۔ (2 پطرس 2 باب 4 تا 6 آیت، اسی طرح یہوداہ 5، 6 آیت کو بھی دیکھیں) ان میں سے کچھ باتیں بائبل مقدس کے علاوہ یہودی روایات سے بھی ماخوذ ہیں۔ پطرس اور یہوداہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کے بیٹے جو ان گناہوں کے مرتکب ہوئے اُنہیں پاتال میں قید کر دیا گیا۔ بالفاظ دیگر، وہ پاتال میں اپنا وقت گزار رہے ہیں۔ وہ خدا کی آخری عدالت کا حصہ ہوں گے۔ جسے بائبل مقدس "خداوند کا دن" کہتی ہے۔

یہوداہ اور پطرس نے جن ذرائع سے لکھا ہے انہیں بائبل مقدس کے عالم اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب 1 حنوک تھی۔ یہ کتاب خداوند یسوع مسیح کے دور میں یہودیوں میں بڑی مقبول تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کتاب کو مقدس اور الہامی کتاب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن پطرس اور یہوداہ نے اس متن کو اہم سمجھتے ہوئے اپنے ان خطوط میں شامل کیا۔

یہ ذرائع اندازہ لگاتے ہیں کہ خدا کے بیٹے یا تو بنی نوع انسان کو آسمانی علم و معرفت دینے سے بنی نوع انسان کی مدد کرنا چاہتے تھے اور پھر وہ خود ہی گمراہ ہو گئے۔ یا پھر وہ اپنی صورت اور شبیہ پر دیگر انسانوں کو پیدا کر کے

خدا کی نقل اور تقلید کرنا چاہتے تھے۔ ان میں یہ وضاحت بھی شامل ہے کہ بدروحیں کہاں سے آئیں۔ بدروحیں مردہ جبار کی روحیں ہیں جو طوفان سے قبل یا دوران طوفان وفات پا گئے تھے۔ وہ روئے زمین پر بنی نوع انسان کو ہراساں کرنے اور انہیں تکلیف اور پریشانی دینے کے لئے محوِ سفر رہتی ہیں۔ بائبل مقدس میں پیدائش کی کتاب کے بعد میں آنے والی کتب میں پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت میں مندرج سورماؤں کو بنی عناق اور جبار کہا گیا ہے (گنتی 13 باب 32 اور 33 آیت، استثنا 2 باب 10 اور 11 آیت) اُن میں سے بعض سردار مُردوں کے پاتال میں بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (یسعیاہ 14 باب 9 تا 11 آیت) جہاں سانپ کو پھینکا گیا تھا۔ عہدِ جدید کے مصنفین نے بعد ازاں اس مقام کو جہنم کا نام دیا۔

اس سے ہمیں یہ خیال ملتا ہے کہ نئے عہد نامہ کے مصنفین پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت کے خطرہ کو بخوبی سمجھتے تھے۔ خدا کے فرزند اپنے طور پر پھر سے ایسا عدن بنانے کا کوئی نیا طریقہ ڈھونڈ رہے تھے جہاں پر انسان اور آسمانی مخلوقات اکٹھے سکونت پذیر ہو سکیں۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ جو کچھ زمین پر وقوع پذیر ہو رہا ہے اُنہیں اس کے تعلق سے خدا سے بھی زیادہ علم و معرفت حاصل ہے۔ اصل دشمن شیطان کو بھی تو یہی غلط فہمی تھی۔ خدا کی بادشاہی کے منصوبے کے متبادل کا انجام پہلے سے بھی بدترین صورتحال کی شکل میں سامنے آیا۔

پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت میں بیان کردہ واقعہ سانپ کی نسل کی ایک بھیانک گونج تھی جس نے دانستہ طور پر خدا کی مخالفت کی تھی۔ یہ سب کچھ آنے والی بدترین صورتحال کا پیش خیمہ تھا۔ مردِ خدا موسیٰ اور یشوع کے دور میں، جب انہوں نے وعدہ کی سرزمین پر قبضہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی تو ان کا سامنا ایسے مخالفین اور دُشمنان سے ہوا جو دیو قامت لوگ تھے (استثنا 3، 2 باب) ان دیو قامت شخصیات کے کئی ایک نام تھے۔ گنتی 13 باب 33، 32 آیت میں اُنہیں بنی عناق کہا گیا ہے۔ اُن کے تعلق سے خصوصی طور پر یہ کہا گیا کہ وہ جبار کی نسل ہیں، یہ خدا کے بیٹوں کی وہی اولاد ہیں جن کے تعلق سے ہم نے پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت میں دیکھا تھا۔ عہد عتیق ہمیں بتاتا ہے کہ بنی

اسرائیل داؤد کے زمانہ تک اُن دیو قامت دشمنوں سے نبرد آزما ہوتے رہے۔ داؤد نے جاتی جولیت کو پچھاڑا۔(1 سموئیل 17 باب)اور اُس کے کچھ جنگی مردوں نے جاتی جولیت کے بھائیوں کو بھی نابود کر دیا جو کہ بنی اسرائیل کے لئے آخری خطرہ تھے۔(2 سموئیل 21 باب 15 تا22 آیت)

یہ کیوں کر اہم ہے

سانپ پر نبوتی طور پر کی گئی لعنت اور اس کے بعد آسمان پر ہونے والی خطا روحانی جنگ کی ابتدائی حالتیں ہیں۔ یہ نیکی اور بدی کے درمیان جنگ یعنی خدا اور اُس کے لوگوں کے خلاف ایک طویل جنگ۔ یہ دو عالموں میں لڑی جانے والی جنگ یعنی دیدنی اور نادیدنی عالم میں ہونے والی جنگ ہے۔

یہ عجیب واقعات ہمیں اہم سبق سکھاتے ہیں۔ جب انسان کے انجام کی بات آتی ہے تو خدا کو ایک مقابلے کا سامنا تھا۔ اور اب بھی اس کے سامنے ایک مقابلہ ہے۔ زمین اور اس پر بنی نوع انسان کے لئے خدا کی کی مرضی کی مخالفت آج بھی روحانی عالم اور بنی نوع انسان کے درمیان جاری ہے۔ لیکن خدا کا اپنا ہی ایک منصوبہ تھا کہ کس طرح آسمان و زمین پھر سے ایک ہو جائیں گے۔ مخالفت کرنے والے کو سزا ملے گی۔ بنی نوع انسان خدا کے نزدیک بہت ہی قابل قدر ہیں۔ خدا نے اپنے انسانی خاندان کے لئے جو منصوبہ بنایا تھا وہ منسوخ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی متبادل ہو سکتا ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں برباد نہیں ہو پائے گا۔

درج بالا واقعات اور حوالہ جات سے ہمیں مثبت اسباق بھی سیکھنے کو ملتے ہیں۔ خدا کے خلاف طویل جنگ اسی وقت شروع ہو گئی تھی جب خدا نے اپنی صورت اور شبیہ پر انسان اور آسمانی مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ ان میں اس کی آزاد مرضی جیسی صفات موجود ہوں۔ یاد رہے اس دُنیا میں بدی کا سبب خدا نہیں ہے۔

بائبل مقدس میں ہمیں کوئی بھی ایسا اشارہ نہیں ملتا جس سے معلوم ہو کہ خدا نے اپنی صورت پر بنائی گئی مخلوق کو نافرمانی کے لئے اکسایا تھا۔ بالکل ایسا بھی نہیں کہ ان کی نافرمانی پہلے ہی سے طے شدہ تھی

کہ اُنھوں نے ایسا کرنا ہی کرنا تھا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ پر کہ خدا آنے والے وقتوں کے بارے میں علم کل رکھتا ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ ہوتا ہے۔ چند ایک حوالہ جات سے ہمیں یقینی طور پر اس بات کا علم ہوتا ہے۔ جیسا کہ 1 سموئیل 23 باب 1 تا 14 آیت، یہ حوالہ ہمیں اس وقت کے بارے میں بتاتا ہے جب داؤد نے فصیل دار شہر قعیلہ کو فلستیوں کے ہاتھوں سے بچایا تھا۔ لڑائی کے بعد، ساؤل کے علم میں یہ بات آئی کہ داؤد تو شہر ہی میں ہے۔ ساؤل داؤد کو مار ڈالنے کے چکروں میں تھا۔ کیوں کہ یہ خوف اس کی جان پر مسلط ہو چکا تھا کہ داؤد ایک دن اس کے تخت پر بیٹھ جائے گا۔ ساؤل نے قعیلہ میں اپنی فوج کو بھیجا، وہ بڑا پر امید تھا کہ فصیل دار شہر میں داؤد کو تلاش کر لیا جائے گا۔ جب داؤد کو ساؤل کے منصوبے کا علم ہوا تو اس نے خدا سے پوچھا۔

"سُو کیا قعیلہ کے لوگ مُجھ کو اُس کے حوالہ کر دیں گے ؟ کیا ساؤل جیسا تیرے بندہ نے سُنا ہے آئے گا؟ اے خُداوند اِسرائیل کے خُدا میں تیری منت کرتا ہوں کہ تُو اپنے بندہ کو بتا دے۔ خُداوند نے کہا وہ آئے گا۔" (1 سموئیل 23 باب 11 اور 12 آیت)

اگر ہم داؤد کی جگہ پر ہوتے تو وہی کرتے جو اس نے کیا۔ وہ بڑی جلدی سے اس شہر سے نکل کر چلا گیا۔ اس بات سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ خدا کو واقعات اور حالات کا پہلے سے علم ہوتا ہے تو بھی اس بات کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سب کچھ پہلے ہی طے شدہ ہوتا ہے۔ 1 سموئیل 23 باب میں خدا کو دو واقعات کا پہلے سے علم تھا جو اصل میں کبھی وقوع پذیر نہ ہوئے۔ خدا کو پہلے سے علم تھا کہ آسمانی مقاموں پر بغاوت سر اُٹھائے گی اور بنی نوع انسان ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا نے یہ سب کچھ ترتیب دیا کہ ایسا واقع ہو جائے۔ کسی بھی چیز کا پہلے سے علم ہونے کا یہ تقاضا نہیں کہ سب کچھ پہلے ہی طے شدہ ہو۔

ہمیں اس بات کی روشنی میں ہی تمام واقعات کو دیکھنا ہوگا۔ خدا کو علم تھا کہ آدم اور حوا ناکام ہوں گے، اس لئے اسے اس صورتحال سے زیادہ حیرت اور تعجب نہ ہوا۔ وہ سب چیزوں کا علم رکھنے والا

خدا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ سب کچھ حقیقی طور پر رونما ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت کہ خدا کو اس دنیا میں بدی اور بغاوت کے داخل ہونے کا پہلے سے علم تھا کہ انسان اور آسمانی مخلوق اس کے خلاف بغاوت پر اتر آئیں گے، اسے یہ علم تھا کہ آسمانی مخلوق بنی نوع انسان کو بدی اور بغاوت پر اُکسائے گی۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا نے ہی سب کچھ کیا۔

ہم اس دنیا اور اپنی زندگی میں ہونے والی بدی کو بھی اسی تناظر سے دیکھیں۔ خدا نے اس ناکامی کو پہلے ہی سے دیکھ لیا تھا اور وہ اس کی تصیح کے لئے ایک منصوبے کے ساتھ بالکل تیار تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ ہم گناہ کی حالت میں پیدا ہوں گے اور ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ لیکن خدا نے کبھی بھی ہماری زندگی کے لئے کسی ناکامی کو پہلے سے مقرر نہیں کیا ہے۔ جب ہم سے گناہ سرزد ہو جائے تو اسے تسلیم کر لیں۔ ہم اپنے چناؤ کے تحت گناہ کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خدا کی مرضی سے ہوا ہے۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس تعلق سے بے بس تھے کیونکہ یہ تو پہلے ہی سے طے شدہ امر تھا اور ایسا ہو کر ہی رہنا تھا۔

لیکن خدا نے ہم سے اس وقت بھی محبت رکھی جب ہم گنہگار ہی تھے۔ مسیح ہمارے لئے صلیب پر موا۔ (رومیوں 5 باب 6 تا 8 آیت) اگرچہ اُسے علم تھا کہ ہم کیا کریں گے تو بھی اُس نے ہم سے محبت رکھی۔ اس نے ہمیں نہ صرف گناہ کرنے کی آزادی بخشی بلکہ اس نے ہمیں انجیل کے پیغام پر ایمان لانے، اسے قبول کرنے اور مسیح یسوع کے لئے زندگی بسر کرنے کی بھی آزادی عطا کی ہے۔ اب چناؤ ہم نے کرنا ہے۔

خدا کو بھی علم ہے اور ہم بھی تجربہ سے یہ جانتے ہیں کہ لوگوں حتیٰ کہ مسیحی ایماندار لوگوں کے ساتھ بری چیزیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اس دُنیا میں بدی اس لئے موجود ہے کیونکہ لوگ (اور آسمانی مخلوق) بدی کرنے کا چناؤ کرنے کی آزادی ہے۔ ہمارا خدا ایسا نہیں کہ وہ بھیانک چیزوں کو ہمارے لئے پہلے سے ترتیب دے یا جسے اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے گناہ اور دلخراش صورتحال کے واقع ہونے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ خدا کو بدی کی ضرورت نہیں ہے۔ اُسے کسی بھی بُرے وقت کی ضرورت نہیں ہے۔

خواہ کچھ بھی ہو اُس کے منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ وہ ہر طرح کی صورتحال پر غالب آتا ہے اور ہر ایک بری صورتحال کی عدالت بھی کرتا ہے۔

شاید ہم یہ کہیں کہ کیوں خدا اسی وقت ہر طرح کی بدی اور ناراستی کا خاتمہ نہیں کر دیتا۔ اس کی بھی ایک وجہ ہے۔ بدی کے خاتمے کے لئے خدا کو اپنی صورت پر بنائی گئی آسمانی اور انسانی مخلوق کو بھی ملیا میٹ کرنا پڑے گا جو کہ اُس کی مانند کامل نہیں ہیں۔ اس سے بدی اور ناراستی کا قلع قمع تو ہو جائے گا لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہو گا کہ خدا کا منصوبہ جس کے تحت اس نے آسمانی مخلوق اور بنی نوع انسان کو اپنی صورت اور شبیہ پر پیدا کیا تا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ جبکہ خدا کبھی کوئی غلطی نہیں کرتا۔

ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں، کاش خدا نے بنی نوع انسان کو آزاد مرضی نہ دی ہوتی، لیکن اگر ایسا نہ ہوتا تو آج ہم کہاں ہوتے؟ خدا نے ہمیں آزاد مرضی دے کر ہمیں بغیر دماغ کے روبوٹ اور غلام نہیں بنایا۔ کیونکہ اگر ہماری زندگی میں آزاد مرضی نہ ہوتی تو ہم غلام اور روبوٹ ہی ہوتے۔ لیکن چونکہ آزاد مرضی خدا کا ایک وصف اور خوبی ہے جو اس نے انسانی اور آسمانی مخلوق کو بھی عطا کیا ہے۔ اس کے بغیر ہم کبھی بھی اور کسی بھی طور پر خدا کی صورت اور شبیہ پر نہ ہوتے۔ خدا روبوٹ نہیں ہے۔ اُس نے ہمیں اپنی مانند بنایا ہے۔ یہ کوئی غلطی نہیں تھی۔ خدا بنی نوع انسان سے اس قدر محبت رکھتا تھا کہ اُس نے کوئی اور متبادل فیصلہ نہ لیا۔ اُس لئے اس دُنیا میں بدی کے داخلے کے بعد اس نے بنی نوع انسان کو چھڑانے، نئے عدن کی تشکیل اور ہمارے آنسو پونچھ دینے کا منصوبہ اور طریقہ تشکیل دیا۔ (مکاشفہ 17:7 اور 4:21)

خدا کے خلاف جنگ طویل اور جاری رہنے والا عمل ہے۔ خدا کے پاس بہتر حکمت عملی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ خدا پہلا قدم اُٹھائے، صورتحال گھمبیر ہو جائے گی۔

باب 5

کائنات کا جغرافیہ

آسمانی مقاموں پر ہونے والی خطاؤں اور بغاوتوں میں ایک بات مشترک ہے جن کے بارے میں ہم نے پچھلے باب میں دیکھا تھا۔ دونوں بغاوتیں مافوق الفطرت تھیں جن کا مقصد اور منشا بنی نوع انسان اور اُس کے راج اور حکمرانی کی بحالی کے لئے خدا کے منصوبے کی مخالفت کرنا تھا، اس باب میں ہم ایک اور بغاوت پر غور کریں گے۔ ایسی بغاوت جو لوگوں سے شروع ہوئی۔

اس بغاوت نے ایسی صورتحال پیدا کر دی جس میں ہم ابھی تک مبتلا ہیں۔ اس صورت حال میں مافوق الفطرت مخلوق بھی شامل ہے۔ بحالی کے لئے خدا کی بہت بڑی جدوجہد نے بد ترین

صورتحال کو بدلنے کے لئے بڑا کام کیا اور اب مسیح یسوع کی آمد ثانی ہی سے یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا اور سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

بابل کا بُرج

بحوالہ پیدائش 11 باب 1 تا 9 آیت ۔بابل کے بُرج کا واقعہ جس قدر مشہور ہے اُسی قدر اِس کے بارے میں لوگوں کو بہت کم فہم و ادراک حاصل ہے۔ سنڈے سکول میں بچوں کو اس واقعہ کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ یہی وہ وقت تھا جب خدا نے قوموں کی زبانوں میں اُلجھاؤ پیدا کر دیا تھا۔

طوفان نوح کے بعد، خدا نے اُسی حکم کو پھر دہرایا جو اُس نے آدم اور حوا کو زمین کو معمور و محکوم کرنے کے لئے دیا تھا۔ وہ بنی نوع انسان کے وسیلہ سے اپنے راج اور بادشاہی کے اثر و رسوخ کے پھیلاؤ کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ ایک بار پھر سے، یہ منصوبہ ناکامی سے دوچار ہو گیا۔ لوگوں نے قبولیت سے انکار کیا اور اپنے دلوں میں بغاوت کی۔ اُن کا طرز فکر یہی تھا کہ ان کے پاس بہتر سوچ ہے۔انہوں نے ایک برج بنانا شروع کیا تاکہ وہ رُوئے زمین پر پراگندہ ہونے سے بچ جائیں۔(پیدائش 4:11)منطق بہت ہی عجیب معلوم ہوتا ہے۔ یقینی بات ہے کہ اس بُرج کے سبب سے اُنہوں نے بہت مشہور ہو جانا تھا۔(پیدائش 4:11)لیکن کس طرح وہ روئے زمین پر پراگندہ ہونے سے بچ سکتے تھے؟

اس سوال کا جواب بُرج ہی میں پنہاں ہے۔ بائبل مقدس کے علم اور محقق اور آثار قدیمہ کے ماہرین قدیم بابل اور اس کے اردگرد موجود شہروں سے واقف ہیں۔ اُنہوں نے بُرج بنائے جنہیں اُنہوں نے زگوریٹس (قدیم بابلی اور اسوری باشندوں کے مندر) کا نام دیا۔ ان برجوں کا مقصد ایسی جگہیں فراہم کرنا تھا جہاں لوگ اپنے دیوتاؤں سے ملاقات کر سکیں۔ وہ بُرج ہیکل کے ایریا میں ہی بنائے گئے تھے۔ دُنیا کو عدن کی مانند بنانے اور خدا کے علم و معرفت اور اُس کی حکمرانی کو ہر جگہ پھیلانے کی بجائے، لوگ خدا کو ہی ایک جگہ پر لانا چاہتے تھے۔

یہ خدا کا منصوبہ نہیں تھا۔ اور وہ اس سے خوش نہیں تھا۔ اس لئے اس نے اپنی جماعت کے اراکین سے ایک بار پھر یہ کہا۔

"سو آؤ ہم وہاں جا کر اُن کی زبان میں اِختلاف ڈالیں تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات سمجھ نہ سکیں۔" (پیدائش 7:11) پس خدا نے ایسا ہی کیا اور بنی نوع انسان روئے زمین پر پراگندہ ہو گئے۔ یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ کس طرح پیدائش 10 باب میں بیان کردہ قومیں وجود میں آئیں۔

یہ وہ کہانی ہے جسے بہت سے مسیحی جانتے ہیں۔ لیکن ایک اور کہانی جس سے مسیحی ایماندار واقف نہیں ہیں۔

الہٰ اور اُن کی قومیں

پیدائش 11 باب صرف ایک ہی ایسا حوالہ نہیں ہے جو یہ بیان کرتا ہے یہ بابل کے مقام پر کیا واقع ہوا تھا۔ (استثنا 32 باب 8،9 آیت) کچھ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

"جب حق تعالیٰ نے قوموں کو میراث بانٹی اور بنی آدم کو جُدا جُدا کیا تو اُس نے قوموں کی سرحدیں بنی اسرائیل کے شمار کے مطابق ٹھہرائیں۔ کیونکہ خُداوند کا حصہ اُسی کے لوگ ہیں یعقوب اُس کی میراث کا قُرعہ ہے۔"

بعض تراجم میں اس پہلے فقرہ میں خدا کے بیٹے" کی بجائے "اسرائیل کے فرزند" لکھا گیا ہے۔" لیکن بابل کے برج کے موقع پر تو بنی اسرائیل موجود نہیں تھے۔ خدا نے بابل کے بُرج کے واقعہ کے بعد ابرہام کو بلایا تھا۔ (پیدائش 12 باب)

اس لئے "اسرائیل کے فرزند" کہنا درست نہیں ہے۔ بحرہ مردار کے طوماروں میں "خدا کے بیٹے" کی اصطلاح ملتی ہے۔ بحرہ مُردار کے طومار بائبل مقدس کا اصلی مسوّدہ ہیں۔ انگلش سٹنڈرڈ ورژن میں "خدا کے بیٹے" ترجمہ کیا گیا ہے۔

الفاظ بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جب خدا نے قوموں کو تقسیم کیا، انہیں خدا کے بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ خدا نے قوموں کو اپنی آسمانی جماعت کے سپرد کر دیا۔ بائبل اس بات کی یہ تفسیر و تشریح کرتی ہے کہ دیگر اقوام کیوں کر غیر معبودوں کی پرستش اور عبادت کرنے لگیں۔ بابل کے واقعہ تک خدا بنی نوع انسان سے رابطے، رشتے، تعلق اور رفاقت کا متمنی تھا۔ لیکن بابل کے مقام پر ہونے والی بغاوت نے صورتحال کو بالکل بدل ڈالا۔ خدا نے اپنی آسمانی جماعت کے اراکین کو قوموں پر حکمرانی کرنے دی۔

خدا نے بنی نوع انسان کی عدالت کی۔ حتیٰ کہ طوفان نوح کے بعد بھی اُنہوں نے بادشاہی کے اس منصوبے پر کام شروع نہ کیا جس کا آغاز باغ عدن میں ہوا تھا۔ پس خدا نے ایک نئ قوم، اپنا حصہ پیدا کرنے کا فیصلہ کیا۔، جیسا کہ استثنا9:32 بیان کرتا ہے۔ اس نے نئ قوم کی تخلیق کا آغاز ابرہام کی بلاہٹ سے کیا۔ پیدائش 12 باب میں، ابرہام کی بلاہٹ دیکھنے کو ملتی ہے جو بابل کے بُرج کے بعد واقع ہوئی۔

عہد عتیق قوموں کو غیر معبودوں کے حوالے کرنے کی کہانی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ کیسے واقع ہوا؟ عہدِ عتیق کا بقیہ حصہ اسرائیل کے قدوس خدا اور اُس کے لوگوں سے متعلق ہے جنہیں بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ پرانے عہد نامہ ہی میں الہٰوں سے لڑائی اور ان قوموں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اُن کی پرستش اور عبادت کرتی تھیں۔

لیکن اصل میں خدا کا یہ منصوبہ نہیں تھا۔ جی ہاں، جو کچھ خدا نے قوموں کے ساتھ بابل کے مقام پر کیا تھا وہ قوموں کی عدالت تھی۔ لیکن یہ سب کچھ خدا کے منصوبے کا حصہ نہیں تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے قوموں کو ان کے حال پر چھوڑ کر ان سے دستبردار ہو جائے۔ جب خدا نے ابرہام سے عہد باندھا، تو اس نے یہ بات واضح کر دی۔ کہ "سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔" (پیدائش 3:12)

خدا ایک مقام پر قوموں کو اپنے گھرانے میں واپس لانے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔

پولس رسول یہ سب کچھ جانتا تھا۔ اتھینے میں بُت پرست فلاسفرز کو وعظ کرتے ہوئے اُس نے کہا۔

"اور اُس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی اور اُن کی میعادیں اور سکونت کی حدیں مقرر کیں۔ تاکہ خُدا کو ڈھونڈیں۔ شاید کہ ٹٹول کر اُسے پائیں ہر چند وہ ہم میں سے کسی سے دُور نہیں۔"(اعمال 17 باب 26 تا 27 آیت)

مردِ خدا موسیٰ کی معرفت خدا نے اپنے لوگوں کو تنبیہ کر دی تھی کہ وہ "آسمانی لشکر" کی عبادت نہ کریں۔ (استثنا 20،19:4) آسمانی جماعت کے اراکین کا لیبل کسی اور جگہ پر بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ (1 سلاطین 19:12، اعمال 17 باب 27-26 اس بات کو واضح کرتا ہے کہ خدا کا ارادہ اور مقصد یہی تھا کہ اب بھی قومیں اس کی تلاش کریں۔

لیکن وہ الہٰ جو اُن قوموں پر مقرر کئے گئے تھے اُنہوں نے دو طرح سے اس منصوبے میں مداخلت کی۔

ہم نے پہلے زبور 1:82 میں دیکھا تھا کہ خدا نے الٰہوں کی جماعت کو فراہم کیا۔ اگر ہم اس پورے زبور کو پڑھیں تو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خدا نے ایسا کیوں کر کیا تھا۔ غیر اقوام کے معبودوں نے اُن قوموں پر بے انصافی اور ایسے طریقہ کار سے حکومت کی تھی جو خدا کی خواہشات اور انصاف کے اصولوں کے قطعی متضاد تھا۔ جب یہ اجلاس شروع ہوا تو خدا نے اس بات کو منکشف کیا۔ "تُم کب تک بے اِنصافی سے عدالت کروگے۔ اور شریروں کی طرف داری کروگے؟"زبور 2:82۔ان کی بے انصافی کے بارے میں مزید دو آیات دہرانے کے بعد، خداوند نے بیان کیا کہ کس طرح دیوتا تاریکی کی راہ پر گامزن قوموں کو حقیقی خدا کی طرف واپس لوٹنے میں ناکام رہے۔ "وہ نہ تو کُچھ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ وہ اندھیرے میں اِدھر اُدھر چلتے ہیں۔ زمین کی سب بنیادیں ہِل گئی ہیں۔"(زبور 5:82)

افسوس کی بات کہ بنی اسرائیل ایسے معبودوں کی پرستش اور عبادت میں پھنس کر رہ گئے جو اُن پر مقرر نہیں کئے گئے (استثنا 26:29) اسی طرح 17:32 کا بھی مطالعہ کریں۔ حقیقی اور زندہ خدا کی جستجو اور اُس کے چہرے کے طالب ہونے کی بجائے وہ غیر معبودوں کے پیچھے بھاگتے رہے۔ ایسی صورت حال پر خدا کا ردِ عمل بہت سخت تھا۔ (زبور 82 باب 6،7 آیت)

"میں نے کہا کہ تُم اِلہ ہو اور تُم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔" (زبور 82 باب 7،6 آیت)

معبود تو فانی ہیں اور انسانوں کی طرح مر جاتے ہیں۔ (زبور 7:82 دیگر حوالہ جات سے ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ اس عدالت کا تعلق اخیر زمانہ سے تھا۔ (یسعیاہ 34 باب 1 تا 4 آیت) زبور 82 کے اختتام پر، مصنف اس بات کی توقع کرتا ہے کہ ایک دن خدا قوموں کو اپنی میراث کے طور پر پھر سے حاصل کر لے گا۔ جیسا کہ ہم بعد میں دیکھیں گے، کہ وہ عہد جدید میں اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنائے گا۔

استثنا 32 باب ورلڈ ویو (دُنیا کی حالت زار)

استثنا 32 باب میں ورلڈ ویو اور بائبل مقدس میں کائنات کا جغرافیہ ہے۔ زمین یا تو مقدس ہے جس کا معنی ہے کہ وہ "یاوے" کے لئے مخصوص ہے۔ یا پھر وہ کسی اور دیوتا کے زیر تسلط ہے۔ بائبل مقدس میں کئی ایک مقامات پر اس ورلڈ ویو کی عکاسی ملتی ہے۔ مثال کے طور پر عہد عتیق میں دانی ایل کی کتاب غیر اقوام کا حوالہ دیتی ہے جن پر "آسمانی مؤکلوں "کا راج تھا۔ (دانی ایل 13:10 اور پھر 20 ،21 آیت) ایک اور مثال 1 سموئیل 19:26 ہے۔ ایک اور مثال، جب داؤد ساؤل بادشاہ سے

جان بچانے کے لئے بھاگ پھر رہا تھا۔ وہ اسرائیل کی سرزمین کو چھوڑ کر فلسطین کے علاقہ میں داخل ہونے پر مجبور ہو گیا۔ 1 سموئیل 19:26 میں وہ پکار اٹھا۔

"کیونکہ اُنہوں نے آج کے دِن مُجھ کو خارج کیا ہے کہ میں خُداوند کی دی ہوئی میراث میں شامل نہ رہوں اور مُجھ سے کہتے ہیں جا اور دیوتاؤں کی عبادت کر۔" داؤد مختلف دیوتاؤں کے پیچھے جانے والا نہیں تھا۔ وہ اس بات کا بھی منکر نہیں تھا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن ملک اسرائیل ایک مقدس سرزمین تھی۔ یہ ایک زندہ اور حقیقی خدا کی سرزمین تھی۔ داؤد دوسرے الٰہوں کی عملداری میں پھنس کر رہ گیا تھا۔

اس نکتہ کو واضح کرنے کے لئے میری پسندیدہ کہانی عہد عتیق میں 2 سلاطین 5 باب میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ نعمان سوریانی فوج میں بطور سپہ سالار عسکری خدمات سر انجام دیتا تھا۔ وہ ایک کوڑھی بھی تھا۔ جب اس نے یردن میں سات غوطے مار کر اپنی بیماری سے شفا پانے کی ہدایت پر عمل کیا تو وہ معجزانہ طور پر کوڑھ کے مرض سے شفا پا گیا۔ نعمان نے الیشع سے کہا

"اب میں نے جان لیا کہ اسرائیل کو چھوڑ اور کہیں رُوئے زمین پر کوئی خُدا نہیں۔ اِس لئے اب کرم فرما کر اپنے خادم کا ہدیہ قبول کر۔" (2 سلاطین 15:5)

نبی نے اس شفا کے لئے کسی قسم کا معاوضہ نہ لیا۔ پس نعمان نے بڑی عاجزی سے الیشع سے درخواست کی کہ اُسے اجازت ملے تاکہ وہ یہاں سے ایک خچر پر مٹی لاد کر اپنے ملک کو لے جائے۔ مٹی؟ اس نے کیوں مٹی کے لئے درخواست کی؟ کیونکہ وہ سرزمین اسرائیل کے خدا کی تھی۔ یہ مقدس سرزمین تھی۔

یہ محض اتفاق نہیں کہ ہم ایسا ہی طرزِ فکر عہد جدید میں بھی دیکھتے ہیں۔ پولس رسول مخالف آسمانی مخلوق کے لئے کئی ایک اصطلاحات استعمال کرتا ہے۔ (افسیوں 1باب 20، 21 آیت، 12:6، 10:3 اور کلسیوں 15:2، 16:1) عملداری کے حاکم، اختیار والے، قدرتیں، تخت۔ اُن میں کون سی

چیز مشترک ہے؟ یہ تمام اصطلاحات جغرافیائی حاکمیت بیان کرنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں۔

پولس رسول نے کرنتھس کی کلیسیا سے ان چند اہم معاملات پر بات کرنے کے لئے دو خطوط لکھے جن کے بارے میں اسے علم ہوا تھا۔ پہلے خط میں اس نے کلیسیا سے یہ کہا کہ وہ ایسے شخص کو کلیسیا سے خارج کر دیں جو حرامکاری کے گناہ کا اقرار کر کے اسے ترک نہیں کرتا۔

(1 کلسیوں 5 باب 1 تا 13 آیت) یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ پولس رسول نے یہ لکھا" جسم کی ہلاکت کے لئے شیطان کے حوالہ کیا جائے" 1 کرنتھیوں 5:5) کیا اس طرح کیا اسلوب بیان سمجھ میں آتا ہے؟

پولس رسول کا یہ بیان اسی صورت میں سمجھ میں آتا ہے جب ہم اسے کائنات کے جغرافیہ کی بنیاد پر عہد عتیق کے ورلڈ ویو کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ عہد عتیق کے علم الٰہیات میں، یاوے کا "بخرہ" اسرائیل اور وہ سرزمین تھا جو وہ بنی اسرائیل کو دے رہا تھا یعنی ملک کنعان۔ اس کی حضوری کے سبب سے وہ سرزمین مقدس ٹھہری اور اُسے پاک قرار دیا گیا۔ ابتدائی طور پر یاوے کی حضوری اور موجودگی خیمہ اجتماع میں تھی۔ جب بنی اسرائیل نے خیمہ اجتماع کھڑا کر دیا تو اُس کے درمیان میں عہد کے صندوق کو رکھا گیا۔ جس سے اسرائیل کا خیمہ ایک مقدس سر زمین قرار پایا۔ جب بنی اسرائیل نے ملکِ کنعان میں بود و باش اختیار کر لی تو یاوے کی حضوری ہیکل میں تھی، جس سے وعدہ کی سرزمین پاک ٹھہری اور اُسے مقدس سرزمین قرار دیا گیا۔ یاوے اور اس کے لوگ اپنے گھر میں تھے۔ اب یاوے کی حضوری ایمانداروں کے درمیان میں ہے۔ ہم زندہ خدا کا مقدس ہیں۔ (1 کرنتھیوں 19:6،2 کرنتھیوں 16:6، رومیوں 9:8) اس کا مفہوم و معنی ایماندار، مسیح کا بدن یعنی خدا کے نئے لوگ، نیا اسرائیل ہیں۔ پولس رسول گلتیوں 3 باب میں اس کو بڑے واضح طور پر بیان کرتا ہے۔

"پس جان لو کہ جو ایمان والے ہیں وُہی ابراہام کے فرزند ہیں۔ کیونکہ تُم سب اُس ایمان کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے خُدا کے فرزند ہو۔ اور تُم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تُم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔ اور اگر تُم مسیح کے ہو تو ابراہام کی نسل اور وعدہ کے مطابِق وارث ہو۔" (گلتیوں 7:3 اور 26 تا 29 آیت)

چونکہ ایماندار اور وہ جگہ جہاں پر ایماندار جمع ہوتے ہیں مقدس جگہ ہوتی ہے۔ لازم ہے کہ گناہ کو خارج کیا جائے۔ بالکل ایسے ہی جس طرح بنی اسرائیل کے خیمہ کے اردگرد کی جگہ اور گردونواح کی غیر اقوام جو غیر معبودوں کی عبادت کرتی اور اُن کی عملداری میں تھی انہیں ناپاک جگہ سمجھا جاتا تھا۔ پس عہد جدید کے دور میں، اور اب بھی یہ دنیا ناپاک جگہ تھی۔ اس لئے پولس رسول کا یہ حکم کہ غیر تائب دل ایماندار کو دنیا میں واپس بھیج دیا جائے یعنی شیطان کی عملداری میں۔ کلیسیا سے اخراج کا مطلب پھر سے ناپاک علاقے میں بھیجا جانا ہے۔ کیونکہ گناہ ناپاک جگہ پر ہی موجود ہوتا ہے۔

یہ کیوں کر اہم ہے

بابل کے مقام پر قوموں کی عدالت کے نتیجہ میں کائنات کا جغرافیہ اسرائیل کی جدوجہد کو بیان کرنے کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس سے انجیل کی منادی کے لئے بھی راہ تیار ہو جاتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری یعنی اس کا صلیب پر سر انجام دیا گیا کام یہ ہے کہ اب صرف یہودی لوگ ہی خدا کے لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ سب جو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لے آتے ہیں وہ بھی روحانی اسرائیل ہیں۔ (گلتیوں 3 باب) جب دنیا میں انجیل کی منادی ہوتی ہے، شیطان کی سلطنت خدا کے علاقہ میں بدل جاتی ہے۔ خدا کی بادشاہی قوموں کو اپنے لئے حاصل کرتی ہے تو پھر خدا کی بادشاہی میں وسعت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

ہمارے لئے سبق یہ ہے کہ یہ جہاں ہمارا گھر نہیں ہے۔ تاریکی پوری دُنیا میں سرایت کر چکی ہے۔ غیر ایماندار روحانی قوتوں کی اسیری میں ہیں۔ اُنہیں مخلصی اور رہائی کے لئے انجیل کے پیغام کی ضرورت ہے۔ یادرہے کہ انجیل ہی ہمارا ہتھیار ہے۔ ہمیں یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ ہم اپنے طور پر ہی تاریکی کی قوتوں اور ہوا کی عملداری کے حاکموں سے نبرد آزما ہوں۔ اس سلسلہ میں رسولوں کی طرف سے ہمیں کوئی نعمت اور لیاقت نہیں ملی۔ لیکن جب ہم وفاداری سے انجیل کی منادی کریں گے تو صورتحال یکسر بدل جائے گی۔ ارشادِ اعظم ایک زبردست روحانی جنگ کا منصوبہ ہے۔ ہم آنے والے ابواب میں اس تعلق سے مزید سیکھیں گے۔

ایک اور سبق۔ ضرورت ہے کہ ہم سچے اور حقیقی ایمانداروں کی ہر ایک جماعت کو مقدس زمین کے طور پر دیکھیں، ظاہری رکھ رکھاؤ، انتظام وانصرام، بڑی عمارت اور ایک بہت بڑی جماعت میں خدا کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ جہاں دو یا تین اس کے نام سے جمع ہو جاتے ہیں، یسوع وہاں پر موجود ہوتا ہے۔ (متی 20:18) جگہ مقدس ہے۔ ہر ایک جماعت خواہ چھوٹی ہو یا غیر معروف بھی اسے روحانی جنگ کا سامنا ہے۔ ہر ایک کلیسیا کا ایک ہی ہدف اور مقصد ہوتا ہے۔ تاہم تاریکی کی قوتیں غالب نہ آئیں گی۔

جب ہم خداوند یسوع مسیح کی خدمت کا مطالعہ کریں گے تو پھر ہم کائنات کے جغرافیہ پر بھی نظر ڈالیں گے۔ لیکن اب تک کے لئے، یہی بات مدنظر رکھیں، لڑائی شروع ہو چکی ہے۔ قوموں کی عدالت ہو گئی ہے اور اُن کا انجام طے پا چکا ہے۔ وقت ہے کہ خدا ازسرِ نو آغاز کرے اور اپنا حصہ اور اپنے لوگوں کی تشکیل نو کرے۔

باب 6

کلام، نام اور فرشتہ

گزشتہ باب میں ہم نے بائبل مقدس کے کائنات کے جغرافیہ کے تعلق سے سیکھا تھا۔ بابل کے مقام پر لوگوں کے باغیانہ روّیہ کے مطابق خدا نے قوموں سے منہ موڑ لیا تھا۔ اُس نے اُنہیں اپنی آسمانی جماعت کے اراکین یعنی خدا کے بیٹوں کے سپرد کر دیا۔ (استثنا 32 باب 8،9 آیت) اُن

متروک قوموں کی جگہ پر ایک نئی قوم یعنی اپنی قوم پیدا کرے گا۔ وہ اس زمین پر اُس کی بادشاہی کی تجدید کرنے کے لئے اُس کے کارندے ہوں گے۔ لیکن اس عظیم کام کے لئے بڑی سخت جدوجہد اور جانفشانی درکار ہوگی۔ کیونکہ بدرُوحیں خدااور اس کی قوم اسرائیل کی انتہائی غضب انگیز دشمن ہیں۔

خدا کی نئی قوم کا آغاز ابرہام نامی ایک شخص سے ہوا۔ جس کا نام خدا نے بعد ازاں ابرہام رکھ دیا۔ بابل کے مقام پر قوموں کی عدالت کرنے کے بعد خدا اس کے پاس آیا۔

اَبرہام سے کلام سے ملتا ہے

بہت سے مسیحی لوگ پیدائش 12 باب میں اس کہانی سے واقف ہیں جہاں خدا ابرہام کے پاس آتا ہے۔ خدا ابرہام سے کہتا ہے کہ وہ اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر ایک ایسی جگہ پر چلا جائے جو اس نے کبھی نہیں دیکھی۔ خدا اس کی رہنمائی کرنے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ وہ ابرہام کو بتاتا ہے کہ وہ اس کا خدا ہوگا اور اُسے عہد کی برکات سے نوازے گا۔ وہ ابرہام کو اولاد جیسی نعمت سے نوازے گا۔ اگرچہ وہ عمر رسید ہیں تو بھی وہ صاحب اولاد ہوں گے۔ اُس کے بیٹے سے قوموں کے جتھے پیدا ہوں گے۔ ایسے لوگ جو خدا کا زمینی خاندان تشکیل دیں گے۔ اُن کے وسیلہ سے قومیں برکت پائیں گی۔

بالعموم ہم اسی طرز پر سوچتے ہیں کہ ابرہام کی خدا سے ملاقات ہوئی جہاں پر اس نے آسمان سے ایک آواز سنی یا پھر اُس کے ذہن میں خدا نے اپنی بات ڈالی۔ یا پھر خدا ایک خواب میں اس کے پاس آیا تھا۔ خدا کا کلام واضح بیان کرتا ہے کہ خدا نے نبیوں اور دیگر لوگوں سے اس طرح کلام کیا۔ لیکن ابرہام کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ خدا نے بڑے ڈرامائی انداز یا انوکھے طریقہ سے اس کے ساتھ کلام کیا۔ وہ ایک انسان بن کر اس کے پاس آیا۔ خدا اور ابرہام نے رُوبرُو ہو کر باتیں کیں۔

پیدائش 12 باب 6، 7 آیت میں ہمیں اس کا ایک اشارہ ملتا ہے۔ بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ خدا ابرہام پر ظاہر ہوا۔ تین ابواب کے بعد خدا پھر اَبرہام پر ظاہر ہوا۔ (پیدائش 15 باب 1 تا 6 آیت) اس بار خدا بطور خداوند کا کلام اس کے پاس آیا۔ اور یہ سب کچھ ایک رویا کی صورت

میں ہوا۔ اُس کے ذہن میں کوئی آواز نہیں تھی۔ چونکہ خدا کا کلام اسے باہر لایا اور اسے آسمان کے ستارے دکھائے کہ اُس کی اولاد بھی ان ستاروں کی مانند بے شمار ہو گی۔(پیدائش 5:15)

خدا دیگر موقعوں پر بطور ایک انسان اُس کے پاس آیا۔ (پیدائش 18 باب) وہ اضحاق کے پاس بھی انسانی روپ میں آیا۔

(پیدائش 26 باب 1 تا 5 آیت، 28 باب 10 تا 22 آیت۔ 31 باب 12،11 آیت۔ 32 باب 24 تا 30 آیت) خدا باپ نے اضحاق سے یعقوب کا وعدہ کیا تھا۔(پیدائش 28 باب 10 تا 22 آیت، 31 باب، 12، 11 آیت۔ 32 باب، 24 تا 30 آیت)

"کلام" یا خدا کی آواز خدا کو انسانی شکل میں بیان کرنے کا ایک طریقہ غیر متوقع جگہوں پر ظاہر ہوا ہے۔ میری ایک پسندیدہ آیت 1 سموئیل 3 باب میں پائی جاتی ہے۔ لڑکا سموئیل اُس آواز کو سنتا رہا جو رات کے وقت اس سے ہمکلام ہوئی جب وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ بالاخر عیلی کاہن نے جس کے ساتھ سموئیل لڑکا سکونت پذیر تھا اور جس کی وہ خدمت بھی کرتا تھا، معلوم کر لیا کہ وہ تو خدا ہے جو اس کے ساتھ ہمکلام ہے۔ 10 آیت میں خدا دوبارہ سموئیل کے پاس آیا۔" "تب خُداوند کھڑا ہوا اور پہلے کی طرح پُکارا سموئیل! سموئیل! سموئیل نے کہا فرما کیونکہ تیرا بندہ سُنتا ہے۔"(1 سموئیل 10:3)

ہم جانتے ہیں کہ یہ خدا تھا جو انسانی شکل میں وہاں پر موجود تھا کیونکہ کلام کا یہ حصہ اسے کھڑا ہوا بیان کرتا ہے۔ اور باب کا آخری حصہ

(1 سموئیل 19:3) بیان کرتا ہے کہ "خدا کا کلام متواتر سموئیل پر نازل ہوتا رہا۔

یرمیاہ نبی کے پاس بھی خدا کا کلام جسمانی صورت میں آیا تھا۔ یرمیاہ 1 باب میں، جہاں اسے نبی ہونے کی بلاہٹ ملی، یرمیاہ نبی بیان کرتا ہے کہ خدا کا کلام اس پر نازل ہوا یرمیاہ نبی خدا کے کلام کو اپنے لئے اس کلام کو بطور خدا لیتا ہے۔۔ خداوند نے اُسے اپنے ہاتھ سے چھوا۔

انسانی رُوپ میں خدا

خداوند یسوع مسیح ناصری کی صورت میں آنے سے قبل عہدِ عتیق میں دراصل خدا ای طرح سے انسانی صورت میں ظاہر ہوا کرتا تھا۔ یہ بات توقابل فہم ہے کہ جسمانی لحاظ سے ہماری طرح کا نہیں ہے۔ بائبل مقدس اس بات کا اشارہ دیتی ہے کہ کوئی بھی انسان خدا کو دیکھ نہیں سکتا۔ کوئی بھی اُس کی جلالی حضوری کو دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ جب بائبل مقدس کی شخصیات کی ملاقات جسمانی طور پر خدا سے ہوئی تو اُنہوں نے یہی توقع کی کہ وہ اب زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ (پیدائش 30:32 اور استثنا 24:5۔ قضاۃ 22:6 تا 24 آیت) لیکن وہ مرے نہیں کیونکہ خدا اپنے جاہ وجلال کے ساتھ ان پر ظاہر نہ ہوا بلکہ آگ، بادل اور جیسا کہ بہت سے مسیحی سمجھتے ہیں کہ وہ انسانی صورت میں اپنے لوگوں پر ظاہر ہوا۔

اور بہت سے مثالیں ہیں جہاں پر خدا کے انسانی شکل میں ظاہر ہونے کو "خداوند کے فرشتہ" سے ملاقات کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ فرشتہ ایک جانا پہچانا کردار ہے۔ مثال کے طور پر ، وہ جلتی جھاڑی میں موسیٰ پر ظاہر ہوا۔ (خروج 3 باب 1 تا 3 آیت) جھاڑی میں خدا نے موسیٰ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے لوگوں کو ملک مصر کی غلامی سے رہائی دینے کے لئے اسے استعمال کرے گا۔ خدا بیت ایل کے مقام پر ظاہری صورت میں یعقوب کے پاس آیا تھا۔ (پیدائش 28 باب 10 تا 22 آیت) جہاں پر اُس کی پہچان خداوند (یاوے) کے طور پر ہوئی۔ پھر ایک اور خواب میں خدا کا فرشتہ اس کے پاس آیا اور اُسے واضح طور پر بتایا کہ وہ وہی خدا ہے جو پہلے بیت ایل کے مقام پر اس سے ملا تھا۔ (پیدائش 31 باب 11 تا 12 آیت)

بہت سے بائبل مقدس کے اساتذہ اکرام فرشتے کو از خود خدا کے طور پر بیان کرنے میں جھجک محسوس کرتے ہیں۔ لیکن بہت سے محفوظ ترین اشارے ملتے ہیں کہ وہ فرشتہ دراصل خدا ہی تھا۔

شاید ایک مشہور واقعہ اُس وقت کے بعد کا ہے جب خدا نے موسیٰ کو شریعت دی تھی۔ جب بنی اسرائیل وعدہ کی سرزمین کی طرف اپنے سفر کی تیاری میں مصروف تھے تو خدا نے موسیٰ کو بتایا۔

"دیکھ میں ایک فرشتہ تیرے آگے بھیجتا ہوں کہ راستہ میں تیرا نگہبان ہو اور تجھے اُس جگہ پہنچا دے جسے میں نے تیار کیا ہے۔ تُم اُس کے آگے ہوشیار رہنا اور اُس کی بات ماننا۔ اُسے ناراض نہ کرنا کیونکہ وہ تمُہاری خطا نہیں بخشے گا اِس لئے کہ میرا نام اُس میں رہتا ہے۔ پر اگر تُو سچ مچ اُس کی بات مانے اور جو میں کہتا ہوں وہ سب کرے تو میں تیرے دُشمنوں کا دُشمن اور تیرے مخالفوں کا مُخالف ہوں گا۔" (خروج 23 باب 20 تا 22 آیت)

یہ عام فرشتہ نہیں تھا بلکہ یہ فرشتہ گناہ معاف کر سکتا ہے (یا نہیں بھی کر سکتا) اس فرشتے میں خدا کا نام رہتا ہے۔ یہ تاثر یا اظہار بڑا انوکھا ہے لیکن بڑی اہمیت کا حامل ہے۔" نام" عہد عتیق کا ایک طریقہ تھا جس سے خدا کو بیان کیا جاتا تھا۔ خدا کی حضوری کا اسی طرح سے اظہار کیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر، یسعیاہ 30 باب 27، 28 آیت۔ خداوند کے نام کو ایک شخص کے طور پر بیان کرتا ہے گویا کہ خدا از خود ہے۔۔۔

"دیکھو خُداوند سے چلا آتا ہے ۔ اُس کا غضب بھڑکا اور دھوئیں کا بادل اُٹھا! اُس کے لب قہر آلودہ اور اُسکی زبان بھسم کرنے والی آگ کی مانند ہے۔ اُس کا دم ندی کے سیلاب کی مانند ہے جو گردن تک پہنچ جائے۔"

حتیٰ کہ اب بھی مشاہدہ کرنے والے یہودی "ہاشیم (نام) کہہ کر خداوند کا ذکر کرتے ہیں۔

اس فرشتہ کو بطور انسانی صورت میں خدا جاننے کا ایک اور طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کا دیگر حوالہ جات سے موازنہ کیا جائے۔ وہ فرشتہ جو موسیٰ سے جلتی ہوئی جھاڑی میں ملا تھا جس کے اندر خدا کا نام تھا وہی فرشتہ اسرائیلیوں کو وعدہ کی سرزمین پر لایا تھا۔ (قضاۃ 2 باب 1 تا

3 آیت) لیکن خداوند نے بھی ایسا ہی کیا۔ (یشوع 24 باب 17، 18 آیت) اور خدا کی اپنی حضوری (استثنا 4 باب 38، 37 آیت) خداوند کی حضوری اور خداوند کا فرشتہ ایک ہی ذات الٰہی کو بیان کرنے کے مختلف انداز ہیں۔ لیکن فرشتہ انسانی شکل میں ہے۔

بائبل مقدس میں سے ایک حوالہ جو بڑے پُر زور انداز سے اس نکتہ کو بیان کرتا ہے غیر واضح ہے۔ چند ایک لوگ اس پر غور کرتے ہیں۔ یہ بسترِ مرگ کا منظر ہے۔ یعقوب مرنے سے قبل، یوسف کی اولاد کو برکت دینا چاہتا ہے۔ اس برکت میں وہ اپنی زندگی کے مختلف ادوار، واقعات اور لمحات کو یاد کرتا ہے۔ اس میں وہ خدا کے ساتھ اپنی چند ایک ملاقاتوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ وہ اس طرح سے اپنی برکت کا آغاز کرتا ہے۔ (پیدائش 48 باب 15، 16 آیت)
اور اُس نے یوسف کو برکت دی اور کہا کہ خُدا جس کے سامنے میرے باپ ابراہام اور اِضحاق نے اپنا دَور پورا کیا۔ وہ خُدا جس نے ساری عُمر آج کے دن تک میری پاسبانی کی۔ اور وہ فرشتہ جس نے مجھے سب بلاؤں سے بچایا

اور پھر 16 آیت میں وہ ناقابل یقین انداز میں کچھ اس طرح سے دُعا کرتا ہے۔ "اِن لڑکوں کو برکت دے اور جو میرا اور میرے باپ دادا ابراہام اور اضحاق کا نام ہے اُسی سے یہ نامزد ہوں اور زمین پر نہایت کثرت سے بڑھ جائیں۔"

گویا کہ وہ دو مختلف شخصیات کے تعلق سے بات کر رہا ہے۔ خدا اور فرشتہ۔

اس سے بھی بڑھ کر ذہن کو چکرا دینے والی بات قضاۃ 6 باب 22 اور 23 آیت ہے۔ یہاں ہم جدعون کی بلاہٹ کو دیکھتے ہیں۔ اسی منظر میں خدا اور اس کا فرشتہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ (قضاۃ 6 باب 22، 23 آیت) حتیٰ کہ پرانے عہد نامہ میں بھی خدا ایک شخص سے بڑھ کر تھا۔ اور اُن میں سے ایک شخص انسان کے روپ میں آیا۔

خداوند یسوع مسیح: کلام، نام اور فرشتہ

اس حد تک ہم نے خدا کے تعلق سے جن بیانات کا احاطہ کیا ہے وہ معروف معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سب عہد عتیق کے تراجم ہیں کہ کس طرح نیا عہد نامہ خداوند یسوع مسیح کے تعلق سے بات کرتا ہے۔

ابرہام کی ملاقات کلام سے ہوتی ہے جو کہ انسانی شکل میں خدا تھا۔ 1 یوحنا 1:1 میں رسول لکھتا ہے " ابتدا میں کلام تھا اور کلام خُدا کے ساتھ تھا اور کلام خُدا تھا۔"14 آیت میں یوحنا رسول بیان کرتا ہے کہ یہ کلام " مجسم ہو کر ہمارے درمیان رہا۔" جب پہلی صدی کے یہودی یوحنا کی انجیل کو پڑھتے تھے تو اُن کا ذہن خدا کی طرف چلا جاتا تھا جو کلام کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ درحقیقت، خداوند یسوع نے یہ دعویٰ کیا کہ ابراہم نے "اس کا دن دیکھا۔" اور وہ ابرہام سے بھی پہلے تھا۔(یوحنا 8 باب 56 تا 58 آیت)

موسیٰ کی ملاقات خداوند کے فرشتہ سے ہوئی جو کہ انسانی صورت میں از خود خدا تھا جو جلتی ہوئی جھاڑی میں اس پر ظاہر ہوا تھا اور بعد ازاں بھی موسیٰ پر ظاہر ہوتا رہا۔ فرشتہ ملکِ مصر سے اسرائیلیوں کو وعدہ کی سرزمین میں لے گیا۔ یہودہ اپنے مختصر خط میں لکھتا ہے۔ " پس اگرچہ تم سب باتیں ایک بار جان چکے ہو تو بھی یہ بات تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ خداوند نے ایک اُمت کو ملک مصر میں سے چھڑانے کے بعد، انہیں ہلاک کیا جو ایمان نہ لائے۔ " (5 آیت) فرشتہ انسانی روپ میں خدا تھا۔ یہ فرشتہ تثلیث کا دوسرا اقنوم تھا۔ جو بعد ازاں کنواری مریم کے ہاں پیدا ہوا تھا۔

خدا کی حضوری یعنی نام نے اس فرشتہ کو دیگر فرشتوں سے منفرد اور مختلف بنا دیا۔ بعض اوقات، عہد جدید میں خداوند یسوع مسیح خدا باپ کے تعلق سے بطور ایک نام بات کرتا ہے۔ گتسمنی میں خداوند یسوع مسیح نے گرفتاری سے قبل، جو اس کی مصلوبیت پر اختتام پذیر ہوئی، اس طرح سے دعا کی۔ " اور اَب اَے باپ! تو اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مُجھے اپنے ساتھ جلالی بنا دے۔ میں نے تیرے نام کو اُن آدمیوں پر ظاہِر کیا جنہیں تُو نے دُنیا میں سے مُجھے دِیا۔ وہ تیرے تھے اور تُو نے اُنہیں مجھے دیا اور اُنہوں نے تیرے کلام پر عمل کیا ہے۔ اور میں

نے اُنہیں تیرے نام سے واقف کیا اور کرتا رہوں گا تاکہ جو محبت تُجھ کو مُجھ سے تھی وہ اُن میں ہو اور میں اُن میں ہوں۔"(یوحنا 17 باب 5 اور 6 آیت ،26 آیت) آخری بیان میں خداوند یسوع مسیح کا کیا مطلب تھا؟ خداوند یسوع مسیح یہ نہیں کہہ رہا تھا کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ خدا کا کیا نام ہے۔ وہ یہودی لوگ تھے۔ اُنہیں خدا کے نام کا علم تھا۔ یہ نام یاوے تھا۔ اُن کے پاس عہد عتیق تھا۔ وہ ہزاروں آیات میں خدا کے نام کو تلاش کر سکتے تھے۔ جب خداوند یسوع مسیح نے کہا کہ اُس نے خدا کے نام کو لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے۔ تو ان کے کہنے کا یہ مطلب تھا کہ اُنہوں نے خدا کو لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے۔ وہ اُن کی آنکھوں کے سامنے خدا تھا۔ وہ نام ہی تھا جو مجسم ہوا تھا۔

یہ کیوں کر اہم ہے

ہم اپنے مطالعہ میں کافی حد تک بائبلی بنیاد کی طرف پہنچ چکے ہیں۔ بائبل مقدس کی تمام کہانیاں / واقعات جن سے آپ بخوبی واقف ہیں نادیدنی دُنیا میں روحانی کشمکش کے بارے میں ہیں۔

نادیدنی دُنیا کے بائبلی تناظر میں، خدا کے بہت سے بدترین دشمن تھے۔ دیگر الہٰ جنہیں اس نے خلق کیا تھا، کبھی ایک وقت تھا کہ وہ اس سے بڑے وفادار تھے۔ لیکن ایک وقت آیا کہ وہ اپنی راہ چل دئے۔ یہ وہی الہٰ ہیں جنہوں نے خدا کے خلاف بغاوت کی اور جن کا تذکرہ پولس رسول، تاریکی کی قوتوں، حاکموں اور اختیار والوں کی صورت میں کرتا ہے۔ وہ اُنہیں نادیدنی دُنیا میں تخت اور ریاستیں بھی کہتا ہے۔

(افسیوں 11:6 کلسیوں 16:1) وہ اب بھی یہاں موجود ہیں۔ عہدِ جدید میں کوئی بھی ایسی آیت یا کلام کا حصہ نہیں جو ہمیں یہ بتائے کہ تاریکی کی قوتیں اور ہوا کی عملداری کے حاکم کسی دوسرے عالم میں چلے گئے ہیں۔ وہ اب بھی خدا کی بادشاہی کی مخالفت کرنے کے لئے موجود ہیں اور خدا کے اس منصوبے کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں جس میں وہ زمینی خاندان کے ساتھ انجیل کے پیغام کے وسیلہ سے میل ملاپ کا خواہاں ہے۔

تاریکی کی ان قوتوں میں ایک مُردوں کا سردار ہے۔ اُسے بنی نوع انسان پر ایک جائز اور واجب اختیار حاصل ہے۔ کیونکہ وہ آدم اور حوا کو فریب دیا جس سے وہ ناراست ہوگئے۔ اور یہی اُس کا نصب العین تھا۔ وہ یاوے کے لوگوں کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ خدا کے باغی فرزندوں کے ذہن میں یہی بات تھی جب اسرائیل ملک کنعان میں داخل ہوا۔ زمین پر قابض ہونے سے روکنے کے لئے مارو یا مر جاؤ۔ ایک دفعہ جب اسرائیلی وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوگئے تاریکی کی قوتوں کا ہدف اب بھی وہی تھا۔ لیکن ان کی حکمت عملی میں تبدیلی واقع ہوئی۔ اُنہوں نے خدا کے لوگوں کو ورغلا کر اُنہیں غیر معبودوں کی پرستش اور عبادت میں مصروف و مشغول کر دیا۔ اور پھر یاوے نے ہمارے لئے چھٹکارا حاصل کیا۔ دراصل یہی کچھ ہوا تھا۔ خدا نے اپنے لوگوں کو اسیری میں بھیج دیا۔

لیکن تاریکی کی قوتوں کو کچھ اور بھی علم تھا۔ یاوے اپنے منصوبہ سے دستبردار نہ ہوگا۔ ابتدائی باغی پر لعنت نے پہلے ہی یہ بتا دیا تھا کہ حوا کی نسل بنی نوع انسان پر لعنت کے اثرات کا خاتمہ کرے گی۔ باغِ عدن میں جو ناکامی ہوئی تھی، وہ اس کا ازالہ کرے گی۔ اُنہیں علم تھا کہ کسی نہ کسی وقت وہ ہستی ظاہر ہوگی جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ، جیسا کہ پولس رسول نے بتایا۔ اُنہیں ٹھوس طریقہ سے اس بات کا علم نہیں تھا کہ خدا کیسی منصوبہ سازی کر رہا ہے۔ (1 کرنتھیوں 2 باب 6 تا 8 آیت۔ افسیوں 3 باب 10 آیت اور 12:6) یہی وجہ ہے کہ یہ ایک بھید تھا جسے خدا تعالیٰ نے دانستہ طور پر سب سے چھپائے رکھا تھا۔

باب 7

جنگ کا طریقہ

اَب تک ہم نے یہ دیکھا ہے کہ خدا نے بابل کے مقام پر قوموں کو رد کر دیا۔ اُس نے غیر الہٰوں کو ان پر مقرر کر دیا تا کہ اُن پر تسلط جمائیں۔ ،

(استثنا 32 باب، 8،9 آیت) جب خدا نے ابرہام سے آغاز کیا، تو یہ بات واضح طور پر دیکھنے کو ملتی ہے کہ خدا نے منصوبہ سازی کی کہ وہ ایک دن اسرائیل کے اثر و رسُوخ کے باعث اُن قوموں کو پھر سے اپنے لئے واپس لے لے گا۔ (پیدائش 3:12) لیکن قوموں پر مقرر الہٰوں کو تائب ہونے کے لئے مجبور کیا جائے گا تا کہ وہ بھی خدا کی پرستش اور عبادت کریں۔ (زبور 82 باب 6 تا 8 آیت) اس کا معنی دیدنی اور نادیدنی عالم دونوں کے درمیان ایک کشمکش۔ بنی اسرائیل مختلف معبودوں کی پیروی میں اُلجھاؤ کا شکار رہے۔

یاوے کون ہے؟

بائبل مقدس کی کہانی میں اسرائیل کے تعلق سے بہت جلد ہی ہم ایک غیر محفوظ صورتحال پر پہنچ جاتے ہیں۔ یوسف کی کہانی

(پیدائش 37 تا 50 باب) واضح کرتی ہے کہ کیوں بنی اسرائیل ملکِ مصر کو گئے۔ خدا کے فضل اور اُس کی پروردگاری کے باعث خدا نے یوسف کے بھائیوں کی طرف سے ہونے والے ظلم و ستم کو اسرائیل کی قحط سے نجات میں بدل دیا۔ (پیدائش 46 باب 4،3 آیت) خدا نے دانستہ طور پر اسرائیل سے یہ نہ کہا کہ وہ فی الفور ملکِ مصر سے چلے جائیں۔ خدا کو علم تھا کہ فرعون جو یوسف کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے وفات پا جائے گا اور اُس کی جگہ پر ایک ایسا بادشاہ برپا ہوگا جو بنی اسرائیل سے عداوت رکھے گا۔ (خروج 1 باب) خدا نے اپنے علم سابق سے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ بنی اسرائیل کو بیگار پر لگایا جائے گا۔ (پیدائش 15 باب 13 تا 16 آیت) خدا کو یہ بھی علم تھا کہ مقررہ وقت پر وہ بنی اسرائیل کو ملکِ مصر کی غلامی اور ظلم و ستم سے رہائی دے گا۔ (پیدائش 46 باب 4 آیت)

لیکن انتظار کس بات کا؟ کسی بھی دُکھ کے پیچھے خدا ایک معقول وجہ رکھتا ہے۔ ہم ہمیشہ ہی اس وجہ کو دریافت نہیں کر پاتے۔ ایسی صورتحال میں خدا کا کلام اس بات کو واضح کرتا ہے۔

جب موسیٰ مصر کو بھاگ گیا اور بیابان میں بودباش اختیار کر لی تو خدا نے اُسے جلتی ہوئی جھاڑی میں سے بلایا۔ (خروج 3 باب 1 تا 4 آیت) تاکہ اسے ملک مصر واپس بھیجے۔ خدا کے احکامات بالکل واضح تھے۔ فرعون سے کہہ۔ " میرے لوگوں کو جانے دے۔" (خروج 1:5) فرعون مختلف سوچ کا مالک تھا۔ وہ ملکِ مصر میں ایک جسمانی معبود تھا۔ وہ ساری قوت اور جلال کی علامت تھا۔ یہ اُس کی شان کے خلاف تھا کہ وہ عبرانیوں کے نادیدنی خدا کے چرواہے کو اجازت دے کہ وہ اسے بتائے کہ اس نے کیا کرنا ہے۔ اُسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ موسیٰ کا خدا حقیقی ہے۔ اُس نے از راہ مذاق جواب دیا۔ "خُداوند کون ہے کہ میں اُس کی بات کو مان کر بنی اسرائیل کو جانے دوں؟ میں خُداوند کو نہیں جانتا اور میں بنی اسرائیل کو جانے بھی نہیں دوں گا۔" (خروج 2:5)

اُسے جواب بلکہ ایک تکلیف دہ جواب ملنے والا تھا۔ خدا نے اسے مقرر کیا تھا۔ خدا نے موسیٰ کو بتا دیا تھا۔ "میں اُس کے دل کو سخت کر دوں گا تاکہ وہ میرے لوگوں کو جانے نہ دے۔" (خروج 21:4) خدا کو ایک جنگ کرنا تھی۔ جب وہ صدیوں تک بنی اسرائیل پر ظلم و ستم ڈھا چکے۔ اب وقت تھا کہ ملکِ مصر اور اُس کے معبودوں کو سزا دی جاتی۔ فرعون کی سخت دلی بھی اسی منصوبے کا حصہ تھی۔ بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ ملکِ مصر کے معبودوں پر آفات آئیں۔ خاص طور پر آخری آفت جو پہلوٹھوں پر نازل ہوئی، جو فرعون کے گھر پر بھی براہ راست حملہ آور ہوئی۔ "اور آدھی رات کو خُداوند نے مُلکِ مصر کے سب پہلوٹھوں کو فرعون جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اُس کے پہلوٹھے سے لے کر وہ قیدی جو قید خانہ میں تھا اُس کے پہلوٹھے تک بلکہ چوپایوں کے پہلوٹھوں کو بھی ہلاک کر دِیا۔" (خروج 29:12)

فرعون نے خدا پر ٹھٹھا مارا تھا اور پھر صورتحال سختی سے یکسر بدل گئی۔ پولس رسول نے بعد ازاں اس بات کو یوں بیان کیا ہے۔ "فریب نہ کھاؤ۔ خُدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا کیونکہ آدمی جو کُچھ بوتا ہے وُہی کاٹے گا۔" (گلتیوں 7:6)۔۔ملک کنعان تک لوگوں نے سن لیا کہ خدا کے زور آور ہاتھ نے ملکِ مصر اور اُس کے معبودوں کو سزا دی۔ (یشوع 2 باب 8 تا 10 آیت) کا موازنہ خروج 15 باب 16 تا 18 اور یشوع 9:9 آیت سے۔ جب موسیٰ بالاخر واپس لوٹ آیا تو موسیٰ کے خر یترو نے اس سبق کو مختصر یوں بیان کیا۔ "اب میں جان گیا کہ خُداوند سب معبودوں سے بڑا ہے کیونکہ وہ اُن کاموں میں جو اُنہوں نے غرُور سے کئے اُن پر غالب ہُوا۔" (خروج 11:18)

اس میں کوئی حیرت اور تعجب کی کوئی بات نہیں کہ موسیٰ نے بحر قلزم کی دوسری جانب بڑے پر اثر اور بارعب انداز میں فرعون اور اُس کی ہلاک ہونے والی فوج پر یہ سوال اُٹھایا۔ "معبودوں میں سے خُداوند۔ تیری مانند کون ہے؟ کون ہے جو تیری مانند اپنے تقدس کے باعث جلالی اور اپنی مدح کے سبب سے رعب والا اور صاحِب کرامات ہے؟" (خروج 11:15)

جب بنی اسرائیل ملک مصر سے نکل آئے اور بحرِ قلزم میں سے گزر گئے تو انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ کس طرف رواں دواں ہیں۔ وہ خدا کے موجودہ زمینی گھر اور ہیڈ کوارٹر یعنی کوہ سینا پر خدا سے ملاقات کے لئے محوِ سفر تھے۔

سچ تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو خدا کے تعلق سے زیادہ علم نہیں تھا۔ دراصل خروج کے وقت کوئی بائبل مقدس موجود نہ تھی۔ بنی اسرائیل نے اپنے آباؤ اجداد سے خدا کے تعلق سے جو کچھ سن رکھا تھا بس وہی ان کے پاس علم تھا جو نسل در نسل منتقل ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اب جب ہم بائبل مقدس میں پڑھتے ہیں تو علم ہوتا ہے کہ خدا کیا کر رہا تھا۔ بنی اسرائیل کو بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت تھی۔ سینا کا میدان ان کا کلاس روم تھا۔

اسرائیل۔ خدا کا گھرانہ اور زمینی نمائندے

خروج سے قبل جب موسیٰ فرعون کے سامنے کھڑا ہوا، تو اُس نے اُسے بتایا کہ خدا نے اس کے لئے ایک پیغام بھیجا ہے۔

"خُداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے۔ اور میں تجھے کہہ چکا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تا کہ وہ میری عبادت کرے اور تُو نے اب تک اُسے جانے دینے سے انکار کیا ہے۔ سو دیکھ میں تیرے بیٹے کو بلکہ تیرے پہلوٹھے کو مار ڈالوں گا۔" (خروج 4 باب 22 اور 23 آیت)

خدا کے فرزند ہونے کا خیال، ابرہام کی اولاد کی طرف اشارہ ہے، اور یہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ خیال ہمیں خدا کے آدم اور حوا کو خلق کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔

خدا انسانی گھرانہ چاہتا تھا۔ وہ اس زمین پر اُن لوگوں کے درمیان رہنے کا خواہشمند تھا جنہیں اُس نے خلق کیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اپنے نادیدنی اور انسانی گھرانے کے ساتھ اس زمین پر رہے اور وہ اُس کی پرستش اور عبادت کریں۔ وہ چاہتا تھا کہ لوگ بڑھیں اور پھلیں اور پوری دُنیا عدن بن جائے۔ لیکن جب بابل کے مقام پر خدا قوموں سے دستبردار ہو گیا، تو اس کے کوئی اولاد نہ

تھی۔ تاوقتیکہ اس نے ابرہام کو بلایا۔ اسرائیل خدا کا نیا گھرانہ تھا۔ اب وقت تھا کہ خدا اپنے اصلی منصوبے کی طرف توجہ دیتا۔ آدم اور حوا کی طرح اسرائیل کو خدا کی صورت اور شبیہ پر ہوتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنا تھا۔

کوہ سینا کی طرف سفر گویا گھر کی طرف واپسی تھی۔ حتیٰ کہ آسمانی جماعت وہاں پر موجود تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ کس طرح خدا کا منصوبہ پھر سے متحرک ہو گیا ہے۔ وہ خدا اور اس کے لوگوں کے درمیان نئے معاہدے (شریعت) کے گواہان تھے۔

خدا کی شریعت۔ خدا کی جماعت نے دی

کیا آپ کو اس بات سے حیرت ہوئی جب میں نے یہ کہا کہ جب خدا نے دس احکام دئے تو خدا کی جماعت وہاں پر موجود تھی؟ اگر آپ نے دس احکام اور سینا کی طرف سفر پر بنی فلم دیکھی ہے، تو آپ نے فرشتے نہیں دیکھے ہوں گے۔ لیکن بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ وہ وہاں پر موجود تھے۔ انہوں نے خدا کی شریعت دی۔ (اعمال 7 باب 52،53 آیت اور عبرانیوں 2 باب 2،1 آیت)

یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کی شریعت "خدا کے ہاتھ سے" سے لکھی گئی۔ (استثنا 9 باب 10،9 آیت) یہ اسلوب بیان بڑا جانا پہچانا ہے، جس کا معنی ہے کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ بالکل ایسے ہی جس طرح پیدائش کی کتاب میں فرشتوں کے بارے میں کہانیاں پائی جاتی ہیں۔ خدا اور اُس کے آسمانی لشکر نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو شریعت دی۔

شریعت کے دئے جانے کے بعد موسیٰ، ہارون اور ہارون کے بیٹوں اور ستر بزرگوں کو خدا کو پھر سے انسانی صورت میں دیکھنے کا موقع ملا۔ اس دفعہ وہ ایک کھانے پر فراہم ہوئے۔ (خروج 24 باب 9 تا 11 آیت) بلکہ ایسے ہی جیسے خداوند یسوع مسیح کے دور میں ایک کھانے کے موقع پر نئے عہد پر خون کی مہر

لگی تھی۔ اس کھانے سے کوہِ سینا پر اسرائیل کے ساتھ نئے عہد کا جشن منایا گیا۔ یعنی جب شریعت ملی تھی۔

خدا نے بنی اسرائیل کو شریعت دی تا کہ وہ پاک بنیں۔ (احبار 2:19) خدا چاہتا تھا کہ وہ دیگر اقوام سے الگ ہو کر منفرد اور مختلف نظر آئیں سب کو معلوم ہو کہ وہ خدا کے لوگ اور اُس کا گھرانہ ہیں۔ کیونکہ خدا بھی ہر ایک معبود سے الگ اور منفرد ہے اور زمین کی کسی بھی چیز سے اس کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پس خدا کے لوگوں کو دیگر اقوام کے لوگوں سے منفرد اور مختلف ہونے کی ضرورت تھی۔

پاکیزگی کا کیا معنی اور مفہوم ہے؟ اس کے پیچھے کیا تصور یا خیال تھا؟ اس کا مطلب انوکھا یا عجیب ہونا نہیں ہے۔ پاکیزگی خداوند کی پہچان ہے اور اس کا معنی اور مفہوم خدا کے لئے مقدس اور مخصوص ہو کر ان تمام نعمتوں و برکات سے لطف اندوز ہونا ہے جو خدا کے ساتھ درست اور راست تعلق اور رشتہ قائم کرنے سے ملتی ہیں۔ اسرائیل کے لئے خدا کی یہ مرضی تھی کہ وہ ایسا طرزِ زندگی اپنائیں کہ دوسری قومیں انہیں دیکھ کر اس کی طرف کھینچی چلی آئیں۔ (استثنا 4باب 6 تا 8 آیت اور 28باب 9،10 آیت) یہی وجہ ہے کہ بائبل مقدس اسرائیل کو "شاہی کاہنوں کا فرقہ" (خروج 19 باب 6 آیت) اور "قوموں کا نور" بیان کرتی ہے۔یسعیاہ 6:42، 6:49 اور اس کے علاوہ 4:51اور 3:60 بھی دیکھیں۔ پوری قوم ابرہام کے مقام اور رتبے کی وارث تھی تا کہ دوسری قوموں کے لئے باعث برکت ہو۔ (پیدائش 3:12)

ایمان رکھنے والی وفاداری

خدا کے نزدیک راست ہونا نجات کے بارے میں بات کرنے کا ایک دوسرا طریقہ ہے۔ لیکن جو کچھ ہمیں سنڈے سکول میں سکھایا جاتا ہے، اس کے باوجود، نجات اسرائیلیوں کو شریعت کے قواعد و ضوابط پر عمل کرنے سے نہیں ملی تھی۔ خواہ نیا عہد نامہ ہو یا پھر پرانا عہد نامہ

نجات نیک اعمال سے حاصل نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اس کے لئے ہم کوئی ایسا کام کر سکتے ہیں کہ نجات کے مستحق ٹھہریں۔ یہ تو ایمان لانے والوں کو خدا کے فضل سے مفت میں ملتی ہے۔

اسرائیلیوں کو بھی جو ہماری طرح خداوند یسوع مسیح کی موت اور جی اٹھنے کے بعد پیدا ہوئے تھے ایمان لانے کی ضرورت تھی۔ اُنہیں یہ ایمان لانا تھا کہ ان کا خدا سب معبودوں پر ممتاز ہے۔ انہیں اس پر توکل اور بھروسہ کرنا تھا کہ وہی اُن کا خالق اور مالک ہے جس نے انہیں اپنے لوگ ٹھہرایا ہے۔ انہیں صرف الٰہوں کے الٰہ تک رسائی حاصل تھی۔ شریعت کا تعلق اس بات سے نہیں تھا کہ کس طرح اسرائیلی نجات حاصل کر پائیں گے۔ بلکہ شریعت کی تابعداری کا اظہار اس بات کا عکاس تھا کہ وہ اپنے خدا سے وفادار ہیں۔ ایک اسرائیلی کے لئے نجات خدا کے وعدوں اور خداوندوں کے خدا پر ایمان تھا۔ اس کا مطلب دیگر معبودوں کی پرستش اور عبادت نہ کرنا بھی تھا۔ یہ دل سے خدا پر اعتقاد اور اس سے وفاداری کے بارے میں تھی۔ اس میں ایسا کچھ نہیں تھا کہ اُنہوں نے تابعداری کر کے خدا کے نزدیک نیک نامی حاصل کرنی تھی۔

داؤد بادشاہ نے نہایت برے کام بھی کئے تھے جن میں زناکاری اور قتل بھی شامل ہے۔ (2 سموئیل 11 باب) شریعت کے مطابق وہ شریعت کا نافرمان تھا اور اس کی سزا یہی تھی کہ اُسے ان جرائم کی پاداش میں پھانسی دی جائے۔ تاہم اس صورتحال میں بھی حق تعالیٰ پر ایمان میں متزلزل نہ ہوا۔ وہ دیگر معبودوں کے پیچھے نہ بھاگا۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے اُس پر ترس کیا۔

عہدِ عتیق میں بھی بات سچ اور برحق دکھائی دیتی ہے۔ خوشخبری پر ایمان کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ خدا اس زمین پر انسان بن کر اسرائیل کے پاس آیا۔ بخوشی و رضا اُس نے اپنی جان ہمارے گناہوں کے لئے صلیب پر قربان کی اور پھر تیسرے روز مُردوں میں سے زندہ ہو گیا۔ قطع تعلق اس بات کے کہ دیگر معبود نجات کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، بائبل مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے نام کے علاوہ کسی دوسرے نام میں نجات نہیں ہے۔ (اعمال 12:4) اور لازم ہے کہ یہ ایمان غیر متزلزل ہو۔ (رومیوں 11 باب 17 تا 24 آیت، عبرانیوں 3:19۔22-10:10 اور 39،38 آیت) شخصی

ناکامی کسی دوسرے معبود کے لئے خداوند یسوع مسیح کا تبادلہ کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ اور خدا ہی فرق واضح کر سکتا ہے۔

یہ کیوں کر اہم ہے

خروج کی کتاب میں اور جو کچھ سینا کے مقام پر ہوا تھا اس میں بہت سی دلکش مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ منظر جہاں پر موسیٰ اور ستر بزرگ سینا کے مقام پر انسانی صورت میں خدا کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کرتا ہے۔ اگر آپ پیدائش 10 باب میں ان قوموں کا شمار کریں جنہیں خدا نے بابل کے بُرج پر رد کر دیا تھا تو آپ کو ستر کا ہندسہ ملے گا۔ ان قوموں کو خدا کے بیٹوں کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ یہ الہٰ تھے۔ جب خدا نے قوموں کی عدالت کی۔ (استثنا 19:4)،20 آیت 32باب 9،8 آیت) کیوں ستر بزرگ، ستر خدا کے بیٹے اور ستر خارج شدہ قومیں؟

یہ سب مماثلتیں محض اتفاق نہیں تھا۔ جب خداوند یسوع مسیح نے زمین پر اپنی خدمت کا آغاز کیا، تو اس نے ستر شاگردوں کو خدمت گزاری کے کام کے لئے بھیجا تھا۔ (لوقا 1:10) یہ ارشادِ اعظم کے لئے پیش روتھا۔۔۔ یہ تعداد اس خیال کو پیش کرتی ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں نے قوموں کو خدا کی بادشاہی کے لئے پھر سے حاصل کر لینا تھا۔ جب مکاشفہ کی کتاب میں مندرج عالمگیر نئے عدن میں زمانوں کے آخر پر خدا کی بادشاہی عروج کو پہنچے گی۔ (مکاشفہ 21، 22باب۔) ستر ہندسے کا بار بار دہرایا جانا ایک پیغام ہے۔ خدا کا نیا زمینی خاندان، یعنی اسرائیل ابرہام کے فرزند ہی کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کا وسیلہ بنیں گے۔

لیکن سلسلہ یہی نہیں رُک جاتا۔ پولس رسول نے گلتیوں 3 باب میں لکھا کہ ایماندار ان وعدوں کے وارث ہیں جو خدا نے ابرہام سے کئے تھے۔ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے والا ہر شخص ایمان کی رو سے ابرہام کا فرزند ہے۔ (گلتیوں 3باب 29،26 آیت) اس کا معنی یہ ہے کہ میرے اور آپ کے ذمہ یہ کام

ہے کہ ہم نے غیر معبودوں سے قوم کو واپس چھڑا کر لانا ہے۔ ہمارے ذمہ یہی کام ہے کہ ہم نے غیر معبودوں کے تسلط اور روحانی اختیار سے قوموں کو خداوند یسوع پر زندہ ایمان کی طرف پھیر کر لانا ہے۔ ہم اس زمین پر خدا کی نئی انسانی جماعت ہیں۔ جب ہم جلال پائیں گے تو اس وقت ہم نئے عدن میں اُس کے آسمانی خاندان میں شامل ہو جائیں گے۔

بائبل مقدس بہت سے مقامات پر ان خیالات کو پیش کرتی ہے۔ مکاشفہ کی کتاب بیان کرتی ہے کہ ایماندار زمانوں کے آخر پر خداوند یسوع مسیح کے ساتھ قوموں پر بادشاہی کا اختیار حاصل کریں گے۔ (مکاشفہ 21:3) اس کا معنی یہ ہے کہ ہم خدا کے ان بیٹوں کی جگہ لیں گے جو بابل کے واقعہ کے دَور سے ان قوموں پر تسلط اور اختیار جمائے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابرہام یہ بیان کرتا ہے کہ ایمانداروں کو خدا کے بیٹے ہونے کا اختیار بخشا گیا ہے۔ (یوحنا 12:1) اس حوالہ کا 1 یوحنا 3 باب 1 تا 3 آیت سے موازنہ کریں۔ آخری زمانہ میں ہم خدا کے نافرمان بیٹوں کی جگہ لیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ پولس رسول ایمانداروں کو یہ لکھتا ہے کہ وہ دُنیا کی عدالتوں کو موقع نہ دیں کہ ان کے معاملات سلجھائیں۔ "کیا تُم نہیں جانتے کہ ہم فرشتوں کا اِنصاف کریں گے؟ تو کیا ہم دنیوی مُعاملے فیصل نہ کریں؟" (1 کرنتھیوں 3:6) جب ہم اس نئی زمین پر آسمانی لوگ بنا دئے جائیں گے۔ (جلال پائیں گے) تو ہم فرشتوں سے بھی افضل مقام حاصل کریں گے۔ ایک دن ہم خداوند یسوع مسیح کی مانند ہوں گے۔ (1 یوحنا 3 باب 1 تا 3 آیت، 1 کرنتھیوں 15 باب 35 تا 49 آیت) اور پھر ان قوموں پر حکمرانی کریں گے جن پر اب مخالف معبود تسلط اور اختیار رکھتے ہیں۔ (مکاشفہ 26:2) ایماندار جو ابرہام کی روحانی اولاد ہیں، بالآخر قوموں کو وراثت سے خارج کر کے موت کی لعنت کو بھی بدل دیں گے جو باغِ عدن کی ناکامی کے وقت سے نسلوں میں منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔

ہمارا طرز زندگی یہ ظاہر کرے کہ ہم ان سب باتوں پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ عہد عتیق میں بیان کردہ ہر ایک بات ہماری رہنمائی کے لئے لکھی گئی ہے۔ عدن پر واپس نظر دوڑائیں۔ خدا اپنے دونوں خاندانوں یعنی آسمانی اور زمینی خاندان کے لئے یہی ارادہ رکھتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں۔ اور عدن پر اُن کی بادشاہی

اور اختیار ہو۔ بغاوت کے باعث یہ منصوبہ خراب ہو کر رہ گیا۔ لیکن اس منصوبے کو اس وقت حیاتِ نو ملی جب خدا نے بنی اسرائیل کو ملکِ مصر سے چھڑا لیا۔ ابرہام کی نسل سے، مسیح یسوع نے آنا تھا۔ اُس نے آکر ہی عدن کی ناکامی کے اثرات کو زائل کرنا تھا۔ (پیدائش 15:3) اسرائیل کے بغیر ہماری کوئی منزل اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہونا تھا۔

باب 8

مقدّس جگہ

اسرائیلیوں نے لگ بھگ ایک برس کوہ سینا کے مقام پر گزارا۔ کیوں اتنا عرصہ؟ وہ تو پہلے ہی خدا کے ساتھ ایک عہد میں شریک ہو چکے تھے اور خدا کی طرف سے انہیں دس احکام بھی مل چکے تھے۔ لیکن ابھی تک انہیں بہت کچھ سیکھنا باقی تھا۔ خدا پر ایمان رکھنے اور اپنے آباؤاجداد کے خدا ابرہام، اضحاق اور یعقوب سے وفادار رہنا ایک بات ہے لیکن خدا کو جاننا کہ وہ کس بات کی توقع کرتا ہے اور وہ کیسا خدا ہے ایک الگ بات ہے۔

پاکیزگی کا تصوّر

عہدِ عتیق کے بہت سے عجیب اور انوکھے قوانین اور رسوم کی بنیاد اس بات میں ہے کہ لوگوں کو یہ تعلیم دی جائے کہ خدا ایک منفرد اور سب سے اعلیٰ و بالا خدا ہے۔ وہ اپنی فطرت اور کردار میں منفرد، یکتا ہے، وہ انسان اور کسی بھی چیز سے قطعی مختلف ہے۔ بنی اسرائیل کو اسی سچائی کو ہر وقت مظبوطی سے تھامے رکھنے کی ضرورت تھی اور انہیں اسی سچائی میں جڑ پکڑتے جانا تھا۔ بصورت دیگر انہوں نے خدا کو ایک منفرد اور یکتا ہستی تسلیم نہیں کرنا تھا۔

خدا کے منفرد اور مختلف ہونے کے خیال کے لئے بائبلی لفظ پاکیزگی ہے۔ اس کا معنی " الگ ہونا یا منفرد ہونا" ہے۔ یہ خیال لازمی طور پر چال چلن اور کردار کے تعلق سے نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ اس بات کو پیش کرتا ہے کہ ہم نے خدا کے منفرد معیار اور اخلاق کو منعکس کرنے کے لئے کس طرح کا روّیہ اور سلوک اپنانا ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ اس خیال میں شامل ہے۔ (احبار 2:19)

خدا اس بات پر مطمئن نہیں تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو محض علمی یا ذہنی طور پر پاکیزگی کی وضاحت کر دے۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ قدیم اسرائیل کی زندگی میں اُس کی انفرادیت اور یکتا ہونے کا خیال سرائیت کر جائے۔ بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ مقدس رسوم (علامتی افعال) اور مقدس مقامات تک رسائی کے لئے قواعد و ضوابط سے انجام پایا۔

خدا کس طرح منفرد ہے؟

اس سوال کا مختصر جواب "ہر طرح سے ہے" لیکن یہ بہت ہی مشکل اور پیچیدہ جواب ہے۔ بائبل مقدس میں زیادہ تر باتیں اس زمین کے تعلق سے ہی ہیں۔ اس کے علاوہ اسرائیلیوں کے لئے بہت سے رسم و رواج بھی پائے جاتے ہیں جو ان کے طرزِ زندگی سے منعکس ہونے چاہیئے تھے۔

مثال کے طور پر بائبل مقدس ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ خدا صرف اسرائیل کی زندگی کا منبع ہی نہیں تھا بلکہ وہ زندگی تھا۔ خدا کا تعلق اس جہاں سے نہیں جہاں پر موت، بیماری اور بہت سی دیگر خرابیاں اور نقائص پائے جاتے ہیں۔ اس کا عالم مافوق الفطرت ہے۔ ہمارا عالم دُنیاوی اور خاکی ہے۔ زمین پر وہ مقام جہاں پر وہ آتا ہے، اُسے اُس کی حضوری سے پاک اور مقدس بنایا جاتا ہے۔۔ وہ جگہ جہاں پر ہم رہتے ہیں عام سی جگہ ہے۔ خدا عام سے قطعی مختلف اور انتہائی خاص ہے۔

قدیم اسرائیل میں، یہ خیال اس حقیقت سے لوگوں تک پہنچائے جاتے تھے کہ لوگوں کو اس جگہ پر آنے کے لئے جہاں خدا ہے خود کو پاک کرنے کی ضرورت ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اُنھیں وہاں پر آنے کے لئے مدعو کیا جائے۔ عہدِ عتیق میں بہت سے قوانین اور اصول وضوابط اس پاک بنائے جانے کے عمل کو ترتیب دیتے ہیں۔

اسرائیلیوں کو بہت سے کاموں اور شرائط کی بنا پر مقدس جگہ سے نااہل قرار (ناپاک ہو جانا) دیا جا سکتا تھا۔ جیسا کہ جنسی تعلق قائم کرنے پر، جسم سے خون کے اخراج پر، یا کسی جسمانی معذوری کے باعث، اور حتیٰ کہ کسی لاش (خواہ انسان یا حیوان) کو چھونے پر بھی وہ ناپاک قرار دئے جا سکتے تھے۔ اسرائیلیوں کو بعض شکاری پرندے کھانے کی بھی ممانعت تھی جو مُردہ جانوروں کی لاش کھاتے ہیں۔ (جیسا کہ چیل، باز) احبار 11 باب 13 تا 19 آیت) اُنھیں ایسے جانوروں کا گوشت بھی نہیں کھانا تھا جو مردار کھاتے ہیں۔ جیسا کہ چوہا، چھپکلی وغیرہ (احبار 11 باب 24 تا 40 آیت)

ان مثالوں میں، ناپاکی اخلاقیات کے تعلق سے نہیں تھی بلکہ یہ زندگی کھو دینے سے منسلک تھی اور اس ناپاکی کا تعلق خدا کی کاملیت سے ناموافقت کے ساتھ تھا۔ اگرچہ منطق بہت سادہ ہے۔ تو بھی ہمارے جدید ذہنوں کو بہت عجیب معلوم ہوتا ہے۔ جسم سے خون اور جنسی مواد کے اخراج کو ایسی چیز کا نقصان تصور کیا جاتا تھا جس سے زندگی کی بقا ممکن ہوتی ہے۔ خدا کو زندگی کے نقصان یا کھو دینے سے منسوب نہیں کیا جا سکتا بلکہ خدا تو زندگی عطا کرنے والا خدا ہے۔ جب اُن کے جسم سے ایسا اخراج ہوتا اور اُن سے تقاضا کیا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو پاک کریں تو یہ ایک طرح سے یاددہانی ہوتی تھی کہ خدا کی فطرت اور کردار

کیا ہے۔ کسی لاش کو چھونے کے بعد پاکیزگی کا تقاضا کیا جاتا تھا۔ اگر کسی شخص میں کوئی جسمانی ناکاملیت ہوتی تھی یا پھر اسے کوئی زخم لگ جاتا تھا تو ایسی صورت میں اسے کسی مقدس جگہ پر آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ یہ ایسی ناکاملیت کی صورت حال کا خدا کی کاملیت سے کوئی میل جول نہیں ہوتا۔

ایسے تمام قوانین اور ضوابط کا مقصد یہی تھا کہ ایک مافوق الفطرت ورلڈ ویو لوگوں کے دل نشین ہو جائے۔

ناپاکی کے مسئلہ کا حل

قدیم اسرائیلیوں کے لئے ناپاک ہونا یا کسی مقدس جگہ پر رسائی کے نااہل ہونا ایک سنجیدہ معاملہ تھا۔ ناپاک ہونے کی صورت میں وہ مخصوص جگہ پر اپنی قربانیاں اور نذریں نہیں لا سکتے تھے۔ حل یہی تھا کہ وہ طے شدہ رسم کے مطابق خود کو پاک کریں۔ بعض اوقات اس کے لئے انہیں خدا کے حضور قربانی لانا پڑتی تھی یا پھر پاک ہونے کے لئے ایک خاص وقت کے گزرنے کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔

خون کی قربانی کا منطق، کسی شخص یا چیز پر خون لگانا یا چھڑکنا اُنہیں پاک قرار دیتا تھا اور پھر وہ کسی پاک اور مخصوص جگہ پر آنے کے اہل قرار پاتے تھے۔ یہ سب کچھ ہمارے لئے اجنبی باتیں ہیں لیکن خون کی قربانیوں میں علم الٰہیات کا مقصد پایا جاتا تھا۔ یہ ایک عوضی کا تصور اور خیال پیش کرتی تھیں۔ چونکہ خون ہی زندگی کی قوت ہے۔ (احبار 11:17) کسی جانور کی جان لینا یہ سبق دیتا تھا کہ خدا کے اپنے بنائے ہوئے طریقے کے علاوہ اس تک رسائی کا مطلب موت ہے۔ قربانی کا خون ایک اسرائیلی کی ناپاک حالت کو بدلنے کے لئے ایک رحم سے بھرا ہوا عوضی ہوتا تھا۔

اس میں سیکھنے والی بات یہ تھی کہ خدا ایک قربانی کے عوض ایک اسرائیلی کی زندگی کو بچا رہا تھا۔ انسان کی زندگی کسی جانور کی زندگی سے کہیں زیادہ قیمتی تھی کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت اور شبیہ پر پیدا کیا تھا۔ (پیدائش 26:1 اور 6:9) اسرائیلی اپنے وجود اور قیام کے لئے خدا کی مافوق الفطرت مداخلت کے مقروض تھے جس نے ابرہام اور سارہ کو اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت عطا کی۔ (پیدائش 12

باب 1 تا3 آیت) لیکن پاک خدا کی حضوری میں انسانی زندگی کو بہت بڑا خطرہ لاحق تھا۔ قربانیاں اُنہیں یاد کراتی تھیں کہ خدا زندگی اور موت پر قدرت رکھتا ہے اور خدا اُن پر رحم اور ترس کرنا چاہتا ہے۔

فردوس (اور جہنم) اِس زمین پر

جب ہم خدا کی انفرادیت اور اُس کے یکتا اور لاثانی ہونے پر بات کرتے ہیں تو اس سے بعض خیالات ہمارے ذہنوں میں آتے ہیں۔ نہ صرف خدا کے تعلق سے بلکہ ہم مافوق الفطرت حدود کے بارے میں بھی سوچنے لگتے ہیں۔ اسرائیل کے مافوق الفطرت ورلڈ ویو کے لئے "عالم کی انفرادیت" کا تصور بنیادی خیال تھا۔ اگر وہ جگہ جہاں پر خدا کی حضوری ہوتی تھی وہ پاک ہوتی تھی تاہم وہ جگہ جہاں پر خدا کی حضوری موجود نہیں ہوتی تھی وہ پاک نہیں ہوتی تھی۔ یہ جگہ معمولی یا پھر بعض حالات میں دشمن کی سرزمین یا بدی کی قوتوں کا ٹھکانہ اور اڈا ہوتا تھا۔

عدن کی یاد دہانی ہی خدا کی حضوری کی علامت تھی۔ خیمہ اجتماع اور ہیکل کی بہت سی چیزوں کو اس طور سے مرتب کیا گیا تھا جس سے لوگوں کے ذہنوں میں عدن کی یاد تازہ ہو جاتی تھی جہاں نوری اور خاکی ملتے تھے۔ سونے کا شمعدان اس طور پر ڈیزائن کیا اور سجایا گیا تھا کہ جیسے وہ ایک درخت ہو۔ (خروج 25 باب 31 تا40) یہ باغِ عدن میں موجود حیات کے درخت کی ایک تصویر تھی۔ یہ پردہ کے سامنے رکھا گیا تھا اور پاک ترین مقام کے راستہ کو روکے ہوئے تھا۔ پاک ترین مقام ہی وہ جگہ تھی جہاں پر عہد کا صندوق رکھا گیا تھا۔ اس کا ڈھکن اس طور سے ترتیب دیا اور بنایا گیا تھا کہ وہ خدا کے تخت کو پیش کرتا تھا۔ (خروج 25 باب 10 تا22 آیت)

پاک ترین مقام کے اندر کروبیوں کا تعلق بھی عدن ہی سے تھا۔ عدن میں کروبی عدن کے مقام پر خدا کی سکونت گاہ پر بطور محافظ کھڑے ہوتے تھے۔ (پیدائش 24:3) پاک ترین مقام کے اندر کروبی عہد کے

صندوق کی محافظت کرتے تھے۔ (خروج 25 باب 18 تا 20 آیت) بعد ازاں سلیمان نے ایک ہیکل تعمیر کی۔ خیمہ اجتماع کاڈھانچہ ہیکل کے اندرونی مقام میں چلا گیا۔ اور پھر دو بڑے بڑے کروبی خدا کے تخت کے طور پر عہد کے صندوق پر لگادئے گئے تھے۔ جس سے صندوق اس کے پاؤں کی کرسی بن گیا۔ (1 تواریخ 2:28)

ہیکل کو بھی باغِ عدن کی طرح سجایا اور بنایا گیا تھا۔ اُس میں کثرت کی ہریالی اور جانور بھی تھے۔ (1 سلاطین 6 اور 7 باب) پھول، کھجور کے درخت، شیر اور انار بھی پتھروں پر تراشے اور بنائے گئے تھے۔ یہ انسان کی آنکھوں کے سامنے یاد دہانی تھی کہ خدا پہلی دفعہ اپنے انسانی خاندان کے ساتھ زمین پر رہنے کے لئے آیا تھا۔

ضرورت تھی کہ بنی اسرائیل کو کائنات کی جغرافیائی خصوصیات کے تاریک پہلو بھی بتائے جاتے، اگر اسرائیلی خیمہ اور بعد ازاں بنی اسرائیلی قوم کی پاک سرزمین یعنی خدا کے لوگ اور اس کا گھرانہ بنتا تو پھر اسرائیل کے باہر کا علاقہ ایک ناپاک قطعہ زمین تھا۔ سینا سے بہت پہلے خدا نے دیگر قوموں کو ترک کر کے انہیں الٰہوں کے سپرد کر دیا تھا۔ (استثنا 4 باب 19، 20 آیت، 32 باب 8، 9 آیت) خدا نے ایک دن پھر سے قوموں کو اپنے لئے حاصل کر لینا تھا لیکن بائبل کے دور میں وہ تاریکی کی قوتوں کے عالم / جہاں تھے۔

ایک اسرائیلی رسم ناقابل فراموش تفصیلات میں ایک سبق ذہن نشین کرتی تھی۔ یومِ کفارہ ہر سال ہوتا تھا اور اس کا بیان احبار 16 باب میں موجود ہے۔ اس میں ایک دلکش سبق تھا جو لوگوں کو پاک اور ناپاک سرزمین کی یاد دہانی کراتا تھا۔

اس میں دو بکرے شامل ہوتے تھے اور انسان کو دوسرے سال تک کے لئے اس کی ناپاکی سے پاک کرنے کے لئے ایک کو قربان کر کے اس کا خون ہیکل میں چھڑکا جاتا تھا۔ "قربانی کا بکرا" خداوند کے لئے ہوتا تھا۔ دوسرے بکرے کو ذبح نہیں کیا جاتا تھا۔ جب علامتی طور پر سردار کاہن اس بکرے پر انسان کے گناہ لاد دیتا تھا تو اُسے بیابان میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ یہ بکرا "اعزازیل " کے لئے ہوتا تھا۔

"عزازیل" کون اور کیا تھا؟ بعض تراجم عزازیل کی جگہ پر قربانی کا بکرا بیان کرتے ہیں۔ بحرہ مردار کے طوماروں میں عبرانی لفظ ایک اسم معرفہ ہے یعنی ایک بدروح کا نام۔ بیان میں، جب بنی اسرائیل وعدہ کی سرزمین کی طرف رواں دواں تھے۔ وہ بدروحوں کے لئے قربانیاں گزارنتے چلے آرہے تھے۔ (احبار 7:17) کیونکہ وہ بدی کی قوتوں سے خوفزدہ تھے جو ان کے خیمہ کے لئے خطرہ تھیں، بیابان اسرائیلی خیمہ سے باہر تھا۔ اس لئے یہ بدی کی قوتوں کا ٹھکانہ تھا۔ اس رسم کو بند کرنا پڑا۔ اور اُس کے جگہ عزازیل کے لئے بکرا مخصوص کیا گیا۔ اعزازیل کے لئے بکرا بدی کے ناراست دیوتاؤں کے لئے نہیں تھا۔ اُس بکرے کو ذبح نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کی بجائے اسے بیابان میں بھیج دیا جاتا تھا۔ جو کہ اس بات کی علامت تھا کہ اسرائیلی خیمہ کو گناہ سے پاک کر دیا گیا ہے۔

یہ کیوں کر اہم ہے

عہد عتیق میں چیزیں بدل گئیں لیکن کچھ ویسی کی ویسی بھی رہیں۔ خدا اب بھی لاثانی اور یکتا ہے۔ اس کی پاکیزگی یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اس کی حضوری میں داخل ہونے کے لئے پاک ہوں۔ ہمارے لئے، جو کچھ خداوند یسوع مسیح نے ہمارے لئے صلیب پر سر انجام دیا ہے اس کو قبول کرنے سے ہم پاک ٹھہرتے ہیں۔

ہمارے لئے جو کچھ خداوند یسوع مسیح نے سرانجام دیا مافوق الفطرت اثرات مرتب کرتا ہے۔ وہ بیابان میں اس جگہ پر گیا جہاں پر ہم بدی کی قوتوں کے ملنے کی توقع کرتے ہیں۔ اور شیطان کی آزمائش پر غالب آیا۔ اس آزمائش کے بعد خداوند کی زمینی خدمت کا آغاز ہوا۔ جس کا عروج یہی تھا کہ وہ ابلیس پر غالب آیا جسے موت پر اختیار اور قدرت حاصل تھی۔ (عبرانیوں 14:2) خداوند یسوع مسیح کو مقدس شہر کے باہر مصلوب کیا گیا تھا۔ (عبرانیوں 12:13) وہ ناپاک ہوگیا کیوں کہ ہمارے گناہ اس پر لاد دئے گئے تھے۔ خداوند یسوع مسیح کی وجہ سے خدا ہماری ناپاک اور ناکاملیت کو نہیں دیکھتا اور یروشلیم ایک مقدس جگہ تھی۔

خداوند یسوع اور اس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ہمیں پاک ٹھہراتا ہے۔ ہم خداوند یسوع کے صلیبی کام کے سبب خدا کی حضوری میں داخل ہونے کے اہل ہوتے ہیں۔ ہمارے گناہ ہم سے "دُور کر دئے جاتے ہیں۔" (رومیوں 27:11، 1 یوحنا 5:3) اگرچہ ناپاک گنہگار ہیں تو بھی خداوند یسوع مسیح کے سبب سے پاک ٹھہرتے ہیں۔ اگرچہ ناکامل ہیں، خدا یسوع مسیح کے سبب سے ہماری ناکاملیت کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یہ کس قدر سادہ بات ہے تو بھی گہرے معنی و مفہوم رکھتی ہے۔

اکثر ہمارا طرزِ فکر یہی ہوتا ہے کہ بنی اسرائیلی روحانی طور پر ہم سے زیادہ بابرکت اور خدا کی نعمتوں اور فضل سے نوازے گئے تھے۔ کیونکہ خدا کی حضوری ان کے درمیان تھی۔ وہ ایسی دنیا میں رہتے تھے جہاں پر مافوق الفطرت کائنات کی جغرافیائی خصوصیات حقیقی تھیں۔ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس اُن جیسی برکات اور خدا کی حضوری ہوتی تو ہم بھی اُن سے کہیں زیادہ روحانی اور خدا کے ساتھ ہم آہنگ زندگی بسر کر رہے ہوتے۔ اگر وہ سب یاددہانیاں جو خدا نے اُنہیں دی وہ ہمارے لئے بھی حقیقت ہوتی تو ہمارا روحانی سفر بھی قطعی مختلف اور منفرد ہوتا۔

عہد جدید یہ بیان کرتا ہے کہ ہمارے پاس وہ سب کچھ ہے جو ان کے پاس تھا۔

کسی جگہ کو مقدس اور پاک قرار دینے کے لئے ہمیں خیمہ اجتماع یا ہیکل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے بدن مقدس مقام ہیں۔ پولس رسول ہمارے جسمانی بدنوں کو "خیمہ" کہتا ہے۔ (2 کرنتھیوں 4:5) کیونکہ ہم میں ہی الٰہی حضوری سکونت پذیر ہے جو پاک ترین مقام یا خیمہ اجتماع کو معمور کرتی تھی۔ (رومیوں 8 باب 9 تا 11 آیت) بالآخر ہمارے بدن، ہماری رُوحوں کے جسمانی یا زمینی گھر ختم ہو جائیں گے اور اس کی جگہ پر ہمیں ایسے "گھر ملیں گے جو ہاتھ کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔" (2 کرنتھیوں 5 باب 1 تا 3 آیت) آسمانی سکونت گاہ۔ نیا عدن۔ آسمان اور زمین ایک ہو جائیں گے۔ (مکاشفہ 22 باب 1 تا 3 آیت)

چونکہ خدا آج اپنے روح کے وسیلہ سے ایمانداروں میں سکونت پذیر ہے، ہر اس جگہ جہاں ایماندار جمع ہوتے ہیں، وہ مقدس جگہ بن جاتی ہے۔ اس لئے پولس رسول بڑے دُکھ اور افسوس کے ساتھ کرنتھیوں کو یہ بتاتا ہے کہ وہ ایسے مسیحی شخص کو اپنے درمیان سے خارج کر دیں جو گناہ میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ وہ انہیں ہدایت کرتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو "شیطان کے حوالہ کریں۔" (1 کرنتھیوں 5:5) کلیسیا مقدس سرزمین تھی۔ ایمانداروں کی رفاقت سے باہر شیطان کی سلطنت تھی۔ اسی جگہ پر گناہ اور شخصی بربادی تھی۔

یہی وقت تھا جب ہم نے خود کو مافوق الفطرت آنکھوں سے دیکھا۔ آپ خدا کے بچے ہیں۔ آپ مقدس جگہ پر جانے کے اہل قرار پا چکے ہیں۔ اپنے نیک اور مذہبی کاموں کے سبب سے نہیں ہے۔ بلکہ اس لئے کہ آپ مسیح میں چھپے ہوئے ہیں۔ خدا نے آپ کو مسیح میں لے پالک فرزند ہونے کا شرف و استحقاق بخشا ہے۔ (رومیوں 15:8) آپ تاریکی کی سلطنت سے نکال کر "اُس کے عزیز بیٹے کی بادشاہت میں داخل کر دئے گئے ہیں۔" (کلسیوں 13:1)

ہمیں ایک لحمہ بھی یہ نہیں بھولنا کہ ہم مسیح میں کون ہیں اور اس دُنیا کے لئے اس کا کیا معنی ہے۔

باب 9

مقدّس جنگ

بائبل مقدس ایک بحث طلب کتاب ہے۔ وہ لوگ جو بائبل مقدس کو خدا کا کلام نہیں مانتے اکثر اس میں بیان کردہ باتوں پر اعتراضات اُٹھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بائبل مقدس کے کچھ ایسے حصہ جات بھی ہیں جن سے مسیحی ایماندار لوگ بھی شش و پنج اور تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک مثال وعدہ کی سرزمین کے حصول کے لئے قوم بنی اسرائیل کا جنگ کرنا ہے۔

کیوں؟ اکثر اوقات اس ساری تاریخ میں پائی جانے والی قتل و غارت اور خونریزی بھی ایک بحث طلب موضوع ہے۔ کیوں بعض شہروں میں ساری کی ساری آبادی، مرد و زن، بچوں اور حتیٰ کہ جانوروں تک کو مار دینا ضروری تھا؟ کیوں نہ وہاں کے باشندوں کو ہتھیار ڈال دینے کا موقع دیا گیا؟ کیا یہ اچھا نہ تھا کہ اُنہیں ہلاک کرنے کی بجائے وہاں سے نکال دیا جاتا؟

ان اعتراضات کا جواب موجود ہے لیکن میں نے یہ دریافت کیا ہے کہ اس مسئلہ کی طرح اس کا جواب بھی مسیحیوں کے لئے ناگوار اور غیر مطمئن ہوگا۔ جب ایک اسرائیلی کے مافوق الفطرت ورلڈ ویو سے فتح کے بیانات کو دیکھیں گے تو پھر ہی آپ اس کی بنیادی وجہ کو جان پائیں گے۔

اِسرائیل کا مافوق الفطرت منطق

وعدہ کی سرزمین کے لئے جنگ میں دو بنیادی عناصر شامل تھے۔ دونوں عناصر کی جڑ اسرائیل کے اس فہم و فراست میں تھی کہ وہ اپنی دُنیا کو نہ صرف انسانوں کی بُود و باش کی جگہ سمجھیں بلکہ نادیدنی روحانی جنگ میں انعام اور اجر کا فہم و فراست بھی انہیں حاصل ہو۔ ہم پہلے ہی ان موضوعات پر بات چیت کر چکے ہیں، لیکن آئیں ایک بار پھر سے اُن کا جائزہ لیں۔

ان میں سے ایک عنصر بابل کے بُرج کے مقام پر واقعات سے پیدا ہونے والی ناچاکی اور پھوٹ تھا۔ جب قوموں نے خدا کے خلاف بغاوت کی اور اُس نے پھر یہ فیصلہ کیا کہ وہ اب ان قوموں سے براہ راست کوئی تعلق اور واسطہ نہیں رکھے گا۔ اس کی بجائے اس نے اپنی آسمانی جماعت کے اراکین، یعنی خدا کے بیٹوں کو اُن پر مقرر کر دیا۔ (استثنا4باب 19،20 آیت 32 باب 8،9 آیت) بعد ازاں خدا نے ابرہام کو بلا کر اُسے اور اُس کی اہلیہ محترمہ کو صاحبِ اولاد ہونے کی توفیق عطا کی جس سے بنی اسرائیل قوم نے پیدا ہونا تھا۔

ہم نے زبور 82 میں یہ سیکھا تھا کہ الہٰ بگاڑ اور زوال کا شکار ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے بے انصافی کو اپنے درمیان آنے دیا۔ حق تعالیٰ کی جگہ پر لوگ اُن کی پرستش اور عبادت کرنے لگے۔ یوں، وہ خدا اور اُس کے لوگوں یعنی بنی اسرائیل کے دشمن بن گئے۔ چونکہ ان میں سے بعض اقوام ملکِ کنعان کے اندر ہی تھیں۔ جو خدا نے خروج کے بعد اپنی قوم اسرائیل کو دینے کا ارادہ کیا تھا۔ موسیٰ اور بنی اسرائیل کو یقین تھا کہ ملکِ کنعان اور ارد گرد کی سرزمین پر قابض قومیں اُن کی جانی دشمن ہیں۔ اسی طرح اُن کے معبود بھی بنی اسرائیل کی تباہی و بربادی کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑیں گے۔

دوسرا عنصر اسرائیل کے لئے اور بھی خوفناک تھا۔ جب بنی اسرائیل وعدہ کی سرزمین، یعنی ملکِ کنعان کی سرزمین پر آئے تو جو کچھ وہاں پر ہوا، اس عنصر کو اس میں بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔

موسیٰ نے بارہ جاسوس ملکِ کنعان میں بھیجے تاکہ وہ اس ملک اور اس کے باشندوں کا حال معلوم کریں۔ جاسوس یہ ثبوت لے کر وہاں سے آئے کہ وہ ملک تو اچھا ہے اور وہاں "دُودھ اور شہد بہتا ہے۔" بالکل ایسے ہی جیسا کہ خدا نے اُنہیں پہلے سے بتا دیا تھا۔ (گنتی 27:13) لیکن پھر انہوں نے ایک صدمہ پہنچانے والی خبر سنادی۔

"وہ مُلک جس کا حال دریافت کرنے کو ہم اُس میں سے گُزرے ایک ایسا مُلک ہے جو اپنے باشندوں کو کھا جاتا ہے اور وہاں جتنے آدمی ہم نے دیکھے ہیں وہ سب بڑے قد آور ہیں۔ اور ہم نے وہاں بنی عناق کو بھی دیکھا جو جبار ہیں اور جباروں کی نسل سے ہیں اور ہم تو اپنی ہی نِگاہ میں ایسے تھے جیسے ٹڈے ہوتے ہیں اور ایسے ہی اُن کی نِگاہ میں تھے۔" (گنتی 13 باب 32 اور 33 آیت)

ہم پہلے ہی جباروں کے تعلق سے بات کر چکے ہیں۔ وہ خدا کے بیٹوں کی نجس اور ناپاک نسل تھی جو انسان کی بیٹیوں سے اُن کے ہاں پیدا ہوئی تھی۔ (پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت) اسرائیلیوں نے ملکِ کنعان میں جو جبار دیکھے تھے وہ خدا کے بیٹوں کی نسل تھی۔ یہی لوگ ملکِ کنعان کے طول و عرض میں بہت سی اقوام کے درمیان مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے جن پر قابض ہونے کے لئے اُنہوں نے وہاں کے باشندوں کو شکست دینی تھی۔ (گنتی 13 باب 229،28 آیت) ملک کو فتح کرنا اور وہاں کے معبودوں کو زیر کرنا پہلے تو مشکل معلوم ہوتا تھا لیکن اب بہت ہی ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ اُنہیں اس ملک پر قابض ہونے کے لئے غیر معمولی جسامت کے جنگجوؤں سے نبرد آزما ہونا تھا۔

صرف دو جاسوس، یشوع اور کالب اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ خدا عناقیم پر غالب آنے کے لئے اسرائیلیوں کی مدد کرے گا۔ باقی جاسوس لوگوں کو یہی کہہ کر مایوس کرتے رہیں کہ وہ یہ جنگ ہار جائیں گے۔ بجائے اس کہ وہ خدا پر توکل اور بھروسہ کرتے کہ وہ خدا جس نے فرعون اور اُس کی فوجوں

کو نیست و نابود کیا انہیں فتح بخشے گا، وہ درد سے کراہنے اور بُڑبڑانے لگے۔"لیکن جو اور آدمی اُس کے ساتھ گئے تھے وہ کہنے لگے کہ ہم اِس لائق نہیں ہیں کہ اُن لوگوں پر حملہ کریں کیونکہ وہ ہم سے زیادہ زور آور ہیں۔"(گنتی 31:13)

خدا نے جواب دیا،"اور خُداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ لوگ کب تک میری توہین کرتے رہیں گے؟ اور باوجود اُن سب معجزوں کے جو میں نے اُن کے درمیان کئے ہیں کب تک مُجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔"(گنتی 11:14) درحقیقت خدا اس قدر خفا تھا کہ اس نے بنی اسرائیل کو اپنی میراث سے خارج کرنے کی دھمکی بھی دے دی۔ یہی کچھ تو اس نے بابل کے بُرج کے مقام پر قوموں سے کیا تھا۔ خدا نے کہا کہ وہ اس بار موسیٰ سے ایک نیا آغاز کرے گا۔

"میں اِن کو وبا سے ماروں گا اور میراث سے خارج کروں گا اور تجھے ایک ایسی قوم بناؤں گا جو اِن سے کہیں بڑی اور زیادہ زور آور ہو۔"

(گنتی 12:14)

موسیٰ نے خدا سے التجا کی کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہے۔ (گنتی 14 باب 13 تا 19 آیت) خدا نے موسیٰ کی درخواست کے مطابق ہی کیا لیکن اس نے لوگوں کی بے اعتقادی کو نظر انداز نہ کیا۔ انہیں ایک سبق سکھایا گیا، یہ مشکل کام تھا۔ اُس نے موسیٰ سے کہا،

"میں نے تیری درخواست کے مطابق معاف کیا لیکن مجھے اپنی حیات کی قسم اور خُداوند کے جلال کی قسم جِس سے ساری زمین معمور ہو گی۔ چونکہ اُن سب لوگوں نے جنہوں نے باوجود میرے جلال کے دیکھنے اور باوجود اُن معجزوں کے جو میں نے مِصر میں اور اِس بیابان میں دکھائے پھر بھی دس بار مُجھے آزمایا اور میری بات نہیں مانی۔ اِس لیے وہ اُس ملک کو جِس کے دینے کی قسم میں نے اُن کے باپ دادا سے کھائی تھی۔ دیکھنے بھی نہ پائیں گے اور جنہوں نے میری توہین کی ہے اُن میں سے بھی کوئی دیکھنے نہ پائے گا …………

تمہاری لاشیں اِسی بیابان میں پڑی رہیں گی اور تُمہاری ساری تعداد میں سے یعنی بیس برس سے لے کر اُس سے اوپر اوپر کی عمر کے تُم سب جتنے گنے گئے اور مُجھ پر شکایت کرتے رہے اِن میں سے کوئی اُس مُلک میں جِس کی بابت میں نے قسم کھائی تھی کہ تُم کو وہاں بساؤں گا جانے نہ پائے گا سِوا یُفنہ کے بیٹے کالب اور نُون کے بیٹے یشوع کے۔ اور تُمہارے بال بچے جِن کی بابت تُم نے یہ کہا کہ وہ تُو لوٹ کا مال ٹھہریں اُن کو میں وہاں پہنچاؤں گا اور جِس مُلک کو تُم نے حقیر جانا وہ اُس کی حقیقت پہچانیں گے۔"(گنتی 14 باب 20 تا31 آیت)

بائبل کے زمانہ میں "دس مرتبہ" بار بار کے لئے، اصطلاح تھی۔۔(پیدائش 31:7ایوب 3:19) اس حد تک خدا نے لوگوں کا بڑبڑانا برداشت کیا۔ اس بات پر خوش اور شادمان ہونے کی بجائے کہ وہ اب مصریوں کے غلام نہیں رہیں گے۔ اُنہیں ملک مصر کی کھانے پینے والی چیزوں کی یاد ستانے اور پریشان کرنے لگی۔ (گنتی 11 باب 1 تا 4 آیت، 31 تا 35 آیت) صرف یہی نہیں بلکہ وہ خدا کے برگزیدہ خادم اور قائد پر بھی بڑبڑانے اور کڑکڑانے لگے۔ (گنتی 12 باب 1 تا 6 آیت) اس مقام پر مرد خدا موسیٰ کے صبر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ ان کی بے اعتقادی کا بڑا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ بنی اسرائیل چالیس برس تک بیابان میں آوارہ ہو پھرتے رہے تاوقتیکہ بے اعتقاد بالغ لوگ وفات نہ پا گئے۔

دوسرا موقع

بنی اسرائیل کو وعدہ کی سرزمین حاصل کرکے دوسرا موقع میسر آجانا تھا۔ (استثنا3،2 باب)،،، کس طرح بنی اسرائیل نے چالیس برس تک بیابان میں آوارہ پھرنے کے بعد یردن کی دوسری طرف مشرق کی طرف وعدہ کی سرزمین حاصل کر کے اس سفر کو اختتام پذیر کیا۔ یردن کی دوسری طرف ادومی، موابی اور عمونیوں کے علاقہ جات تھے جو خدا نے یعقوب کے بھائی عیسو اور لوط کی نسل کو دئے تھے جو کہ لوط کا بھتیجا تھا۔ وہاں پر بسنے والے لوگ اسرائیلیوں کے رشتہ دار تھے۔ لیکن کچھ اور لوگ بھی وہاں پر آباد تھے۔

خدا نے اس سفر کے لئے موسیٰ کی رہنمائی ایک خاص مقصد کے تحت کی تھی۔ ایسا بالکل نہیں کہ یہ سفر دور کے رشتہ داروں کو ملنے کے لئے تھا۔ بالاخر اسرائیلی بسن کے علاقہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اس علاقہ کی شہرت بھی اچھی نہ تھی۔ بائبل کے علاوہ قدیم زمانہ کی کتابوں میں، بسن "سانپوں کی سرزمین" کے طور پر جانا اور پہچانا جاتا تھا۔ دو اہم شہروں عستارات اور ادرعی کا ذکر خاص طور پر اس سفر کے حوالہ سے موجود ہے۔ (استثنا 4:1، یشوع 12:13) یہ شہر پاتال کی دنیا کی راہ سمجھے جاتے تھے۔ اسرائیل کے مافوق الفطرت ورلڈ ویو کے تعلق سے، خدا بنی اسرائیل کو جہنم کے دروازوں کی طرف لے گیا تھا۔

اور بات یہاں پر ہی ختم نہ ہوئی

خدا وہاں پر بنی اسرائیل کو دو بادشاہوں سیحون اور عوج سے نبرد آزما ہونے کے لئے لایا تھا۔ یہ دونوں بادشاہ اموری تھے۔ (استثنا 3 باب 3،2 آیت اور 4:31) بائبل مقدس کے مطابق یہ رفائیم کے حکمران تھے۔ جیسا کہ استثنا 11:2 عناقیم کو رفائیم بھی خیال کیا جاتا تھا۔ خدا موسیٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو ایک اور علاقہ کی طرف بھی لے گیا جہاں پر چند سال قبل قدر آور لوگوں کو دیکھ کر بنی اسرائیل بے اعتقادی کے سبب خوفزدہ ہوگئے۔ (گنتی 13 باب 32، 33 آیت) اسی وجہ سے بنی اسرائیل چالیس برس تک بیابان میں آوارہ پھرتے رہے۔

خدا انہیں وہاں پر کیوں لایا تھا؟ یہ مقابلہ چالیس برس کے اختتام پر ہونا تھا۔ بالاخر بنی اسرائیل کو دریائے یردن عبور کرکے وعدہ کی سرزمین پر قابض ہونا پڑا جو خدا نے انہیں دے دی تھی۔ خدا اپنے لوگوں کو جانچ پرکھ رہا تھا کہ آیا وہ اس بار ایمان رکھ کر لڑیں گے؟ اگر وہ ایسا کرتے تو اس سے اُنہیں مزید اعتماد اور ایمان حاصل ہونا تھا جو کہ آنے والے حالات و واقعات میں ان کے لئے مفید اور باعث برکت ہونا تھا۔

برسوں پہلے بنی اسرائیل دُم دبا کر بھاگ گئے تھے لیکن اس بار اختتام بہت مختلف تھا۔ جیسا کہ موسیٰ نے کہا تھا "اور خُداوند ہمارے خُدا نے اُسے ہمارے حوالہ کر دیا اور ہم نے اُسے اُس کے بیٹوں کو اور اُس کے سب آدمیوں کو مار لیا۔" استثنا 33:2" حالانکہ میں ہی نے اُن کے سامنے سے اموریوں کو نیست کیا جو دیوداروں کی مانند بُلند اور بُلوطوں کی مانند مُضبوط تھے۔ (عاموس 9:2)

اپنے دوسرے موقع کا آغاز کرنے کا یہ بڑا ناگوار سا طریقہ تھا۔ خدا نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے خوف کا مقابلہ کریں جس کی وجہ سے چالیس برس تک انہیں بے منزل اور بے ٹھکانہ بیابان میں آوارہ پھرنا پڑا۔ وہ خدا ان کے ساتھ تھا جس نے اُن کے لئے بحرہ قلزم کو دو حصے کر دیا تھا۔ اب موقع تھا کہ وہ اس وقت کو یاد کرتے۔

تباہی کے لئے مقرر

اسرائیلی عوج اور سیحون کے خلاف جنگ جیت گئے۔ اور یہیں سے ہم اس بات کا علم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وعدہ کی سرزمین میں مکمل طور پر نیست و نابود کرنا شامل ہوتا تھا۔ تمام شہر جہاں پر رفائیم کے گھر تھے نیست و نابود کر دئے گئے۔ (استثنا 6:3) مقصد انتقام نہیں تھا۔ بلکہ مقصد نفالیم کی نسل کا خاتمہ تھا۔ اسرائیلیوں کے نزدیک، جباروں کی نسل بدروحیں تھیں، جو آسمانی مخلوق کی بغاوت، زوال اور گناہ میں گرنے کے سبب پیدا ہوئے تھے۔ وہ بدروحوں کی نسل اور وراثت کے ساتھ اکٹھے نہیں رہ سکتے تھے۔

وقت گزرتا گیا اور اس سے قبل کہ اسرائیلی یردن پار کر کے کنعان میں داخل ہوتے، موسیٰ جہاں فانی سے کوچ کر گیا۔ قیادت کی باگ ڈور یشوع کو سونپ دی گئی۔ وعدہ کی سرزمین پر قبضہ کرنے کے لئے اس نے اسرائیلیوں کے ساتھ مل کر کئی جنگیں کیں۔ اور ہر ایک جنگی مہم دو عناصر کی رہنمائی میں ہوئی۔ جن کا میں نے اس باب کے شروع میں ذکر کر دیا ہے۔ یعنی اپنے دشمنوں کا اخراج اور اس لائحہ عمل میں، جباروں کی نسل کا خاتمہ

اس سلسلہ میں یہ دیکھا گیا کہ وعدہ کی سرزمین کے لئے فتح ایک مقدس جنگ تھی۔ یہ تاریکی کی قوتوں کے خلاف لڑائی تھی۔ یہ اُن دشمنوں کے خلاف ایک لڑائی تھی جو غیر معبودوں کے زیرِ اثر تھے۔ بائبل انہیں حقیقی روحانی قوتیں بیان کرتی ہے۔

فتح کا منطق یشوع کی کتاب میں مختصر لیکن اچھے طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

"پھر اُس وقت یشوع نے آکر عناقیم کو کوہستانی ملک یعنی حبرون اور دبیر اور عناب سے بلکہ یہوداہ کے سارے کوہستانی ملک اور اسرائیل کے سارے کوہستانی ملک سے کاٹ ڈالا۔ یشوع نے اُن کو اُن کے شہروں سمیت بالکل ہلاک کر دیا۔ سو عناقیم میں کوئی بنی اسرائیل کے ملک میں باقی نہ رہا۔ فقط غزہ اور جات اور اشدُود میں تھوڑے سے باقی رہے۔" (یشوع 11 باب 21 تا 22 آیت)

یہ کیوں کر اہم ہے

یشوع کی جنگی مہم لگ بھگ کامیاب تھی لیکن مکمل نہیں تھی۔ چند ایک جبار بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ شائد اس وقت یہ اس قدر اہم محسوس نہ ہوا ہو، لیکن یہ آنے والے حالات وواقعات کی ایک جھلک تھی۔ بعض جات میں جا بسے، جات فلسطینی شہر بن گیا۔ (یشوع 3:13) داؤد کے زمانہ میں یہ جاتی جولیت کا آبائی قصبہ تھا۔ (1 سموئیل 4:17) جاتی جولیت جات کے علاقہ میں واحد جنگی مرد نہیں تھا۔ (1 تواریخ 20 باب 5 تا 8 آیت) وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوتے وقت لڑائی میں جنہیں نیست ونابود کیا گیا تھا وہ پورے طور پر ختم نہیں ہوئے تھے اور یہ حقیقت کہ ملنے والی فتح اس طور پر مکمل نہ تھی جس طرح خدا نے اُنہیں فتح حاصل کرنے کے لئے کہا تھا، اس نافرمانی کا اسرائیلیوں کو خمیازہ بھگتنا پڑا۔

قضاۃ کی کتاب بیان کرتی ہے کہ جب یشوع نے وفات پائی اس وقت تک فتح نامکمل تھی۔ لیکن اس بات کو پورے طور پر محسوس ہی نہ کیا گیا۔ اسرائیلیوں نے یہی سمجھا کہ انہوں نے بہت کچھ کر

لیا ہے اور قوموں کو مکمل طور پر نکالنے کے تعلق سے خدا کے حکم کی نافرمانی کی۔ یاد رہے کہ جُزوی فرمانبرداری نافرمانی کے زمرے میں آتی ہے۔

خدا کے ہدف کو پورا کرنے کے فیصلہ کی نافرمانی کا خمیازہ برسوں اسرائیلیوں کو بھگتنا پڑا۔ قضاۃ کی کتاب بار بار ایک ہی طرح کی حالات کے واقع ہونے کو دہراتی ہے۔ بنی اسرائیلی مخالف قوموں سے مغلوب ہوتے رہے۔ ایمان سے خدا کے ساتھ وفاداری تقریباً اختتام پذیر ہو چکی تھی۔ داؤد اور اُس کے بیٹے سلیمان کے زمانہ میں حالات و واقعات میں کچھ سدھار تو آیا لیکن سلیمان کے رحلت فرماتے ہی بنی اسرائیل خانہ جنگی اور بُت پرستی میں پڑ گئے۔

فتح کی خوشی اور جلال بہت بڑی ناکامی کی لپیٹ میں آگیا۔ فتح شکست میں بدل گئی۔ عدن کی بحالی کا منصوبہ یعنی خدا کی بادشاہت اور اس کے راج کی منصوبہ سازی پھر سے ناکامی سے دوچار ہو گئی۔ مافوق الفطرت ورلڈویو جو بابل سے منظر عام پر آیا تھا اور اس کے پیچھے بے اعتقاد اور بے ایمان قوموں کا ہاتھ تھا جو ناراست الٰہوں کے زیر تسلط تھیں، قائم رہا۔ بنی اسرائیل تتر بتر ہو گئے اور ان کی وعدہ سے حاصل کردہ سرزمین غیر معبودوں اور اُن کی قوموں کے قبضہ میں آگئی۔ یہی ورلڈویو نئے عہد نامہ میں بھی سرائیت کر گیا۔ پولس رسول تاریکی کی قوتوں کو بیان کرنے کے لئے ہوا کی عملداری کے حاکم، اختیار والے اور تخت جیسی اصطلاحات استعمال کرتا ہے۔ یہ اصطلاحات جغرافیائی حاکمیت کو بیان کرنے کے لئے قدیم زمانہ میں استعمال کی جاتی تھیں۔

بنی اسرائیل کی ناکامی کی وجہ نافرمانی اور خدا کے لوگوں کی طرف سے بے وفائی تھی۔ انسان کمزور ہوتے ہیں، ہم اس بات پر حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ کیوں کر خدا نے ہمارے ساتھ زحمت اُٹھائی۔ لیکن اگر عدن کی طرف واپس دیکھیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کیوں خدا نے بنی نو انسان کے ساتھ وفاداری دکھائی۔ ہم اس کی صورت اور شبیہ پر ہیں۔ ہم اس زمین پر اس کا گھرانہ ہیں۔ اس زمین پر اس کی سلطنت اور راج کے منصوبہ میں ہم بھی شامل ہیں۔ جب خدا نے بنی نوع انسان کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا تھا اس سے یہ پیغام ملا کہ خدا اپنے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک

نہیں پہنچ سکتا یا پھر ایسا قدم اٹھانا ہی غلط تھا۔ خدا اپنے ہی مقاصد کے حصول میں ناکام نہیں ہو سکتا۔ اور جیسا کہ ابتدائی ابواب میں ذکر کیا گیا ہے، وہ غلطیاں نہیں کرتا۔

اب وقت تھا کہ گناہ اور ناکامی جیسے پرانے مسئلہ کا نیا حل تلاش کیا جاتا۔ عدن پر خدا کے راج اور سلطنت کی بحالی کے لئے بنی نوع انسان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جو کچھ بھی کرنے کی ضرورت تھی، صرف خدا ہی اس کو کرنے کی قدرت رکھتا تھا۔ خدا ہی اپنے عہد کے تقاضوں کو پورا کر سکتا تھا۔ لیکن بنی نوع انسان کو رد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ خدا کو انسان بننا پڑا۔ خدا کو شریعت اور عہدوں کو پورا کرنا پڑا اور اُس نے اپنے اوپر انسان کی ناکامی کی سزا کو لے لیا۔ لیکن اس ناقابل تصور حل نکالنے کا مطلب اسے سب انسانوں بشمول بدی کی روحانی مخلوقات اور ان کے مقاصد اور عزائم سے پوشیدہ رکھنا تھا۔ یہ سب کچھ آسانی سے نہیں ہو جانا تھا۔

باب 10

دکھائی بھی نہ دے، نظر بھی آرہا ہے

زوال کے وقت ہی سے خدا عدن کے لئے اپنے اصل منصوبہ کی تجدید اور بحالی کے لئے کوشاں رہا ہے۔ اور وہ منصوبہ یہی ہے کہ اپنے آسمانی اور انسانی خاندان کے ساتھ اِس زمین پر سکونت کر سکے۔ خدا نے آدم اور حوا سے یہ کہا تھا کہ پھلیں اور بڑھیں اور یوں خدا کی اچھی حکمرانی کو تمام روئے زمین پر پھیلا دیں۔ خدا یہ چاہتا تھا کہ تمام روئے زمین ایسا مقام بن جائے جہاں پر آسمانی اور انسانی مخلوق اکٹھے رہ سکیں۔ جہاں پر بنی نوع انسان آسمانی برکات اور آسمانی مخلوق زمینی نعمتوں اور انسانوں کی رفاقت سے لطف اندوز ہو سکیں۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ کس طرح اس کہانی کا آغاز ہوا تھا۔

ناکامی کی تاریخ

آدم اور حوا نے گناہ کیا اور یوں وہ خدا کی حضوری سے خارج کر دئے گئے۔ عدن کو بند کر دیا گیا۔ روحانی دشمن، سانپ بھی جلاوطن کر دیا گیا۔ اُسے خدا کی حضوری سے زمین پر پٹک دیا گیا جہاں پر موت کا راج تھا۔ جہاں زندگی ابدی نہیں ہے۔

وہ مردوں کا سردار بن گیا اور یوں ہر ایک بنی نوع انسان پر اُسے ایک دعویٰ اور اختیار حاصل ہو گیا۔ اگرچہ اُنہیں ہمیشہ زندہ رہنا تھا، لیکن وہ گناہ کر بیٹھے اور گناہ کی مزدُوری موت ہے۔(رومیوں23:6)

طوفان نوح کے بعد خدا نے پھر سے عدن والا مقصد اور ہدف دہرایا۔ " پھلو اور بڑھو"۔ یہ ایک طرح سے دوسری کاوش تھی۔ لیکن بنی نوع انسان نے پھر سے بغاوت کی۔ خدا کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے بادشاہی اور علم و معرفت کو ہر جگہ پھیلانے کی بجائے، اُنہوں نے ایک برج بنایا جہاں خدا اُن کے پاس آئے۔

ایک دفعہ پھر سے ناکامی ہوئی۔ خدا نے اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے دیا۔ اس نے قوموں کی زبانوں میں اُلجھاؤ پیدا کر دیا۔ اور قوموں کو اپنی آسمانی جماعت کے سپرد کر دیا کہ وہ ان پر حکمرانی کریں۔ پھر اُس نے ایک نئے انسانی گھرانے یعنی ابرہام اور سارہ سے آغاز کا چناؤ کیا۔ اس نے اپنی بادشاہی کے استحکام کے بعد ابرہام کی نسل کے وسیلہ سے قوموں تک رسائی حاصل کرنا تھی۔ (پیدائش3:12)

یہ منصوبہ بھی ناکامی سے دوچار ہوا۔ اور یوں خدا ایک اور کوشش کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ اور اُس نے بنی اسرائیل کو ملکِ مصر سے رہائی دی۔ وہ اُنہیں کوہ سینا پر لایا اور پھر وعدہ کی سرزمین اُنہیں دی۔ اسرائیل ناکام ہوا۔ بالآخر خدا نے داؤد کو کھڑا کیا، اس کے بعد سلیمان کو خدا نے چن لیا۔ لیکن سلیمان کی وفات کے بعد، بنی اسرائیل غیر معبودوں کی پیروی میں پڑ گئے اور خدا کو انہیں وعدہ کی سرزمین سے نکال کر اسیری میں بھیجنا پڑا۔

خدا کی حضوری کے علاوہ انسان کی کہانی ناکامی سے عبارت ہے۔ کیونکہ زوال کے وقت ہی سے بنی نوع انسان کھوئے ہوئے ہیں۔ سبھی انسان ناکام اور خدا سے ناآشنا ہیں۔ کوئی بھی قائد خدا کی بادشاہی کے قیام اور استحکام کے لئے قابلِ بھروسہ نہیں تھا۔ اُنہوں نے خدا سے وفاداری کی راہ کو قبول نہ کیا۔ وہ اپنی راہ پر چلتے رہے۔ بنی نوع انسان گناہ کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے گئے۔ وہ ناکام ہوئے اور مُردوں کے سردار کو اپنا خداوند تسلیم کر لیا جو کہ خدا کا بہت بڑا دشمن ہے۔ لیکن بنی نوع انسان کے بغیر نئے عدن پر خادمانہ اور مختارانہ رویہ رکھنے والے بادشاہ مقرر کرنے کے لئے خدا کی رویا پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ اور ایک ہی راستہ تھا جس کے ذریعہ سے بنی نوع انسان خدا کے منصوبہ پر قائم رہ سکتے تھے اور یہ وہ تھا کہ وہ انہیں نیا بنا دیا جائے۔ لازم تھا کہ زوال کی لعنت اُن پر سے ختم کر دی جاتی۔

اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے خدا ایک منصوبہ رکھتا تھا۔

مسئلہ اور حل

خدا کو ایک ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو محض انسان سے بڑھ کر ہو۔ ایسا شخص جو آزمائش پر غالب آسکے۔ جو ہمیشہ ہی تابعدار اور فرمانبردار ہو۔ وہ بادشاہ ہونے کے لئے موزوں اور مناسب شخص ہو۔ جو اپنی موت کے وسیلہ سے لعنت کو منسوخ کر دے اور پھر اپنی قدرت سے مُردوں میں سے دوبارہ زندہ ہو جائے۔ خدا از خود انسان بن گیا۔ خدا نے اپنے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ بطور ایک انسان اُس نے تمام بنی نوع انسان اور عدن کو بحال کر دیا۔ جب بنی نوع انسان کو ان کے گناہ سے معافی مل گئی اور وہ جی اُٹھی زندگی کے وسیلہ سے خداوند یسوع مسیح کی مانند بنا دئے گئے تو پھر عدن اُن کے لئے ایک حقیقت بن گیا۔ (1 یوحنا 3 باب 1 تا 3 آیت)

لیکن ایک مسئلہ تھا۔ اگر منصوبے کو دریافت کرنا تھا، تو پھر وہ انسان جو خدا بھی تھا مرنے اور پھر مُردوں سے زندہ ہونے کے لئے وہاں پر موجود ہوتا۔ تاکہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ خدا کی اصل رویا بحال ہو سکے۔ تاریکی کی قوتوں نے اس منصوبے کے منکشف ہونے پر دھوکہ نہیں کھانا تھا

یہی وہ بات ہے جو پولس رسول نے کرنتھس کی کلیسیا کو خط لکھتے ہوئے بڑے جامع انداز میں بیان کی تھی۔

"بلکہ ہم خُدا کی وہ پوشِیدہ حِکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو خُدا نے جہان کے شُروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مُقرر کی تھی۔ جِسے اُس جہان کے سرداروں میں سے کِسی نے نہ سمجھا کیونکہ اگر سمجھتے تو جلال کے خُداوند کو مصلوب نہ کرتے۔"(1 کرنتھیوں 2 باب 7 اور 8 آیت)

پولس رسول کس کے تعلق سے بات کر رہا ہے؟ لفظ "سردار" ان انسانوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ارباب اختیار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پنطس پیلاطیس اور یہودی قائدین۔ لیکن خط لکھتے وقت پولس رسول کے ذہن میں بدی کی قوتیں اور ہوا کی عملداری کے حاکم بھی تھے۔ (افسیوں 2:2) خدا کے دشمن بشمول انسان اور آسمانی مخلوق کو تاریکی میں رکھنا پڑا۔ اب ہر ایک چیز کا انحصار اس شخص کی موت اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے پر تھا جو ایک ہی وقت میں انسان بھی ہو اور کامل خدا بھی ہو۔

لیکن کس طرح آپ اس بات کو ایک بھید کے طور پر رکھ سکتے ہیں؟

پوشیدہ مسیح

وہ کامل خدا اور کامل انسان جس پر عدن کی بحالی کا انحصار تھا، مسیح یسوع ناصری تھا۔ لیکن کیا آپ کو اس سے حیرت ہوئی کی میں نے یہ رائے دی کہ مسیح کا منصوبہ ایک بھید تھا؟ کیا ہم عہد عتیق کو پڑھ کر پورے منصوبے کو دیکھ سکتے ہیں؟ نہیں، ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

خواہ مانیں یا نہ مانیں، عہدِ عتیق میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں ہے جو لفظ مسایا ایسے شخص کے لئے استعمال کرتی ہے جو اصل میں خدا تھا اور بنی نوع انسان کے گناہوں کے لئے اپنی جان قربان کر سکتا تھا۔ حتیٰ کہ یسعیاہ 11:53 بھی ایسے کامل خدا اور کامل انسان کو بیان نہیں کرتی اگرچہ یہ "دُکھ اٹھانے والے خادم" کی بخوبی تصویر کشی کرتی ہے۔ اس باب اور یسعیاہ کی کتاب کے دیگر ابواب میں لفظ مسایا کبھی بھی دکھائی نہیں دیتا۔ "خادم" بنی اسرائیل کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسی فرد واحد منجی کو بیان

کرتا ہے۔(یسعیاہ 41:8، 44 باب 2، 1 اور 21 آیت۔ 4:45۔ 48:20 اور 49:3) اور لفظ مسایا جس کا معنی " مسح شدہ " ہے۔لگ بھگ ہمیشہ ہی داؤد یا اُس کی نسل میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتا ہے جس نے اُس کے بعد بادشاہی کی۔

دراصل جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں اُس کا ثبوت یعنی آسمانی مسایا کا خلاصہ جس نے صلیب پر مرنا اور پھر مُردوں میں سے زندہ ہونا تھا عہد عتیق میں تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن عہد جدید میں یہ بالکل واضح اور نمایاں ہے۔

جب خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ وہ یروشلیم مرنے کے لئے جارہا ہے تو شاگردوں کے ردعمل پر غور کریں۔ اس اعلان سے وہ بہت مایوس ہو گئے۔۔(متی 17 باب 23،22 آیت) اُنہوں نے یہ کہتے ہوئے اپنے ردِعمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔ "ہاں جی، بالکل ٹھیک، ہم نے کتابِ مقدس (عہد عتیق) میں ایسا ہی پڑھا ہے پطرس نے تو خداوند یسوع مسیح کو ایسا کہنے پر اس کی سرزنش بھی کی تھی۔

(متی 16 باب 21 تا 23)

شاگردوں کو اس بات کا کوئی فہم و ادراک حاصل نہیں تھا۔ انہیں خدا کے اس نئے منصوبے کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ وہ خداوند یسوع مسیح کو صرف ابن داؤد کے طور پر ہی جانتے تھے۔ اُن کا یہی خیال ہے کہ وہی اُس کے تخت کا جائز وارث ہے۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ وہ بھی پرانے عہد نامہ کے نبیوں میں سے کسی ایک کی مانند ہے جو معجزات دکھا رہا ہے۔

حتیٰ کہ خداوند یسوع مسیح کے مُردوں میں سے زندہ ہو جانے کے بعد بھی ضرورت تھی کہ اُن کے ذہنوں کو مافوق الفطرت طور پر کھولا جاتا تاکہ وہ دُکھ اٹھانے والے مسیح کو پہچان سکیں۔ جب خداوند یسوع مسیح مُردوں میں سے زندہ ہو گیا تو اُس نے شاگردوں پر ظاہر ہو کر اُن سے کہا۔

"پھر اُس نے اُن سے کہا یہ میری وہ باتیں ہے جو میں نے تُم سے اُس وقت کہیں تھیں جب تُمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جِتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبُور میں میری بابت لکِھی ہیں پُوری ہوں۔ پھر اُس نے اُن کا ذہن کھولا تا کہ کِتاب مُقدس کو سمجھیں۔"

(لوقا 24 باب 44 اور 45 آیت)

خدا کا نیا منصوبہ جس کے تحت مسیح نے اس دُنیا میں آکر مرنا اور پھر مُردوں میں سے زندہ ہونا تھا تا کہ وہ زوال اور بگاڑ کی لعنت کو منسوخ کر دے، عہد عتیق میں بالکل بھی واضح طور پر دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اس کے برعکس پورے عہد عتیق میں اس تعلق سے اشارات مختلف کتب میں مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کسی ایک جگہ پر سب کچھ واضح طور پر منکشف نہیں ہے۔ مسیح سے متعلق خاکہ پس پردہ ہی واضح ہے۔ یا پھر اسی شخص کو یہ سب کچھ واضح طور پر دیکھنے کو ملتا ہے جسے پہلے سے سب کچھ علم ہو اور وہ ان باتوں کو کتاب مقدس میں تلاش کر رہا ہو۔

بدی کی نار است اور ذہین مافوق الفطرت قوتوں کو اس ابنِ داؤد کا علم تھا کہ وہ اس دُنیا میں آگیا ہے جس کے تعلق سے پیش گوئیاں کی گئی تھیں۔ (متی 8 باب 28، 29 اور لوقا 4 باب 31 تا 35) وہ عہد عتیق سے یہ سب باتیں دیکھ سکتے تھے۔ لیکن بدروحوں نے ایسا کچھ نہیں کہا جس سے یہ تاثر پیدا ہو کہ وہ اس دُنیا میں مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے گا تا کہ وہ لعنت کو منسوخ کر سکے۔

جیسا کہ پولس رسول نے کہا تھا اگر شیطان کو علم ہوتا تو وہ یہوداہ جیسے شخص کو کبھی بھی اس بات کے لئے نہ ابھارتے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کو اُن لوگوں کے حوالہ کرے جو اسے مار ڈالنا چاہتے تھے۔ ابلیس اور وہ سب لوگ جو اس کے ساتھ متفق ہوتے ہیں احمق ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے خدا کے منصوبہ کے مطابق خداوند یسوع کو مار ڈالنے کی حماقت کی۔ اُنہوں نے حالات و واقعات کا ایسا سلسلہ شروع کر دیا جو اُن کی اپنی ہی بربادی کے لئے تھا۔ یہ آسمانوں پر ہی طے پا گیا تھا کہ وہ گمراہی کا شکار ہو جائیں۔

یک رُخی تصویر کے حصے

حاصل شدہ تجربے کی بنیاد پر ہم شاگردوں کی بہ نسبت بہتر طور پر مسیح کے تعلق سے چند ایک خاکوں اور نشانات کو دیکھ سکتے ہیں کیونکہ کوئی بھی ایسی آیت نہیں جو یہ بیان کرے کہ آسمان سے اترنے والا مسیح ابن داؤد لعنت کو منسوخ کرنے کے لئے مر کر زندہ ہوگا۔ ایسے سلسلے عہد عتیق میں مختلف مقامات پر دیکھنے کو ملتے ہیں ہم یہ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ آپ سلسلہ تلاش کر کے اُس کے نمونے کی پیروی کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر، "ابن آدم کون ہے"؟ اس سوال کا جواب عہد عتیق میں "یسوع" نہیں ہے۔ آدم خدا کا بیٹا تھا۔ وہ پہلا انسان تھا۔ اسرائیل کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ (خروج 23:4، ہوسیع 1:11) اسرائیل کے بادشاہ کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ (زبور 7:2) عہد جدید میں، خداوند یسوع مسیح "دوسرا آدم" ہے اور "خدا کا بیٹا" ہے۔ (زبور 1:4، 1 کرنتھیوں 45:15، 2 کرنتھیوں 19:1، عبرانیوں 4:4)

ہم یہ سوال کر سکتے ہیں؟ "کون خدا کا خادم ہے؟" آدم نے خدا کی خدمت کی۔ (پیدائش 15:2) اسرائیل کو خدا کا خادم کہا گیا۔ (یسعیاہ 44، 18:4 باب 2، 1 آیت، 21 باب، 4:45، 3:49، 20:48) داؤد اور اس کی نسل کے دیگر اسرائیلی بادشاہوں کو بھی خدا کے خادم کہا گیا۔ (2 سموئیل 18:3، زبور 3:89، 1 سلاطین 7:3، 2 تواریخ 16:32) خداوند یسوع مسیح بھی خادم تھا۔ (اعمال 13:3، فلپیوں 2 باب 1 تا 8 آیت)

کیا خدا کے بیٹوں اور خدا کے خادموں نے دکھ اٹھایا؟ کیا ایک وقت پر اس دنیا میں ان کا وجود ختم ہو گیا؟ کیا وہ دوبارہ اس دنیا میں آئے؟ کیا نئے عدن میں اُن کا کوئی مستقبل ہے؟ جی ہاں، ان تمام سوالات کے جواب ہاں میں ہیں۔ آدم، اسرائیل اور داؤد کی نسل سے پیدا ہونے والے بادشاہوں کو خدا کی حضوری سے نکال دیا گیا۔ یعنی اس زمین پر بھیج دیا گیا جہاں وہ سکونت پذیر تھا۔ (عدن اور وعدہ کی سرزمین) تاہم انہیں خدا اور مُردوں میں سے جی اُٹھے مسیح یسوع کے ساتھ نئے عدن میں سکونت پذیر ہونے کے لئے دوبارہ سے چھڑایا اور بحال کیا جائے گا۔

اصل نکتہ یہ ہے کہ درج بالا شخصیات سبھی خداوند یسوع مسیح کی عکاس ہیں۔ اور خداوند یسوع ہی وہ کامل شخصیت ہے جو اس عکس کو حقیقت میں بدلتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح ہی ایک خدا کی مکمل تصویر ہے بالکل اسی طرح جب بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے ایک جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے تو بے معنی دکھائی دینے والے بکھرے ہوئے ٹکڑے ایک مکمل تصویر بن کر سامنے آتے ہیں۔ ہر ایک چیز آنکھوں کے سامنے تھی تو بھی شخصی تجربہ سے حاصل ہونے والے فہم وادراک کے فقدان کے سبب کے بغیر ناقابل دریافت تھی۔

یہ کیوں کر اہم ہے

ذہین و فطین، شیطان، بدروحیں اور بدی کی ناراست قوتیں جو قوموں پر حکمرانی کرتی ہیں انہیں ہر ایک چیز کا علم نہیں ہے۔ ان کے پاس خدا جیسی عقل نہیں ہے۔ نہ ہی وہ اُن میں خدا جیسی عقل ہو سکتی ہے۔۔۔ بالعموم ہمارا یہی طرز فکر اور سوچ ہوتی ہے کہ وہ مافوق الفطرت ہونے کے سبب ہر ایک چیز کا علم رکھتی ہیں۔ یہ سچ نہیں ہے۔ ایک ہی ایسی ہستی ہے جو ہر ایک چیز کا علم رکھتی ہے اور وہ ہے زندہ خدا۔ اور وہی خدا ہماری طرف اور ہمارے ساتھ ہے۔

زوال کے سبب، شیطان کو ہم پر قانونی اختیار حاصل ہو گیا تھا۔ میرا یہ کہنے کا کیا مطلب ہے؟ آدم کے گناہ کے سبب، "موت سب میں پھیل گئی۔"۔ (رومیوں 12:5) سانپ پر لعنت کر دی گئی۔ اسے پاتال یا پھر جسے ہم جہنم کہتے ہیں میں پھینک دیا گیا۔ زوال کے سبب، ہر ایک کا انجام موت ہے اور ہر ایک کو پاتال میں اترنا ہے جہاں پر ابلیس کی حکمرانی ہے۔

یہ ساری صورتحال اس وقت تبدیل ہو گئی جب خداوند یسوع مسیح کی پہلی آمد واقع ہوئی اور اُس نے صلیب پر مرنے کے بعد زندہ ہو کر نجات کے لئے خدا کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ عدن کو بحال کرنے کے پہلے قدم نے بنی نوع انسان کے لئے ایک ایسا وسیلہ فراہم کر دیا جس سے وہ موت کی لعنت سے بچ سکتے تھے۔ وہ سب جو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں انہیں خدا کے گھرانے

کے رکن بننے کا شرف و استحقاق حاصل ہو جاتا ہے اور وہ خدا کی بادشاہی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ وہ مُردوں کے سردار اور موت کی لعنت کے یرغمال نہیں رہتے۔ اسی لئے تو خداوند یسوع مسیح نے بادشاہی کی بحالی کی خدمت کے آغاز ہی میں یہ کہا تھا۔"(لوقا10 باب 1 تا9 آیت)۔"میں شیطان کو بجلی کی طرح آسمان سے گرا ہوا دیکھتا ہوں۔(لوقا10 18:10) خداوند یسوع مسیح کو یہ علم تھا کہ اس کی موت اور اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد انسان کے گناہوں کی قیمت چکا دی جائے گی اور پھر شیطان کو انسان کی روحوں پر کوئی اختیار باقی نہیں رہے گا۔ خدا کی بادشاہی مُردوں کے سردار کے خاتمے کا آغاز تھا۔

ایک بار پھر سے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے ہماری منزل کا تعین ہوا۔ اجتماعی سطح پر ایمانداروں کو بطور کلیسیا مسیح کا بدن کہا جاتا ہے۔ جس طرح خداوند یسوع مسیح مُردوں میں سے زندہ ہوئے، اسی طرح ہم بھی مُردوں میں سے زندہ ہوں گے کیونکہ وہ مُردوں میں سے زندہ ہوا ہے۔(1 کرنتھیوں15 باب 20 تا 23 آیت) وہ مُردوں میں سے زندہ ہونے والوں میں پہلوٹھا ہے۔ ہم تو "پہلوٹھے کی جماعت ہیں" جن کے نام کتابِ حیات میں لکھے ہوئے ہیں۔" (عبرانیوں 12 باب 22 تا 24 آیت) جیسا کہ یوحنا رسول نے بیان کیا تھا۔"لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔"(یوحنا 12:1) شیطان کو اب خدا کے بچوں پر کوئی دعویٰ اور اختیار حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ بھی مُردوں میں سے زندہ ہوں گے۔ اب پاتال میں جانے اور رہنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی۔

خدا نے کسی پر بھی اپنے بھید کو ظاہر نہیں کرنا تھا، خواہ آسمانی یا پھر انسانی مخلوق، وفادار یا پھر بے وفا شخص یا مخلوق پر بھی نہیں۔ اس تعلق سے ساری تفصیلات پوشیدہ رہنی تھی کہ کس طرح مسیح خدا کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔ لیکن خدا نے واضح تفصیلات میں ان پر یہ ظاہر کیا کہ مسیح جو مجسم خدا ہے آئے گا تو پھر عدن کی بادشاہی کی بحالی کے ساتھ خدا کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اگلے دو ابواب میں ہم دیکھیں گے کہ لوگوں کے دلوں میں ایمان کو بیدار کرنے اور

شیطان کو اپنی ہی تباہی اور بربادی کا سامان کرنے کے لئے خاطر خواہ معلومات تھیں جو انہیں اپنے جال میں پھنسا سکتی تھیں۔

باب 11

مافوق الفطرت مقصد

پچھلے باب میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح عہد عتیق خداوند یسوع مسیح کو پوشیدہ طور پر ظاہر کرتا ہے۔ خدا کے منصوبے کی قلید عدن کی بحالی اور مسیح کے لئے بنی نوع کی بحالی ہے جو صلیب پر مر گیا اور پھر مُردوں میں سے زندہ ہوا۔

خدا صرف انسان بن کر ہی اس بات کو یقینی بنا سکتا تھا کہ داؤد کی نسل سے پیدا ہونے والا بادشاہ روحانی طور پر گمراہ ہوئے اور گناہ میں گرے بغیر بنی نوع انسان پر بادشاہی کرے۔ اگر وہ بادشاہ اپنے لوگوں کی جگہ پر جان قربان کرتا اور مُردوں میں سے زندہ ہو جاتا تو پھر ہی خدا نے گناہ کی عدالت کرنی اور اپنے لوگوں کے لئے نجات فراہم کرنی تھی۔ صرف مسیح کی موت اور مُردوں میں سے زندہ ہونے کے وسیلہ سے زوال پذیر انسان کو خدا کے خاندان کی جماعت میں پھر سے رکنیت حاصل ہونا اور خدا کے ازل سے طے شدہ منصوبہ کے تحت اس نے پھر سے عدن کی بادشاہی کی تجدیدِ نو ہونا تھی۔

لیکن تمام تقاضوں پر غور کریں، خداوند یسوع مسیح نے اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ تاریکی کی مافوق الفطرت قوتیں انسانوں کو ورغلائیں اور بڑی چالاکی سے اُنہیں خداوند یسوع کو مار ڈالنے کے لئے تیار کریں، ایسا کہ اُنہیں علم بھی نہ ہو پائے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جیسا کہ پولس رسول نے کرنتھیس کی کلیسیا کو خط لکھتے ہوئے بیان کیا تھا۔ (1 کرنتھیوں 2 باب 6 تا 8 آیت) اگر اُنہیں علم ہوتا کہ خداوند یسوع مسیح کو مار ڈالنے کا کیا نتیجہ نکلے گا تو وہ (تاریکی کی قوتیں) کبھی بھی خداوند یسوع مسیح کو مصلوب نہ کرتیں۔

جب خداوند یسوع مسیح کی خدمت اور حیاتِ اقدس کو اس منظر کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے تو پھر ہمیں مزید فہم و ادراک حاصل ہوتا ہے۔ عہدِ جدید کے قارئین کے لئے یہ بہت آسان ہے کہ وہ یہ تاثر لیں کہ خداوند یسوع مسیح کا اپنی خدمت کے باعث صلیب پر جانا کسی حد تک بہت غیر منظم اور طے شدہ منصوبہ تھا۔ تمام اناجیل ہمیشہ ایک ہی طرح سے واقعات کو بیان نہیں کرتیں، جیسا کہ مسیح یسوع کی پیدائش صرف دو اناجیل میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ (متی اور لوقا) اور صرف ایک انجیل میں مجوسیوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ (متی 2 باب) بعض اوقات مختلف اناجیل میں مختلف واقعات اور مناظر تھوڑے فرق کے ساتھ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لیکن خداوند یسوع مسیح کے وہ اعمال و افعال جنہیں اناجیل میں بیان کیا گیا ہے صلیب کی طرف لے جاتے ہیں۔ جیسا کہ بیماروں کو شفا دینا، خدا کی بادشاہی کی منادی، گنہگاروں کو معاف کرنا، ریاکاری کی مذمت کرنا سفری خدمت کرنے والے دانشمند انسانوں کے اعمال سے بڑھ کر تھے جو مختلف موقعوں پر معجزات بھی کرتے تھے۔ اناجیل میں اور بھی بہت کچھ دیکھنے کو ملتا ہے جسے بعض اوقات ہم دیکھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ جو کچھ خداوند یسوع مسیح کر رہا تھا اس کا ایک اہم اور پوشیدہ مفہوم تھا۔

ابلیس کو مات

خداوند یسوع مسیح کی عوامی خدمت کے آغاز پر ہونے والا واقعہ خداوند یسوع مسیح کا بپتسمہ تھا۔ یہ اس لئے ہوا تاکہ خدا لوگوں پر یہ ظاہر کر دے کہ خداوند یسوع اس کا بیٹا ہے۔ (مرقس 11:1) تاکہ یوحنا بپتسمہ دینا والا بھی اس بات کی تصدیق کر دے کہ یہی ہے وہ ہستی جس نے "دُنیا کے گناہ کو اُٹھا لے جانا ہے۔" (یوحنا 29:1) جب ہم یوحنا کی انجیل سے یہ بیان پڑھتے ہیں، تو فی الفور ہم مصلوبیت کے بارے میں خیال کرتے ہیں۔ لیکن یوحنا کے شاگرد ایسا کچھ بھی سوچ نہیں رہے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ کسی کو بھی یہ خیال نہیں آیا تھا۔ جب خداوند یسوع اپنی خدمت کے اختتام کی طرف بڑھ رہے تھے۔ (بپتسمہ پانے کے تین برس بعد) خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں سے اپنی موت کے بارے میں بات کرنا شروع کی تو اُس کے اپنے ہی شاگردوں نے اس خیال کی تردید کی۔ (متی 22:17، 23 آیت مرقس

9باب 30،31 آیت) آخری بات جو اُنہوں نے اپنے خداوند سے سنی وہ یہ تھی کہ بہت جلد اس کی موت واقع ہو جائے گی۔(اُن کے نزدیک یہ کس قدر احمقانہ باتیں تھیں۔) وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھے کہ خداوند یسوع مسیح کی موت ازل ہی سے ایک منصوبے کا حصہ ہے۔اُنہیں یہ سب کچھ کیوں سمجھ نہ آیا؟ جیسا کہ ہم نے پچھلے باب میں اس موضوع پر بات کی تھی، چونکہ عہدِ عتیق میں بڑے واضح انداز میں اس منصوبہ کو بیان نہیں کیا گیا اس لئے وہ یہ سب کچھ سمجھنے سے قاصر رہے۔

خداوند یسوع مسیح کے بپتسمہ کے بعد، روح اسے جنگل میں لے گیا تا کہ ابلیس سے آزمایا جائے۔(متی 1:4، مرقس 12:1، لوقا 4باب 1 تا 13 آیت) ابلیس خداوند یسوع مسیح کو آزمانے کے لئے آیا، اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کو جانتا تھا۔ اسے علم تھا کہ خداوند یسوع مسیح اس زمین پر خدا کی حکمرانی کی بحالی کے لئے آیا ہے۔داؤد کی نسل سے مسیح یسوع ہی کو ایسا بادشاہ ہونا تھا جس نے اس دنیا پر حکمرانی کرنی تھی۔(یوحنا 31:12) شیطان اس بات کو سمجھتا تھا کہ یسوع ہی قوموں پر اُس کے تسلط کو ختم کرے گا(اسرائیل کے پیدا ہونے سے قبل) جنہیں بابل کے مقام پر رد کر دیا گیا(استثنا 19:4، 20 اور 32باب 8،9 آیت)

ہم میں سے اکثر یسوع مسیح اور شیطان کے درمیان ہونے والے اس واقعہ کو یاد رکھتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کو آزمانے کے لئے تین بار ابلیس اُس کے پاس آیا۔(متی 4باب 3 تا 11 آیت) شیطان نے خدا کے بیٹے یسوع کو دُنیا کی سلطنتیں تک دے دینے کی پیش کش کر دی تا کہ وہ خدا کے ساتھ اپنے رشتہ کو توڑ ڈالے۔

"پھر ابلیس اُسے ایک بُہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دُنیا کی سب سلطنتیں اور اُن کی شان و شوکت اُسے دِکھائیں۔ اور اُس سے کہا اگر تُو جُھک کر مُجھے سِجدہ کرے تو یہ سب کُچھ تُجھے دے دُوں گا۔"(متی 4باب 8،9 آیت) یہی وہ چیز تھی جس کے حصول کے لئے خداوند یسوع مسیح اس دنیا میں آیا تھا۔

شیطان کا واضح مقصد خدا کے اِس منصوبے میں تبدیلی پیدا کرنا تھا جس کی تکمیل سے اُن قوموں نے واپس چھڑالیا اور بچالیا جانا تھا جنہیں خدا نے رد کر دیا تھا۔ یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ خداوند یسوع مسیح نے شیطان کی بجائے خدا ہی کو سجدہ کرنا تھا۔

شیطان کی پیشکش ظاہر کرتی ہے کہ شیطان کو ابھی تک اِس بات کا احساس نہیں ہوا تھا کہ خدا کے منصوبے کی تکمیل کا تقاضا خداوند یسوع مسیح کی موت تھا۔ خداوند یسوع مسیح نے بھی اپنے انکار کی وجہ وضاحت سے بیان نہ کی۔ اُس نے شیطان سے کہا کہ وہ دُور ہو جائے۔ خدا وہ سب واپس لینا چاہتا تھا جو اُس کا تھا اور وہ اُس کے حصول کے لئے اپنا طریقہ کار استعمال کرنا چاہتا تھا۔ خداوند یسوع مسیح کا نصب العین صرف یہی نہیں تھا کہ وہ قوموں پر بادشاہی کرے۔ بلکہ ایک خاندان کی تعمیر جس میں سب قوموں کے لوگ ہوں نہ کہ محض بنی اسرائیل۔ یعنی اِس کا مطلب یہ تھا کہ لازمی طور پر کفارہ دیا جائے۔ جیسا کہ خدا نے بنیادی طور پر یہ منصوبہ سازی کی تھی کہ اُس کے بچے بھی اُس کی حکمرانی میں شامل ہوں۔ بنی نوع انسان کے چھڑائے جانے کے لئے صلیب انتہائی لازمی تھی تاکہ خدا کا منصوبہ مکمل ہو سکے۔ خداوند یسوع مسیح نے نہیں بلکہ شیطان نے دھوکہ کھا جانا تھا۔

عدن کا لُطف

بیان میں آزمائش کے فوراً بعد خداوند یسوع مسیح نے دو کام کئے۔ انہوں نے اپنے شاگردوں، پطرس، یعقوب، اور یوحنا کو بلایا اور ایک بدروح گرفتہ شخص کو شفا دی۔ (مرقس 1 باب 16 تا 28، لوقا 4:31 تا 5:11) شاگردوں کا بلایا جانا اور شفا کا کام جاری رہا، جب اُس نے مزید شاگردوں کو بلایا تو اُنہیں بدروحیں نکالنے اور ہر طرح کی بیماری اور معذوری دُور کرنے کی قوت اور قدرت دی۔ (لوقا 9 باب 1 تا 5 آیت)

خداوند یسوع مسیح نے ابتدائی طور پر اپنے بارہ شاگردوں کو بلایا۔ یہ تعداد حادثاتی طور پر یا محض اتفاق نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسرائیل کے بارہ قبیلوں سے مطابقت رکھتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے بنی اسرائیل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بادشاہی کا منصوبہ تشکیل دیا تھا۔ کیونکہ وہ خدا کا حصہ بخرہ ہیں۔ وہ دیگر قوموں کی بہ

نسبت خدا کی برگزیدہ نسل ہیں۔ (استثنا 32 باب 8،9 آیت) پولس رسول نے بعد ازاں اسی طرح سے منادی کا کام کیا۔ اُس نے بھی یہودیوں سے شروع کیا اور پھر وہ غیر قوموں تک گیا۔ (رومیوں 1 باب 16 تا 17 آیت)

خداوند یسوع مسیح بارہ شاگردوں تک ہی نہ رُکے۔ لوقا 10 باب کے مطابق، اُس نے ستر اور شاگرد بھی مقرر کئے تاکہ وہ بیماروں کو شفا دیں اور بدروحوں کو نکالیں۔ (لوقا 10:1، 9 اور 17 آیت) یہ تعداد یا شمار بھی محض اتفاق نہیں تھا۔ یہ تعداد تو ان قوموں کی ہے جن کی فہرست پیدائش 10 باب میں موجود ہے۔ یہی وہی قومیں ہیں جنہیں خدا نے بابل کے بُرج کے واقعہ کے بعد خارج کر کے الٰہوں کے سپُرد کر دیا تھا۔

(استثنا 32 باب، 8،9 آیت) بعض تراجم میں ستر کی بجائے بہتر شاگرد لکھا گیا ہے۔ 19:4-20 ان آیات میں، کیونکہ عہد عتیق کے بعض مسودوں میں پیدائش 10 باب میں بیان کردہ قوموں کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کا شمار بہتر ہو گیا۔ خواہ کچھ بھی ہو، نکتہ یہ ہے کہ ان آدمیوں کا بھیجنا پیدائش 10 باب میں مندرج قوموں کے شمار سے مطابقت رکھتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جس طرح بارہ شاگردوں کا بلایا جانا اس بات کی علامت تھا کہ خدا کی بادشاہی اسرائیل کے درمیان آ گئی ہے۔ اسی طرح سے ستر کا بھیجا جانا اس بات کا اشارہ تھا کہ خدا کی بادشاہی قوموں کے درمیان بحال ہو گئی ہے۔

جب ستر واپس آئے (لوقا 10:17) خداوند یسوع مسیح نے یہ بتاتے ہوئے اپنا ردِ عمل ظاہر کیا۔ "اُس نے اُن سے کہا میں شیطان کو بجلی کی طرح آسمان سے گرا ہُوا دیکھ رہا تھا۔" (لوقا 10:18) یہ پیغام بہت ڈرامائی ہے۔ ایک بہت بڑی تبدیلی ہوا چاہتی تھی۔ جب لوگوں نے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا تھا تو پھر ابلیس کا اُن پر کوئی اختیار باقی نہیں رہ جانا تھا۔ ایمانداروں پر الزام تراشی کے لئے خدا تک رسائی کا سلسلہ ختم ہو جانا تھا۔ (مکاشفہ 10:12) وہ بغیر کسی مقدمے کے وکیل بنا ہوا تھا۔

آؤاور مجھے حاصل کرلو

تین برس تک خدا کی بادشاہی کی آمد کے بارے منادی ، لوگوں کو خدا کی محبت کے بارے میں بتانے اور یہ بتانے کے بعد کی عدن میں خدا کے ساتھ زندگی کیسی ہوگی، خداوند یسوع مسیح نے اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی تیاری شروع کردی۔ تاریکی کی قوتوں سے نبرد آزما ہونے کا یہ بہترین موقع تھا۔

یروشلیم کی طرف آخری سفر کے بعد اس کے ساتھ کیا ہونا تھا، اس سے قبل خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کو اسرائیل کے انتہائی شمالی حصے کی طرف لے گیا۔

خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کو قیصریہ فلپی میں لایا۔ لیکن یہ تو اُس کا علاقے کا رومی نام ہے۔ عہد عتیق کے دور میں، اس علاقہ کا بسن کہا جاتا تھا۔ اس تعلق سے ہم پہلے ہی بات کر چکے ہیں، 9 بحوالہ باب۔ بشن کو مُردوں کے عالم میں داخلے کی راہ سمجھا جاتا تھا۔ قیصریہ فلپی کوہ حرمون کے دامن میں واقع ہے۔ یہودی سوچ کے مطابق خدا کے بیٹے اسی خطہ زمین پر بغاوت کے لئے آئے تھے۔(پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت) قصہ مختصر یہ کہ عہدِ عتیق میں، بشن اور حرمون بدی کی قوتوں کے اڈے تھے۔

اسی مقام پر خداوند یسوع مسیح نے ایک معروف سوال پوچھا تھا۔ "اُس نے اُن سے کہا مگر تُم مجھے کیا کہتے ہو؟"(متی 15:16)

پطرس نے جواب دیا۔ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔"(16 آیت) خداوند یسوع مسیح نے اُسے حکم دیتے ہوئے مزید یہ کہا۔

"یسوع نے جواب میں اُس سے کہا مُبارک ہے تو شمعون بریوناہ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تُجھ پر ظاہِر کی ہے۔ اور میں تُجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس

ہے اور میں اِس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالمِ ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے۔"(متی16 باب 17اور18 آیت)

جس چٹان کی خداوند یسوع مسیح نے بات کی ہے وہ صدیوں سے زیرِ بحث ہے۔ اس اصطلاح کو سمجھنے کی کنجی جغرافیائی علاقہ کو سمجھنا ہے۔ قیصریہ فلپی بسن کے انتہائی شمالی حصہ میں واقعہ ہے۔ عہدِ عتیق میں، خیال کیا جاتا تھا کہ یہ علاقہ پاتال میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔

قیصریہ فلپی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ "چٹان" وہی پہاڑ ہے۔ "عالمِ اراواح کے دروازے" اسی جگہ کہ نشاندہی کرتے ہیں جہاں خداوند یسوع مسیح اور اس کے شاگرد کھڑے تھے۔

خداوند یسوع مسیح تاریکی کی قوتوں کو للکار رہا تھا۔ زوال کے وقت، بنی نوع انسان نے ابدی زندگی کھو دی اور خدا کے ساتھ ان کی رفاقت بھی ختم ہوگئی اور وہ موت کے قبضہ میں چلے گئے اور ہمیشہ کے لئے خدا سے جدا بھی ہوگئے۔ مُردوں کے سردار، سانپ جو شیطان اور ابلیس کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے کو بنی نوع انسان پر غلبہ اور اختیار حاصل ہوگیا۔ ہر انسان کے لئے اب یہ طے پاگیا کہ اس نے پاتال میں ابلیس کے زیر اختیار رہنا ہے۔ لیکن خدا کے پاس ایک اور طریقہ کار بھی تھا۔ یہ ایک خفیہ منصوبہ تھا جس میں اس نے خداوند یسوع مسیح کو بنی نوع انسان کے گناہوں کی قیمت چکانے کے لئے بھیجنا تھا اور عالمِ ارواح کے دروازوں پر بیٹھی قوتوں نے اس پر حملہ آور ہونا تھا۔ پر اُنہوں نے خدا کی بادشاہی کے مقابلہ میں کھڑے نہیں رہ سکنا تھا۔ دراصل متی 16 باب میں خداوند یسوع مسیح ابلیس کے دروازہ پر جا کر اس سے اُس کا حق اور اختیار واپس لیتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح شیطان کو طیش دلانا چاہتا تھا کیونکہ اب وقت آپہنچا تھا کہ وہ بنی نوع انسان کی نجات کے لئے خدا کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

گویا کہ زبانی کلام دیا گیا چیلنج کافی نہ تھا۔ خداوند یسوع مسیح ایک قدم اور آگے بڑھے۔ متی، مرقس اور لوقا سبھی اِس بات پر متفق ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کی خدمت میں اگلا واقعہ اُس کی صورت کا بدل جانا تھا۔ مرقس 9 باب 2 تا 8 آیت میں لکھا ہے۔

"چھ دن کے بعد یسوع نے پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو ہمراہ لیا اور اُن کو الگ ایک اونچے پہاڑ پر تنہائی میں لے گیا اور اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی۔ اور اُس کی پوشاک ایسی نُورانی اور نہایت سفید ہو گئی کہ دُنیا میں کوئی دھوبی ویسی سفید نہیں کر سکتا۔ اور ایلیاہ موسیٰ کے ساتھ اُن کو دِکھائی دیا اور وہ یسوع سے باتیں کرتے تھے۔ پطرس نے یسوع سے کہا ربی! ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ پس ہم تین ڈیرے بنائیں۔ ایک تیرے لیے۔ ایک موسیٰ کے لیے۔ ایک ایلیاہ کے لیے۔ کیونکہ وہ جانتا نہ تھا کہ کیا کہے اِس لئے کہ وہ بہت ڈر گئے تھے۔ پھر ایک بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اِس کی سنو۔ اور اُنہوں نے یکایک جو چاروں طرف نظر کی تو یسوع کے سوا اور کسی کو اپنے ساتھ نہ دیکھا۔"

مسیح کی صورت کوہ حرمون پر ہی بدلی تھی۔ اسی پہاڑ پر خداوند یسوع مسیح نے پطرس، یعقوب اور یوحنا پر یہ منکشف کرنے کا چناؤ کیا تھا کہ وہ کون یعنی جلالی خدا کا تجسم ہے۔ وہ شیطان اور اس کی قوتوں کو انتباہ کر رہا تھا۔ "جو کچھ میرا ہے، وہ میں اس زمین پر واپس لینے کے لئے آرہا ہوں۔ خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی اور کام کر رہی ہے۔ میں خدا کی بادشاہی کے لئے کچھ کرنے کے لئے آیا ہوں۔"

یہ محض اتفاق نہیں کہ اس واقعہ کے فوراً بعد خداوند یسوع مسیح نے یروشلیم کی طرف رُخ کرتے ہوئے اپنے شاگردوں کو بتانا شروع کر دیا کہ وہ یرشلیم مرنے کے لئے جارہا ہے۔ شاگرد یہ سب کچھ سننا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن خداوند یسوع مسیح نے شیطان اور اُس کی متحرک قوتوں کو اپنے جال میں پھنسا لیا تھا۔ ان قوتوں سے رہائی پانا وقت کی اہم ضرورت تھی۔ یہی کچھ تو خداوند یسوع مسیح چاہتا تھا۔ اُس کی موت ہی ہر ایک چیز کی کنجی تھی۔

یہ کیوں کر اہم ہے

خداوند یسوع مسیح نے جو بھی خدمت سر انجام دی وہ محض اتفاق یا حادثاتی طور پر نہیں تھی۔ اس زمین پر خدا کی بادشاہی کی بحالی کے لئے اس کا کردار بالکل واضح اور طے شدہ تھا۔ اور جب تک ہمارا خداوند یسوع مسیح آنہیں جاتا اس وقت تک خدا کی بادشاہی کے لئے کام ہوتا رہے گا۔ ایک دن آئے گا جب پوری دنیا عدن بن جائے گی۔

خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے مقام نہیں لے سکتے۔ لیکن ہم میں سے ہر ایک نے شاگردوں کی طرح خدا کے منصوبے کی تکمیل کے لئے ایک اہم کردار ادا ضرور کرنا ہے۔ وہ ایماندار جو خدا کے گھرانے کی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں انہیں خاموش تماشائی نہیں بلکہ عملی طور پر خدا کے شریک کار بننا ہے۔(کلسیوں 13:1)

خداوند یسوع مسیح کے عزائم میں یہ بات بھی شامل تھی کہ وہ لوگوں کو دکھائے کہ عدن کیا تھا اور خدا کے ساتھ زندگی کیسی تھی۔ خدا کے گھرانے، اور خدا کی حکمرانی میں نہ تو کوئی بیماری ہو گی اور نہ ہی کوئی معذوری ہو گی۔ کوئی قوت ہمارے خلاف کھڑی نہ ہو سکی۔ خدا کی بادشاہی محض ایک باغ سے کہیں وسیع ہے۔ وہ ملکِ اسرائیل کی حدود سے بھی کہیں زیادہ وسیع وعریض ہے۔ خدا کی بادشاہی عالمگیر ہو گی۔ اس میں سبھی قومیں شامل ہوں گی۔ اور یہ کامل عدن ہو گا جہاں پر آسمان اور زمین ایک ہو جائیں گے۔

ہمارا کام یہی ہے کہ ہم خداوند یسوع مسیح کے نمونے پر چلیں۔ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ ہم اپنی طرح خدا کی صورت پر پیدا کئے گئے انسانوں کی روح اور جان کی فکر کرتے ہوئے ایسا کر سکتے ہیں۔ ہم انہیں ازلی ابدی بادشاہ کے پاس لا سکتے ہیں، ہم خدا باپ کے ساتھ وفادار رہنے کے لئے ان کے ایمان کو تقویت اور عزائم کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ "شکستہ دلوں کی مرہم پٹی کرنے "اسیروں کو خوشخبری سنانے کے لئے مافوق الفطرت

قوت کی ضرورت نہیں ہے۔ (یسعیاہ 1:61) لیکن بنیادی طور پر یہ سب مافوق الفطرت کام ہیں۔ اس کے لئے ہمیں تاریکی کی قوتوں کے خلاف مزاحم ہونا ہوگا۔ اس کے لئے حکمت عملی کے تحت ایک رویا کے مطابق چلنا ہوگا۔ روح کے تحت کسی بھی شخص کے دل کی رہنمائی کرنے کے لئے اٹھایا گیا کوئی بھی قدم ناکام نہیں ہوگا۔ انجیل کی منادی بے پھل نہ ہوگی۔ خداوند یسوع مسیح کی مہربانی اس کے پیغام کے مماثل تھی۔ یہی وہ نمونہ ہے جس پر بطور ایماندار ہم چل سکتے ہیں۔ یہی بادشاہی کی رویا کے لئے ہمارا کام ہے جو ہمیں سر انجام دینا ہے۔

آخری بات۔ ہمیں ایک بار پھر سے یاددہانی کرائی گئی ہے کہ تاریکی کی قوتوں کی کچھ حدود ہیں، لیکن یہ خدا کی بادشاہی، اُس کی رویا اور اُس کے کام کے خلاف مزاحم ضرور ہوتی ہیں۔ خداوند یسوع مسیح پہلے ہی خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے۔ فرشتے، قدرتیں اور اختیار اُسے دے دیا گیا ہے۔ اور سب کچھ اس کے تابع ہے۔ (1 پطرس 22:3) ہم بھی اس کے ساتھ بادشاہی کرتے ہیں لیکن مکمل طور پر ہم اس کے ساتھ حکمرانی میں شامل نہیں ہوئے۔ (کلسیوں 1:3، 2 تیمتھیس 12:2، مکاشفہ 26:2، 21:3)

عالم اِرواح کے دروازے خدا کی کلیسیا پر غالب نہ آئیں گے کیونکہ یہ اس زمین پر خدا کی بادشاہی ہے۔ ایک بڑی تبدیلی میں شمولیت ہمارا چناؤ ہے۔

باب 12

بادلوں پر سواری کرنے والا

میں نے گزشتہ باب کا اختتام اِس بات کے بیان پر کیا تھا کہ کس طرح خداوند یسوع نے عالمِ ارواح کے دروازوں اور کوہ حبرون پر تاریکی کی قوتوں کو مات دینے کے بعد اپنی موت کے بارے میں بات چیت کرنا شروع کی تھی۔ اِس سے کئی ایک واقعات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس سے خداوند یسوع مسیح کے دُکھوں اور اُس کی صلیبی موت کی صورتحال پیدا ہوتی چلی گئی۔

مسیحی لوگوں نے خداوند یسوع مسیح کے دُکھوں کے بارے میں بہت دفعہ پڑھا ہے۔ لیکن یہ واقعات کچھ اِس طرح سے ترتیب دئے اور بیان کئے گئے ہیں کہ اُن میں اکثر و بیشتر ایک بات نظر انداز کر دی جاتی ہے۔

یہودی لوگوں نے کس بنا پر سزائے موت دی اور کیوں اُسے پنطس پیلاطیس کے پاس بھیج گیا تا کہ وہ اس سزا پر عمل درآمد کروا سکے۔

قدیم الایام اور اُس کی جماعت

دانی ایل 7 باب کا آغاز ایک بڑی عجیب سی رویا سے ہوتا ہے۔ اور اس خواب میں دانی ایل کی رویا میں چار حیوان چار سلطنتیں ہیں۔

عہد عتیق میں جب خوابوں کی تعبیر کی جاتی تھی، تو اس میں چیزیں اور زندگی کا سانس رکھنے والی چیزیں کسی چیز کی نمائندگی کرتی تھیں۔

ہم جانتے ہیں کہ اُس کی رویا نبوکدنظر کے اس خواب سے ہم آہنگ ہے جو اس نے دانی ایل 2 باب میں دیکھا تھا۔ یہ خواب بابل اور اُس کے بعد آنے والی تین سلطنتوں کے بارے میں تھا۔ ہمارا غور طلب نکتہ وہ باتیں جو دانی ایل اُس کے بعد بیان کرتا ہے۔

"میرے دیکھتے ہوئے تخت لگائے گئے اور قدیم الایام بیٹھ گیا۔ اُس کا لباس برف سا سفید تھا اور اُس کے سر کے بال خالص اُون کی مانند تھے۔ اُس کا تخت آگ کے شعلہ کی مانند تھا اور اُس کے پہیے جلتی آگ کی مانند تھے۔ اُس کے حُضور سے ایک آتشی دریا جاری تھا۔ ہزاروں ہزار اُس کی خدمت میں حاضر تھے اور لاکھوں لاکھ اُس کے حضور کھڑے تھے۔ عدالت ہو رہی تھی اور کتابیں کھلی تھیں۔" دانی ایل 7:9، 10 آیت

ہم جانتے ہیں کہ قدیم الایام اسرائیل کا قدوس خدا ہے۔ اس بات کا تعین بہت ہی آسان ہے کہ یہاں پر اسرائیل کے قدوس خدا کا ذکر ہے۔ بالخصوص اگر ہم اس حوالہ میں موجود تخت کا موازنہ اس تخت سے کریں جو حزقی ایل نبی نے دیکھا تھا۔ (حزقی ایل 1 باب) آگ، پہیے اور تخت پر انسان کی صورت جو اس رویا میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ سب کچھ بالکل ویسا ہی ہے جو دانی ایل نے دیکھا تھا۔

لیکن کیا آپ نے غور کیا کہ یہاں پر ایک ہی تخت ہے؟ دانی ایل کی کتاب میں کئی ایک تخت ہیں۔ (دانی ایل 9:7) جہاں پر آسمانی جماعت کے اراکین کے بیٹھنے کے لئے کافی جگہ موجود ہے۔ (دانی ایل 10:7)

رویا میں آسمانی عدالت حیوانوں یعنی سلطنتوں کے انجام کا فیصلہ کرنے کے لئے فراہم ہوئی۔ یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ چاروں حیوان لازمی طور پر ہلاک کئے جائیں۔ اور دوسرے حیوانوں کو لازمی طور پر بے اختیار اور قوت سے خالی کر دیا جائے۔ (دانی ایل 11:7 اور 12 آیت) ان کی جگہ پر کوئی اور بادشاہ اور سلطنت قائم ہو گی۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر صورتحال اور بھی دلچسپ ہو جاتی ہے۔

ابن آدم جو بادلوں پر سواری کئے چلا آتا ہے

دانی ایل اپنی رویا بیان کرنا جاری رکھتا ہے۔

"میں نے رات کو رویا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا۔ وہ اُسے اُس کے حُضور لائے۔ اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اُسے دی گئی تاکہ سب لوگ اور اُمتیں اور اہل لغت اُس کی خدمت گُزاری کریں۔ اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اُس کی مملکت لازوال ہو گی۔" (دانی ایل 7 باب 13 تا 14 آیت)

"ابن آدم" وہ اصطلاح ہے جو عہد عتیق میں کئی بار استعمال ہوئی ہے۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ یہ اصطلاح ایک انسان کا ذکر کرتی ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ دیگر حوالہ جات میں اس انسان کو کس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ دانی ایل 13:7 ایک ایسے شخص کا بیان کرتا ہے جو بادلوں پر سواری کئے چلا آتا ہے۔ اسے وہ قدیم الایام کہتا ہے۔

یہی جامع نکتہ ہے۔ متی 26 باب میں جب خداوند یسوع مسیح کیفا کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی جان ایک غیر یقینی صورتحال سے دوچار تھی

"اور سردار کاہن اور سب صدرِعدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لیے اُس کے خِلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے۔ مگر نہ پائی گو بُہت سے جھوٹے گواہ آئے۔ لیکن آخر کار دو گواہوں نے آکر کہا کہ اُس نے کہا ہے میں خُدا کے مقدس کو ڈھا سکتا اور تین دن میں اُسے بنا سکتا ہوں۔ اور سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اُس سے کہا تو جواب کیوں نہیں دیتا؟ یہ تیرے خِلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر یسوع خاموش ہی رہا۔ سردار کاہن نے اُس سے کہا میں تُجھے زِندہ خُدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تُو خُدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اُس سے کہا تُو نے خُود کہہ دیا بلکہ میں تُم سے کہتا ہوں کہ اِس کے بعد تُم اِبن آدم کو قادرِ مُطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ اُس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اُس نے کُفر بکا ہے۔ اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ دیکھو تُم نے ابھی یہ کُفر سُنا۔ تُمہاری کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے۔" (متی 26 باب 59 تا 66 آیت)

ایک غیر واضح سوال کے واضح جواب میں خداوند یسوع مسیح نے دانی ایل 13:7 کا حوالہ دیا۔ جس میں اُنہوں نے کیفا کی بات کا جواب دیا۔ کیفا، کیا واقعی تو یہ جاننا چاہتا ہے کہ میں کون ہوں؟ غور سے سنو۔ ردِ عمل فوری ظاہر ہو گیا۔ کیفا کو فی الفور سمجھ آ گئی کہ خداوند یسوع مسیح دانی ایل 13:7 میں بیان کردہ خدا کی دوسری صورت ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔

یعنی ایک ایسا انسان جسے اس انداز میں بیان کیا گیا ہے جس طرح عہد عتیق میں خدا کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ انسانی شکل میں خدا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ ان کے نزدیک یہی ایک کفر تھا اور اسی بنا پر انہوں نے اس کے لئے سزائے موت تجویز کی۔

لیکن بے شک، خداوند یسوع مسیح کو علم تھا کہ اُسے خود کو بڑا بنانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اُسے خدا کی بادشاہی کو بحال کرنے کے لئے بہر صورت مرنا ہی ہے۔ تاکہ ایماندار پھر سے خدا کے خاندان کا حصہ بن جائیں اور اس ناپاک عملداری سے آزاد اور ایمان لا کر لوگ خدا کی بادشاہی کا حصہ بن جائیں جنہوں نے قوموں کو بابل کے مقام پر اپنے اختیار اور قبضہ میں لے رکھا تھا۔

اور وہ مر گیا۔ (زبور 22 باب) یہ ایک معروف باب ہے جو داؤد کی زبانی مصلوبیت کے جسمانی اثرات کو بیان کرتا ہے۔ اس باب سے ہمیں صلیب پر نادیدنی خوف اور وحشت کی جھلک بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ دکھ میں مبتلا زبور نویس کراہتا ہے۔

"وہ سب جو مُجھے دیکھتے ہیں میرا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔

وہ مُنہ چڑاتے۔ وہ سر ہلا ہلا کر کہتے ہیں۔

اپنے کو خُداوند کے سُپرد کر دے۔ وہی اُسے چُھرائے۔

جبکہ وہ اُس سے خُوش ہے

تو وہی اُسے چُھڑائے۔ پر تُو ہی مجھے پیٹ سے باہر لایا۔

جب میں شیر خوار ہی تھا تُو نے مجھے تُوکل کرنا سکھایا۔

میں پیدائش ہی سے تُجھ پر چھوڑا گیا۔ میری ماں کے پیٹ ہی سے تُو میرا خُدا ہے۔

مجھ سے دُور نہ رہ کیونکہ مصیبت قریب ہے۔ اِس لئے کہ کوئی مددگار نہیں۔

بہت سے سانڈوں نے مُجھے گھیر لیا ہے۔

بسن کے زور آور سانڈ مُجھے گھیرے ہوئے ہیں۔

وہ پھاڑنے اور گرجنے والے ببر کے طرح مُجھ پر اپنا مُنہ پسارے ہوئے ہیں۔

میں پانی کی طرح بہ گیا۔

میری سب ہڈیاں اُکھڑ گئیں ۔ میرا دِل موم کی مانند ہوگیا۔ وہ میرے سینہ میں پگھل گیا۔ "(زبور 22 باب 7 تا 14 آیت)

اس بیان میں سنسنی خیز حصہ بسن کے خونخوار سانڈ ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی غور کیا تھا۔ عہد عتیق کے دور میں، بسن کا علاقہ غیر اقوام کے دیوتاؤں اور مُردوں کے عالم کی جگہ تھی۔ بسن کا علاقہ بعل کی پوجا پاٹ کا مرکزی مقام تھا۔ جسے سانڈوں اور گائیوں کی صورت میں بیان کیا جاتا تھا۔ " بسن کے سانڈ" بدروحوں کی طرف اشارہ ہے جو کہ تاریکی کی قوتیں ہیں۔ ہمارے دور میں اس مخالفت اور مداخلت کی مکمل تصویر سی ایس لویس کی لکھی ہوئی کتاب میں دیکھنے کو ملتی ہے جس کا نام ہے۔ دی لائن، وچ اینڈ وارڈروب کوئی بھی شخص جو یہ کتاب پڑھتا یا فلم دیکھتا ہے اسلان کو نہیں بھول سکتا جس نے اپنی جان سفید جادوگرنی کے لشکروں کے پتھر کی میز پر بڑی عاجزی سے اپنے آپ کو پیش کردیا۔

بالکل ایسے ہی جس طرح خداوند یسوع مسیح نے شیطان کو مات دی تھی، اسلان نے سفید جادوگرنی کو بیوقوف بنا ڈالا۔

تم الہٰ ہو لیکن آدمیوں کی مانند مروگے

صلیب کے باعث شیطان کو صرف یہی نقصان نہیں ہوا کہ بنی آدم پر اُس کا اختیار ختم ہوگیا۔ بغاوت کرنے والے لشکر، قوموں کے مافوق الفطرت الہٰ (الوہیم) دیکھیں گے کہ اُن کا تسلط جاتا رہے گا۔

مافوق الفطرت الہٰوں کو حق تعالیٰ نے مقرر کیا ہے جو کہ اسرائیل کا قدوُس ہے۔ (استثنا 4 باب 19 اور 20) ہمیں یہ تو نہیں بتایا گیا کہ وہ کب خدا کے دشمن بن گئے۔ لیکن ایسا ہوا ضرور تھا۔ اُنہوں نے خدا کے اپنے لوگوں بنی اسرائیل کو ہی خدا کی پرستش اور عبادت سے پھیر کر اپنی عبادت اور پوجا پاٹ پر لگا دیا۔ (استثنا 17 باب 1 تا 3 آیت، 29 باب 26، 27 آیت) زبور 82 جس پر ہم نے دوسرے باب میں غور کیا تھا تا کہ ہم آسمانی جماعت کے بارے میں تعارف حاصل کر سکیں۔ یہ

باب ہمیں بتاتا ہے کہ اُن الٰہوں (الوہیم) نے اپنے اختیار کا غلط استعمال کیا۔ اور بدی اور نار استی میں پڑ گئے اُنہیں خدا کی قوانین اور انصاف کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

"خُدا کی جماعت میں خُدا موجود ہے۔

وہ الٰہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔

تُم کب تک بے انصافی سے عدالت کروگے۔

اور شریروں کی طرف داری کروگے؟ غریب اور یتیم کا انصاف کرو۔

غمزدہ اور مُفلس کے ساتھ اِنصاف سے پیش آؤ۔

غریب اور مُحتاج کو بچاؤ شریروں کے ہاتھ سے اُن کو چُھڑاؤ۔

وہ نہ تو کُچھ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔

وہ اندھیرے میں اِدھر اُدھر چلتے ہیں۔ زمین کی سب بنیادیں ہِل گئی ہیں۔"

زبور 82 باب 1 تا 5 آیت

"میں نے کہا کہ تُم اِلہٰ ہو اور تُم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ تو بھی تم آدمیوں کے فرزند ہو۔ اور اُن میں سے کسی کی طرح گر جاؤگے۔ اَے خُدا! اُٹھ۔ زمین کی عدالت کر۔ کیونکہ تُو ہی سب قوموں کا مالِک ہوگا۔" (زبور 82 باب 6 تا 8 آیت)

بقیہ زبور ہمیں بتاتا ہے کہ خدا نے اپنی آسمانی جماعت کو اس لئے فراہم کیا تھا تاکہ وہ اپنے الٰہوں کو یہ بتاسکے کہ ان کا مستقبل تاریک ہے۔ خوف وہراس کا دَور دَورہ اس وقت اختتام پذیر ہوگا جب خدا قوموں کو مخلصی دینے کا فیصلہ کرے گا۔

"جو اُس نے مسیح میں کی جب اُسے مُردوں میں سے جِلا کر اپنی دہنی طرف آسمانی مقاموں بِٹھایا۔ اور ہر طرح کی حکومت اور اِختیار اور قُدرت اور ریاست اور ہر ایک نام سے بُہت بُلند کیا جو نہ صرف اِس جہان میں بلکہ آنے والے جہان میں بھی لیا جائے گا۔"

(افسیوں 1:20 تا 21 آیت)

کب خدا نے قوموں کو واپس لینے کا فیصلہ کرنا تھا؟ ہم نے دانی ایل 14:7 میں پہلے ہی اس سوال کا جواب پڑھا تھا۔

"اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اُسے دی گئی تا کہ سب لوگ اور اُمتیں اور اہلِ لُغت اُس کی خدمت گزاری کریں۔ اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اُس کی مملکت لازوال ہو گی۔"

دانی ایل 7 باب 13، 14 کا پیغام بہت واضح ہے۔ جب بنی آدم بادشاہت حاصل کریں گے تو اس وقت مافوق تاریکی کی قوتوں کے اختتام کا آغاز ہوگا۔ خداوند یسوع مسیح نے مُردوں میں سے زندہ ہو کر بادشاہت حاصل کرلی۔

"جو اُس نے مسیح میں کی جب اُسے مُردوں میں سے جلا کر اپنی دہنی طرف آسمانی مُقاموں پر بِٹھایا۔ اور ہر طرح کی حکومت اور اِختیار اور قُدرت اور ریاست اور ہر ایک نام سے بہت بلند کیا جو نہ صرف اِس جہان میں بلکہ آنے والے جہان میں بھی لیا جائے گا۔"

(افسیوں 1 باب 20،21 آیت)

یہ کیوں کر اہم ہے

صلیب سے پہلے شیطان کو ہماری جانوں پر ابدی اختیار اور دعویٰ حاصل تھا۔ سبھی انسان مر جاتے اور پاتال میں جاتے تھے جہاں پر ابلیس کی سلطنت تھی۔ اگر خداوند یسوع مسیح نے قربانی نہ دی ہوتی اور وہ مُردوں میں سے زندہ نہ ہوتا تو ہماری منزل بھی پاتال ہی ہوتی جہاں پر ابلیس کی سلطنت تھی۔ اس کے صلیبی

کام پر ایمان کے وسیلہ سے، ہم اُس کے ساتھ مُردوں میں سے زندہ کئے گئے۔ جیسا کہ ہم نے گزشتہ باب میں دیکھا تھا کہ جب خدا کی بادشاہی کا آغاز زمین پر ہوا تو شیطان کو خدا کی حضوری سے نکال دیا گیا۔ (لوقا 18:10) اب خدا کے سامنے ایمانداروں پر الزام لگانے والا نہیں تھا۔ اب ہماری جانوں پر اُس کا کوئی اختیار نہیں رہ گیا تھا۔

تو پھر ہم کیوں کر اُس کی مانند زندگی بسر نہیں کرتے؟

نجات اخلاقی کاملیت کے سبب سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ ایسی بخشش ہے جو فضل سے ایمان لانے کے سبب ملتی ہے۔ (افسیوں 2 باب 8،9 آیت) اسی طرح سے یہ نجات اخلاقی گراوٹ سے کھوئی بھی نہیں جا سکتی۔ جو چیز اچھی کارکرگی سے حاصل نہیں ہوتی، وہ خراب کارکردگی سے کھوئی بھی نہیں جا سکتی۔ نجات ایمان رکھنے والی وفاداری سے متعلق ہے۔ یعنی جو کچھ خداوند یسوع نے ابلیس کو شکست دینے اور اُس کے اختیار کو واپس لینے کے لئے کیا۔ نجات غیر معبودوں اور ایسے نظام عقائد سے کنارہ کشی کرنے نام ہے جن میں غیر معبودوں اپنا عمل دخل رکھتے ہیں۔

یہی خدا کی بادشاہی کا وہ پیغام ہے جو ہم نے قوموں تک پہنچانا ہے۔ (متی 28 باب 19،20 آیت) اور ہم وفاداری اور تابعداری سے ایسا ہی کر رہے ہیں۔ مخالف معبودوں (الہٰوں) کا تسلط اور سلطنت ، ہوا کی عملداری، تاریکی کی قوتیں ہر لمحہ پسپائی اختیار کر رہی ہیں۔ عالمِ ارواح کے دروازے جی اُٹھی زندگی پر غالب نہیں آتے اور نہ ہی وہ انجیل کے پیغام کی وُسعت کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

خداوند یسوع مسیح کی مصلوبیت کے وقت، یہ سب باتیں شاگردوں کو حقیقی معلوم نہ تھیں۔ لیکن جلد ہی اُنہوں نے ناقابلِ فراموش طریقہ سے ڈرامائی طور پر اس پیغام کو حاصل کر لیا۔

باب 13

بڑی تبدیلی

اناجیل میں خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کا بیان، پہاڑی وعظ جیسی کہانیوں کے علاوہ، ایک معروف حوالہ اعمال 2 باب میں ہے۔ جہاں پر روح القدس مسیح کی پیروکاروں پر بڑے زور سے نازل ہوتا ہے۔ یہی سے ایک پھلتی پھولتی، بڑھتی اور ترقی کرتی ہوئی کلیسیا کا آغاز ہوا تھا۔ یہی وہ دن تھا جب عالمگیر سطح پر خداوند یسوع کے نام سے بشارتی خدمت کی شروعات ہوئی تھی۔

اگرچہ یہ حوالہ بہت مشہور ہے اور اس میں اس قدر اہم باتیں اور واقعات رونما ہو رہے ہیں جن کے بارے میں ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ اعمال 2 باب دراصل بابل سے قبل کائناتی جغرافیائی کو تبدیل کرنے کے لئے خدا کا طے شدہ منصوبہ تھا جس کا بیان ہمیں عہد عتیق میں ملتا ہے جہاں بنی اسرائیل کے علاوہ دیگر تمام اقوام غیر معبودوں کے زیر تسلط چلی گئیں تھیں۔ یوم پینتکوست جو کچھ بھی ہوا تھا وہ بابل کے مقام پر خارج کی جانے والی قوموں کو خداوند یسوع مسیح کی خوشخبری کے پیغام کے وسیلہ سے پھر سے خدا کے خاندان میں شامل کرنے کے لئے روحانی جنگ کی قدیم حکمت عملی تھی۔

پینتکوست

اعمال 2 باب بیان کرتا ہے کہ یوم پینتکوست کیا ہوا تھا، واقعی یہ ایک غیر معمولی کام تھا!

"جب عیدِ پنتکُوست کا دِن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے۔ کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سُناٹا ہوتا ہے اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور اُنہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں۔ اور وہ سب روح اُلقُدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جِس طرح روح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی۔ اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے خُدا ترس یہودی یروشلم میں رہتے تھے۔ جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہوگئے کیونکہ ہر ایک کو یہی سُنائی دیتا تھا کہ یہ میری بولی بول رہے ہیں۔ اور سب حیران متعجب ہو کر کہنے لگے دیکھو! یہ بولنے والے کیا سب گلیلی نہیں؟ پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سُنتا ہے؟"(اعمال 2باب 1 تا8 آیت)

مذکورہ حوالہ میں بیان کردہ چند ایک باتیں جو ہمیں عہدِ عتیق کے مافوق الفطرت ورلڈ ویو میں لے جاتی ہیں انگریزی کے ترجمہ اس زیادہ نمایاں نہیں ہیں۔ "زور کی آندھی کا سناٹا" عہدِ عتیق میں خدا کی حضوری کا ایک معروف بیان ہے۔(2سلاطین 11، 1:2 آیت ایوب 1:38 اور پھر 6:40) آگ بھی خدا کو بیان کرنے کے لئے ایک معروف اندازِ بیان ہے۔(حزقی ایل 4:1،یسعیاہ 4:6، 6 آیت۔ دانی ایل 9:7۔ خروج 2:3 اور 18:19 اور 20باب 18 آیت)

درج بالا حوالہ بات سے یہ باظہر من الشمس ہے کہ خدا کو ہونے والے واقعات اور جو کچھ موجودہ صورتحال میں ہورہا تھا پیش کیا گیا۔ خدا کا ارادہ یہی تھا کہ وہ غیر معبودوں سے قوموں کو واپس لے لے جو اُس نے اُن پر مقرر کئے تھے۔(دانی ایل 4 باب 19، 20 آیت، 32 باب 8، 9 آیت)لیکن کون اس منصوبے اور ارادے کی مخالفت میں کھڑا ہوا۔(زبور82)

ایسا کرنے کے لئے خدا کا ہتھیار شاگردوں کے الفاظ تھے، یعنی زبانوں کی شبیہ اور تصور۔ خدا نے مسیح یسوع کے یہودی پیروکاروں کو یہ توفیق بخشی کہ وہ پینتکوست کے موقع پر موجود دیگر یہودیوں سے کلام کرسکیں۔ جو دشمن معبودوں کے زیرِ تسلط قوموں کے درمیان بودوباش کئے ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے انجیل کا پیغام سنا تو واپس جا کر انہوں نے دیگر قوموں کو یسوع کے بارے میں بتایا۔

پینتکوست اور بابل

بابل کے برج کا واقعہ ہی ایک ایسی وجہ تھی جس سے خدا نے قوموں کو تتر بتر کر کے اُنہیں غیر معبودوں کے حوالہ کر دیا تھا۔ (استثنا 4 باب 19، 20 آیت، 32 آیت، 8، 9 آیت) پہلی نظر میں تو ایسا نہیں لگتا کہ بابل کے برج اور اعمال 2 باب میں پینتکوست کے دن ہونے والے واقعہ میں کوئی تعلق واسطہ پایا جاتا ہے۔ لیکن اصل زبان میں اُن دونوں کے درمیان ایک واضح تعلق پایا ہے۔

اعمال 2 باب میں دو بنیادی چیزیں ان واقعات کو آپس میں جوڑتی ہیں۔ اوّل۔ آگ کی زبانوں کو "پھٹتی ہوئی زبانوں" کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ دوئم۔ بھیڑ میں تمام قوموں کے یہودی شامل تھے جن کے تعلق سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ "دنگ ہو گئے۔"

ہو سکتا ہے کہ انگریزی زبان میں یہ بات زیادہ قائل کر دینے والی محسوس نہ ہو۔ مقدس لوقا یونانی زبان میں رقمطراز ہے اور جو الفاظ "پھٹتی ہوئی" اور دنگ ہو گئے " اس نے استعمال کئے ہیں وہ پیدائش 11:7 اور استثنا 32:8 سے ہیں۔ دونوں حوالہ جات بابل کے مقام پر زبانوں اور قوموں کے درمیان اختلاف کو بیان کرتے ہیں جس سے الجھاؤ پیدا ہو گیا تھا

اعمال کی کتاب کا مصنف مقدس لوقا غیر قوم سے تھا۔ وہ صرف یونانی زبان ہی لکھ پڑھ سکتا تھا۔ اس لئے وہ عہدِ عتیق کے دَور میں وسیع پیمانے پر بولی جانے والی زبان کو ہی پرانے عہد نامہ کا یونانی ترجمہ کرنے کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ جو کہ ابتدائی کلیسیا کا عہدِ عتیق تھا، کیونکہ چند لوگ ہی ایسے تھے جو عبرانی پڑھ لکھ سکتے تھے۔ مقدس لوقا اعمال 2 باب کو لکھتے ہوئے بابل کے واقعہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

لیکن ہم کیوں بابل اور پینتکوست کے درمیان ایک تعلق قائم کر رہے ہیں؟ جو کچھ پینتکوست کے روز ہوا اس پر غور کریں۔ روح القدس ایسے ہی نازل ہوا جس طرح ہم عہد عتیق میں آگ اور آندھی کے سناٹے یا تیز ہوا کے ساتھ خدا کو آتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مختلف زبانوں سے پیدا ہونے والی اُلجھن (جو کہ بابل کے واقعہ کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تھی۔) اس وقت ختم ہو گئی جب آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانوں نے

شاگردوں کو یروشلیم میں دُنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے یہودیوں کے درمیان زبانیں بولنے کی توفیق عطا کی۔ اس بھیڑ میں سے تین ہزار لوگ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لے آئے۔(اعمال 41:2)

اس روز خداوند یسوع مسیح کو قبول کرنے والے نومرید ایماندار اس پیغام کو اپنے اپنے ممالک میں ان قوموں کے درمیان لے جا سکتے تھے جو بابل کے مقام پر جگہ بہ جگہ تتر بتر ہو گئیں تھیں۔(پیدائش 11 باب)خدا نے بنی نوع انسان کی مختلف قوموں سے منہ موڑ لیا تھا اور پھر اس کے فوراً بعد، پیدایش 12 باب میں، اس نے ابرہام کو اپنے لئے بالکل نئی قوم پیدا کرنے کے لئے بلایا۔ اب وہ ان مختلف قوموں سے اپنے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنے جا رہا تھا جنھیں خدا نے رد کر دیا تھا اور اب وہ انھیں ابرہام کی نسل سے ایمان لانے والے یہودی ایمانداروں کے ساتھ ایمان لانے والے خاندان میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ خدا کی بادشاہی نے دشمن کے معبودوں کی سلطنتوں پر پھیل جانا تھا۔

اس کا زبردست حصہ اعمال 2 باب میں قوموں کی فہرست ہے۔ یہاں پر قوموں کی دی گئی ترتیب بھی بڑی دلچسپ ہے۔ اگر آپ ان قوموں کو نقشہ پر دیکھیں، تو آپ مشرق سے چلتے ہوئے جہاں پر یہودی لوگ عہد عتیق کے اختتام پر بابل اور فارس میں اسیری میں گئے تھے، آپ مغرب کی طرف جا کر اس وقت کے بالکل انتہائی حصہ کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ یہ ساری ترتیب اور قوموں کے درمیان یہ فاصلہ بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ پیدائش 10 باب میں دیا گیا ہے۔ جنھیں غیر معبودوں کے اختیار اور تسلط میں دے دیا گیا تھا۔

ہماری کُشتی جسم اور خون سے نہیں ہے

اعمال کی کتاب کازیادہ ترحصہ پولس رسول کے مشنری سفروں سے متعلق ہے۔ پولس رسول غیر قوموں کا رسول تھا۔ یہی وہ شخص تھا جسے خدا نے اسرائیل سے باہر کی قوموں کے درمیان کلیسیائیں قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ پولس رسول کے سفر، زندگی، حالات و واقعات، رومیوں کے ہاتھوں اُس کی گرفتاری اسے مغرب کی طرف لے گئی۔

نئے عہد نامہ کے خطوط میں پولس رسول اکثر و بیشتر روحانی قوتوں کے بارے میں بات کرتا ہے جو اس کی خدمت اور انجیل کے پیغام کے پھیلاؤ کی مخالفت کرتی تھیں۔ پولس رسول نے پینتکوست کے بعد بدی کی ان قوتوں کے تعلق سے جو الفاظ استعمال کئے ہیں جن کے علاقہ پر اس نے دھاوہ بول دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عہدِ عتیق کی جغرافیائی خصوصیات کو سمجھتا تھا۔ کیا آپ نے غور کیا ہے کہ تاریکی کی نادیدنی قوتوں کے لئے پولس رسول کی اصطلاح میں ایک مشترک مفہوم پایا جاتا ہے؟

☆۔ حاکم / عملداری (افسیوں 20:1، 21، 12:6، کلسیوں 15:2)

☆۔ اختیار والے۔ (افسیوں 1 باب 20، 21۔ 12:6، 10:3، کلسیوں 15:2، 1 کرنتھیوں 6:2)

☆۔ قدرتیں۔ (افسیوں 21، 1:20، 10:3)

☆۔ سلطنتیں۔ (کلسیوں 16:1)

☆۔ اختیار (افسیوں 1 باب 21، 20 آیت، 1 کرنتھیوں 5:8)

☆۔ تخت۔ (کلسیوں 16:1)

درج بالا تمام الفاظ جغرافیائی سطح پر اقتدار اور اختیار کا مفہوم دیتے ہیں۔ در حقیقت، یہی اصطلاحات نئے عہد نامہ اور یونانی ادب میں ان لوگوں کے لئے بھی استعمال کی گئی ہیں جو سیاسی اربابِ اختیار اور صاحبِ اقتدار لوگ تھے۔ پولس رسول نے جو زبان استعمال کی ہے وہ سلطنت پر اختیار کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ اس بات کی عکاسی ہے کہ کس طرح عہدِ عتیق روحانی دُنیا کے انسانی دُنیا سے تعلق کی تصویر کشی کرتا ہے یعنی وہ

یعنی وہ خدا کی طرف سے رد کی جانے والی اقوام تاریکی کی ان مخالف قوتوں کے زیرِ تسلط ہیں جو خدا اور اُس کے لوگوں کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔

"میں اسفانیہ جاؤں گا"

اعمال کی کتاب پولس رسول کے روم کے سفر کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے۔ پولس رسول ایک قیدی تھا اور وہ دو وجوہات کی بنا پر روم جا رہا تھا۔ اوّل۔ قیصر کے سامنے پیش ہونے اور انجیل کی منادی کرنے کے لئے۔ لیکن پولس رسول کو یہ علم تھا کہ مخالف معبودوں کے زیر تسلط قوموں کو پھر سے حاصل کرنے کے لئے اُسے اس وقت کی معروف دُنیا کے آخری کنارے تک جانا ہوگا۔ عہدِ عتیق کے زمانہ میں، اس جگہ کو ترسیس کہتے تھے۔ پولس رسول کے دور میں، اُسے اسفانیہ کہتے تھے۔ پولس رسول کو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اسفانیہ جانا پڑا۔ قید سے قبل رومیوں کے نام لکھے گئے خط میں اس کے الفاظ ہمیں بتاتے ہیں کہ اُس نے اسفانیہ (مغرب کی طرف اور اس دَور کی دنیا کے آخری کنارے تک) جانے کا مصمم ارادہ کیا ہوا تھا۔ تاکہ وہ خداوند یسوع مسیح کے لئے قوموں کو جیت سکے۔

"اِس لیے جب اسفانیہ کو جاؤں گا تو تمہارے پاس ہوتا ہوا جاؤں گا کیونکہ مجھے اُمید ہے کہ اُس سفر میں تُم سے ملوں گا اور جب تمہاری صحبت سے کِسی قدر میرا جی بھر جائے گا تو تم مجھے اُس طرف روانہ کر دو گے۔ پس میں اِس خِدمت کو پورا کرکے اور جو کُچھ حاصل ہوا اُن کو سونپ کر تمہارے پاس ہوتا ہوا اسفانیہ جاؤں گا۔" (رومیوں 15 باب 24 اور 28 آیت)

پولس رسول کو یہ جان کر بہت خوشی اور تحریک ملی کہ خدا کی بادشاہی کی بحالی کا کام اس کے دور حیات ہی میں شروع ہو گیا ہے۔ اس کا یہ ایمان تھا کہ "جب تک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں اور اس صورت میں تمام اسرائیل نجات پائے گا۔" (رومیوں 11 باب

26،25 آیت) اُس نے یہ سمجھا کہ اُسے وہ کام پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے جو پینتکوست کے روز شروع ہوا تھا۔

یہ کیوں کر اہم ہے

پولس رسول اپنی زندگی کو مافوق الفطرت تناظر سے دیکھتا تھا۔ وہ خود کو خدا کے ہاتھوں میں ایک وسیلہ کے طور پر دیکھتا تھا۔ اور فی الحقیقت وہ خدا کے ہاتھوں میں ایک چنا ہوا وسیلہ تھا بھی۔ اسی طرح دیگر غیر معروف اور نامعلوم ایماندار بھی خدا کے ہاتھوں میں ایک وسیلہ ہی تھے جو بالکل نو مرید تھے جو پینتکوست کے بعد یروشلیم سے ابلیس کے قلعوں کو ڈھانے کے لئے اپنے مقام سے آگے بڑھے تھے۔

ہم بھی خدا کے ہاتھوں میں ایک وسیلہ ہیں

اگر ہم بھی پولس رسول کی طرح خدا کے ہاتھوں میں ایک چنا ہوا وسیلہ ہیں، تو پھر وہ کیوں کر اس قدر مؤثر اور اثر انگیز خادم تھا؟ ایک فرق یہ ہے کہ پولس رسول کو معلوم تھا اور وہ بڑی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اُس کی زندگی کا نصب العین کیا ہے۔ اس کا قوی ایمان تھا کہ وہ قوتیں جو اس زمین پر تسلط اور اختیار رکھتی ہیں خیالی نہیں بلکہ حقیقی ہیں لیکن اُس کے اندر اور اُس کے پیچھے جو قوت کار فرما ہے وہ ان سے زیادہ بڑی اور زور آور ہے۔

کیا آپ بھی تاریکی کی قوتوں کو حقیقی سمجھتے ہیں؟ بائبل مقدس اُنہیں اسی طرح سے بیان کرتی ہے۔ اور پولس رسول اپنی زندگی میں اسی طرح ان سے نبرد آزما ہوا۔

پولس رسول کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ دُنیا کس قدر بڑی ہے، اسے شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، ملک چین، ہندوستان، ناروے، آسٹریلیا، آئس لینڈ اور دیگر مقامات کے بارے میں کوئی جانکاری حاصل نہیں تھی۔ خدا کو اس بات کا علم تھا کہ پوری دُنیا میں انجیل کے پیغام کی منادی کا کام پولس رسول کے وہم و گمان سے بھی کہیں زیادہ وُسعت اختیار کر جائے گا۔ خدا کو یہ علم تھا کہ

اگر انجیل کے پیغام کو دنیا کی انتہا تک پہنچانا ہے تو بہت سے لوگ پولس رسول کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ اگر ہم بڑی مستعدی سے خدا کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں نہ ہوں تو پھر اس زمین پر اُس کام کو نہیں کر پاتے جس کے لئے خدا نے ہمیں اس دُنیا میں رکھا ہوا ہے۔ اگر ہم صرف اور صرف خدا کے طالب ہوں کہ وہ ہماری مدد کے لئے آئے اور ہماری ضروریات فراہم پوری کرے۔ پھر ہم بابل کے لوگوں کی طرح ہی ہوں گے نہ کہ خداوند یسوع مسیح کی مانند۔ ہم بارہ شاگردوں اور پولس رسول جیسے نہ بن پائیں گے۔

کلام کے اس حصہ کا ایک اور مفہوم بھی ہے جس کا ہم نے ابھی جائزہ لیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ بدی کی قوتوں کے قلعوں کا تصور اور خیال بائبل مقدس کے عین مطابق ہے۔ ہمیں بدروحوں کے علاقہ جات کا مکمل بیان یا معلومات نہیں دی گئیں۔ اور نہ ہی تاریک پہلو کے لئے ہمیں اُن کی روحانی ترتیب اور رُتبوں کی معلومات حاصل ہیں۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بدی کی روحانی اور نادیدنی قوتیں زمین کو اپنا علاقہ سمجھتی ہیں۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ قوتیں خدا کی بادشاہی کی وُسعت اور پھیلاؤ میں مزاحم ہوتی ہیں اور یہ بھی نہیں چاہتی کہ لوگ ہر جگہ خدا کی بادشاہی اور اس کی حکمرانی کے پھیلاؤ میں خدا کے منصوبے کا حصہ بن جائیں۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ ہمیں ایسی مزاحمت کی توقع کرنی چاہئے جسے ہم اپنے منطق یا تجرباتی ثبوت سے واضح نہیں کر سکتے اور نہ ہی اسے ہم اپنی طاقت سے شکست فاش دے سکتے ہیں۔ خدا نے ہمیں اپنا پاک روح اور اپنے نادیدنی کارکن (فرشتگان) دئے ہیں تاکہ اُس کے مقصد کی ترقی اور بڑھوتی کے لئے وہ ہماری مدد کر سکیں۔ (1 کرنتھیوں 19:6، 16:3 اور عبرانیوں 13:1، 1 یوحنا 4:4)

وہ حقیقی اور اصلی سوال جو ہمیں اپنے آپ سے پوچھنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہم ہر صبح پولس رسول کی طرح دُنیا کو اس کے مافوق الفطرت اثرات کے ساتھ دیکھیں تو ہماری زندگیاں کیسی ہوں گی؟ اگر ہماری زندگیاں خدا کے گھرانے میں ہمارے رتبے اور مقام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے منظم ہوں اور ہم یہ سمجھیں کہ ہمارے ذمہ یہی کام ہے کہ ہم نے اپنے عزیز و اقارب کو تاریکی کی قوتوں سے رہائی اور مخلصی دینی ہے تو پھر ہماری زندگیوں میں کتنا بڑا فرق پیدا ہو جائے۔ ہماری زندگیاں کس قدر تبدیل ہو جائیں اگر ہمیں یہ

علم ہو جائے کہ ہر وہ فیصلہ جو ہم لیتے ہیں اور ہر وہ لفظ جو ہم بولتے ہیں بے ترتیب اور بے مقصد نہیں ہوتا۔ ہمارے طرزِ فکر میں کس قدر بڑی تبدیلی واقع ہو اگر ہم یہ ایمان رکھنا شروع کر دیں کہ خواہ یہ بات ہمارے علم میں ہو یا نہ ہو ہمارے ارد گرد نادیدنی قوتیں ہمارے فیصلہ جات، ہمارے اعمال و افعال اور ہماری باتوں کو استعمال کرتے ہوئے دوسرے لوگوں پر اچھائی یا بُرائی کے لئے اثر انداز ہوتی ہیں؟ ہماری ملازمتیں، ہماری آمدنی، ہماری لیاقتیں، حتیٰ کہ ہمارے مسائل اس وقت بے معنی معلوم ہوتے ہیں جب ہمیں یہ علم ہو جاتا ہے کہ ہم فی الحقیقت کون ہیں، ہم کیا ہوں گے اور کیوں ہم اس دُنیا میں موجود ہیں۔ ہم نادیدنی دُنیا کو دیکھ نہیں سکتے۔ نہ ہی ہم خوردبینی دُنیا کو سیکھ سکتے ہیں۔ تاہم پھر بھی ہم ان دونوں دُنیاؤں کا حصہ ہوتے ہوئے اُن میں اُلجھے ہوئے ہیں۔

ابتدائی ایمانداروں کا ایسا ہی طرزِ عمل تھا۔ جیسا کہ ہم اگلے باب میں اس بات کو دیکھیں گے۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ ان کے ارد گرد دُنیا تاریکی کی غلام دُنیا ایک دن ہتھیار ڈال دے گی۔ اس حقیقت کے باوجود کہ روحانی جنگ چھڑی ہوئی ہے اور تاریکی کی قوتیں ایمانداروں کے خلاف مزاحم اور نبرد آزما ہیں تو بھی مسیحیت عالمگیر سطح پر پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ کیونکہ خدا اور اس کے فرشتگان ایمانداروں کے ساتھ مل کر مصروفِ عمل اور مشغول خدمت ہیں۔ ابتدائی ایماندار اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ روحانی جنگ ایک حقیقت ہے اور بالآخر وہ کبھی بھی یہ جنگ نہیں ہاریں گے۔ ہم اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں کہ اُنہوں نے روحانی جنگ نہیں ہاری۔

باب 14

اِس دُنیا کے نہیں

اپنی گرفتاری سے قبل خداوند یسوع مسیح نے باغِ گتسمنی میں اپنی معروف دُعا میں اپنے شاگردوں کے تعلق سے یہ کہا تھا۔

"جِس طرح میں دُنیا کا نہیں وہ بھی دُنیا کے نہیں۔"(یوحنا 16:17) بے شک ایماندار لوگ اس دُنیا میں تھے اور اُن کے ذمہ سب قوموں کو انجیل سنانے کا کام تھا۔(متی 28 باب 19،20 آیت) لیکن وہ اس دُنیا کے نہیں تھے۔ یہ خلاف قیاس بات، اس دُنیا میں اور اس دُنیا کے نہیں، ابتدائی کلیسیا کو کئی ایک ناقابل فراموش طریقوں سے منتقل کر دی گئی تھی۔

مقدس جگہ،پاک سرزمین اور خدا کی حضُوری

8 باب میں، ہم نے مقدس جگہ کے موضوع پر بات کی تھی۔ عہدِ عتیق کے دَور کے اسرائیلیوں کے نزدیک، خدا بے نظر، یکتا اور لاثانی تھا، اس کی حضوری کے لئے مخصوص خلا دوسری خلا سے منفرد تھی۔ لیکن یہ اس حقیقت کا انکار نہیں تھا کہ خدا ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے۔ بلکہ یہ بات اس جگہ کی نشاندہی کرتی تھی کہ خدا نے ایک خاص جگہ پر اپنے لوگوں کے ساتھ رہنے کا چناؤ کیا ہے۔ خیمہ اجتماع اور ہیکل کا ایک مقصد یہ بھی تھا۔ مقدس جگہ کا تصور بہت سے اسرائیلی قوانین اور رسم ورواج کے نہ صرف منطقی رکھتے تھے بلکہ اس سے کائنات کے جغرافیہ کو بھی تقویت ملی۔ کس طرح دُنیا غیر معبودوں اور زندہ خدا کے درمیان بٹ کر رہ گئی۔

عہد جدید میں مقدس خلا کا تصور اور خیال بڑے ڈرامائی انداز میں لایا گیا۔ ہمیں یہ پوچھنے کی ضرورت ہے " اس وقت خدا کی حضوری کہاں پر ہے؟" اگرچہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ تاہم وہ خصوصی طور پر ہر ایک ایماندار کے ساتھ اور اُس کے اندر رہتا ہے۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں آپ مقدس

مقام ہیں۔ پولس رسول نے بڑے واضح طور پر یہ لکھا۔ "تمہارا بدن روح القدس کا مسکن ہے۔" (1 کرنتھیوں 19:6)

یہ بات اس جگہ کے تعلق سے بھی کہی جا سکتی ہے جہاں پر ایماندار ایک جماعت کی صورت میں فراہم ہوتے ہیں۔ کرنتھس کی کلیسیا کو خط لکھتے ہوئے، پولس رسول نے انہیں اجتماعی طور پر بتایا "تم خدا کا مقدس ہو۔" (1 کرنتھیوں 16:3) اُس نے افسّس کے ایمانداروں کو بھی بتایا کہ وہ "خدا کے گھرانے کے لوگ، خداوند میں پاک مقدس بنتے جاتے ہو اور تم بھی اُس میں باہم تعمیر کئے جاتے ہو تا کہ روح میں خدا کا مسکن بنو۔" (افسیوں 2:19-21،22)

اس کا مفہوم بہت چونکا دینے والا ہے۔ ہم میں سے اکثر لوگ خداوند یسوع مسیح کے اس بیان سے واقف ہیں۔ "جہاں دو یا تین میرے نام سے جمع ہوں گے، میں اُن کے درمیان موجود ہوں گا۔" (متی 20:18) لیکن عہدِ عتیق کے مقدس جگہ کے تصور کی روشنی میں، اس بیان کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ جہاں پر ایماندار فراہم ہوتے ہیں، اس روحانی جگہ کی تقدیس ہو جاتی ہے اور وہ وہ جگہ تاریکی کی قوتوں کے خلاف ایک قلعہ بن جاتی ہے۔

عہدِ عتیق میں یاوے نے جس جگہ کا چناؤ کیا وہ اسرائیل میں تھی یعنی یروشلیم میں ہیکل ۔اسرائیل اس لئے مقدس سرزمین بن گیا کیونکہ خدا کی حضوری وہاں پر تھی۔ لیکن وہ مقدس جگہ اردگرد کی قوموں اور اُن کے معبودوں کے لئے ایک خطرہ بن گئی۔ اسی طرح سے، آج کے ایماندار لوگ روحانی جنگ میں ہیں۔ اب ہم خدا کا مقدس ہیں۔ یہی وہ خاص جگہ ہے جہاں پر خدا کا پاک روح سکونت کرتا ہے۔ اس کی حضوری کے پیشِ نظر، ہم تاریکی کی قوتوں کی اسیری میں پڑی ہوئی دُنیا میں پھیلیں ہوئے ہیں۔

شیطان کے حوالے

مقامی کلیسیا کے تقدس کے خیال کو مقدس پولس رسول نے بڑے واضح طور پر بیان کیا ہے۔ ہر ایک ایماندار ایک مقدس سرزمین تھا۔ جہاں کسی بھی ایسے شخص کے لئے کوئی جگہ نہ تھی جس نے اپنے گناہ سے توبہ نہ کی ہو۔

8 باب میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح اسرائیل خیمہ کے تقدس کو محفوظ رکھنے کے لئے گناہ کو آڑے ہاتھوں لیا جاتا تھا۔ ہم نے یوم کفارہ کے تعلق سے بھی بات کی تھی۔ (احبار 16 باب) جہاں قوم کے گناہوں کو ایک بکرے پر لاد دیا جاتا تھا۔ ایک "اعزازیل کے لئے" ہوتی ہے۔

(احبار 8،10:16) اعزازیل بدروحوں کا ایک اڈا تھا جس کے تعلق سے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بیابان میں تھا۔۔ اسرائیلی بیابان میں بکرے کو بھیج دیا کرتے تھے جو اُن کے گناہوں کو اپنے اُوپر لئے ہوئے بیابان میں چلا جاتا تھا۔ اس عمل سے علامتی طور پر لوگوں کے گناہوں کو اس جگہ پر بھیج دیا جاتا تھا جو اُن کی جگہ ہوتی تھی، یعنی بیابان، تاریکی کی روحانی قوتوں کی سکونت گاہ۔

پولس رسول چاہتا تھا کہ کرنتھس کے لوگ بھی اسی طرح سے گناہ کو خود سے دُور کر کے اس کی جگہ بھیج دیں۔ 1 کرنتھیوں 5 باب پولس رسول نے کرنتھس کے لوگوں کو ایک شخص کی حرامکاری کے بارے میں لکھا جسے توبہ کرنے کی ضرورت تھی۔ اس نے حکم دیا۔ "اُسے شیطان کے حوالہ کرو۔" (1 کرنتھیوں 5:5) منتطق واضح تھا، گناہ کے لئے مقدس مقام پر کوئی جگہ نہیں ہے۔ ایمانداروں کو کلیسیا میں سے اس شخص کو خارج کرنا تھا جو اپنے گناہ سے توبہ نہیں کر رہا تھا۔ (1 کرنتھیوں 5 باب 9 تا 13 آیت) کلیسیا سے اخراج کا مطلب اُسے شیطان کی دُنیا میں پھینکنا یعنی اُسے دُنیا میں واپس بھیجنا تھا۔

پولس رسول اُمید کرتا ہے کہ ایسے غیر تائب دل شخص کو کلیسیا سے نکالنے کا نتیجہ "جسم کی ہلاکت" ہوگا تاکہ اُس کی روح خداوند کے دن نجات پائے۔ (1 کرنتھیوں 5:5) یہاں پر جسمانی موت کے تعلق سے بات نہیں ہو رہی۔ بلکہ جسمانی خواہشات کے خاتمے کی بات ہو رہی ہے جو اس شخص کو اپنے پھندے میں پھنسائے ہوئے تھیں۔ (گلتیوں 24:5، 1 کرنتھیوں 33،32:11 آیت)

بپتسمہ بطور روحانی جنگ

پطرس رسول بھی اِس تعلق سے پولس رسول جیسا ہی طرزِ فکر رکھتا تھا، ایماندار تاریکی کی قوتوں کے خلاف نبرد آزما تھے۔ روحانی جنگ کے تعلق سے اِس کی سوچ عہد جدید میں ایک بڑے عجیب سے حوالہ میں دکھائی دیتی ہے۔ 1 پطرس 3 باب 14 تا 22 آیت)

"اور اگر راستبازی کی خاطر دُکھ سہو بھی تو تُم مُبارک ہو۔ نہ اُن کے ڈرانے سے ڈرو اور نہ گھبراؤ۔ بلکہ مسیح کو خُداوند جان کر اپنے دِلوں میں مُقدس سمجھو اور جو کوئی تُم سے تُمہاری اُمید کی وجہ دریافت کرے اُس کو جواب دینے کے لئے ہر وقت مُستعد رہو مگر حِلم اور خوف کے ساتھ۔ اور نیت بھی نیک رکھو تاکہ جِن باتوں میں تمہاری بدگوئی ہوتی ہے اُن ہی میں وہ لوگ شرمندہ ہوں جو تمہارے مسیحی نیک چال چلن پر لعن طعن کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر خُدا کی یہی مرضی ہو کہ تُم نیکی کرنے کے سبب سے دُکھ اُٹھاؤ تو یہ بدی کرنے کے سبب سے دُکھ اُٹھانے سے بہتر ہے۔ اِس لئے کہ مسیح نے بھی یعنی راستباز نے ناراستوں کے لئے گناہوں کے باعث ایک بار دُکھ اُٹھایا تاکہ ہم کو خُدا کے پاس پہنچائے۔ وہ جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن روح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا۔ اُسی میں اُس نے جاکر اُن قیدی روحوں میں منادی کی۔ جو اُس اگلے زمانہ میں نافرمان تھیں جب خُدا نوح کے وقت میں تحمل کرکے ٹھہرا رہا اور وہ کشتی تیار ہو رہی تھی جس پر سوار ہو کر تھوڑے سے آدمی یعنی آٹھ جانیں پانی کے وسیلہ سے بچیں۔ اور اُسی پانی کا مشابہ بھی یعنی بپتسمہ یسوع مسیح کے جی اُٹھنے کے وسیلہ سے اب تمہیں بچاتا ہے۔ اُس سے جِسم کی نجاست کا دُور کرنا مُراد نہیں بلکہ خالص نیت سے خُدا کا طالب ہونا مُراد ہے۔ وہ آسمان پر جاکر خُدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے اور فرشتے اور اِختیارات اور قدرتیں اُس کے تابع کی گئی ہیں۔"

مجھے کامل یقین ہے کہ آپ نے اِس حوالہ میں انوکھی باتوں پر غور کیا ہوگا۔ نوح کی کشتی کیا تھی اور قیدی روحوں کا بپتسمہ سے کیا تعلق ہے؟ کیا یہ حوالہ ہمیں بتاتا ہے کہ بپتسمہ ہمیں نجات دیتا ہے؟

یہاں پر پطرس جو کچھ بیان کر رہا ہے وہ اس بات کے مترادف ہے جو پولس رسول نے رومیوں 5 باب میں بیان کی ہے۔ پولس رسول نے اس حوالہ میں خداوند یسوع مسیح کے تعلق سے بات کی ہے۔ لیکن بات کرتے وقت آدم بھی اس کے ذہن میں ہے۔ خداوند یسوع مسیح کے بارے سوچیں جو کہ آدم کا متضاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولس رسول اس طرح کی باتیں کرتا ہے۔ "کیونکہ جس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گنہگار ٹھہرے اُسی طرح ایک کی فرمانبرداری سے بہت سے لوگ راستباز ٹھہریں گے۔" (رومیوں 19:5) جب پطرس رسول لکھتا ہے (1 پطرس 3 باب) تو اس کے ذہن میں آدم کی جگہ پر حنوک ہے۔ لیکن پطرس کے نزدیک حنوک اور خداوند یسوع مسیح ایک دُوسرے کے متضاد نہیں تھے۔ حنوک کو اس نے ایک مثال کے طور پر استعمال کیا ہے تاکہ وہ خداوند یسوع مسیح کے تعلق سے اپنا نکتہ نظر واضح کر سکے۔

آپ حیران ہو رہے ہوں گے۔ "کون سا نکتہ؟" عہد عتیق میں حنوک کے تعلق سے چند ایک آیات موجود ہیں۔ (پیدائش 5 باب 18 تا 24) اس کے تعلق سے ہمیں یہ جانکاری حاصل ہوتی ہے کہ وہ طوفان نوح سے قبل اس دنیا میں موجود تھا۔

"اور حُنوک خُدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہوگیا کیونکہ خُدا نے اُسے اُٹھا لیا۔" (پیدائش 24:5) جو کچھ پطرس 3 باب میں خداوند یسوع مسیح کے تعلق سے بیان کرتا ہے اُن کا اس سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ حنوک کے تعلق سے کسی چیز نے پطرس کو خداوند یسوع مسیح کی یاد دلائی۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ پطرس نے عہدِ عتیق کے بارے میں یہودی کتابوں میں حنوک کے بارے میں پڑھا تھا۔ بالخصوص پطرس قدیم یہودی کتاب سے آشنا تھا جو حنوک کے تعلق سے بہت کچھ بیان کرتی تھی۔ اس کا نام 1 حنوک تھا۔۔ اس کتاب میں اس تعلق سے معلومات پائی جاتی ہیں کہ طوفان نوح کے وقت کیا کچھ ہوا تھا۔ خاص طور پر پیدائش 6 باب 1 تا 4 آیت میں موجود واقعہ جہاں خدا کے بیٹے (حنوک اُنھیں نگہبان کہتا ہے) انسانی عورتوں سے بچے (

سُورما) پیدا کئے۔ جب پطرس اور یہوداہ نوح کے دور میں ایسے فرشتوں کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے گناہ کیا تو (2 پطرس 2 باب 5،4 آیت) تو وہ 1 حنوک میں سے موجود باتوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے جو کہ بائبل مقدس میں مندرج طوفان کی اس کہانی کا حصہ نہیں ہیں۔ پیدائش کی کتاب میں مندرج طوفان کی کہانی ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ خدا کے آسمانی بیٹوں کو پاتال میں قید کر دیا گیا تاکہ وہ روزِ آخرت تک وہاں رہیں۔ لیکن 1 حنوک 6 باب 1 تا 4 آیت، 7 باب 1 تا 6 آیت 10 باب 4، 11 تا 13 آیت)

1 حنوک کی کتاب میں ان "قیدی روحوں" سے جو کچھ ہوا اس نے پطرس کو خداوند یسوع مسیح کے تعلق سے فہم و فراست عطا کیا۔ 1 حنوک میں بیان کہانی حنوک نے ایک خواب دیکھا جس میں قیدی روحوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ اُن کے لئے خداوند کے حضور شفاعت کرے۔ حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا، تو کیا وہ خدا کے حضور شفاعت کرنے کے لئے موزوں شخص تھا تاکہ خدا اپنے قہر و غضب سے باز رہے اور اُن قیدی روحوں کو چھوڑ دے؟ حنوک نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اسے ایک بُری خبر ملی۔ خدا نے اُسے سختی سے انکار کر دیا۔ حنوک کو خدا کا جواب پاتال میں قیدی روحوں تک پہنچانا پڑا۔ اُس نے اُنہیں بتایا کہ وہ اب بھی خدا کی عدالت کے نیچے ہیں۔

پطرس نے اس کہانی کو یسوع کے لئے ایک مثال کے طور پر استعمال کیا ہے۔ وہ اس نکتہ کو واضح کرنا چاہتا ہے کہ جب خداوند یسوع مر گیا، تو وہ پاتال میں اُترا اور زوال پذیر روحوں کے لئے اُس کے پاس ایک پیغام تھا۔ جب اُنہوں نے خداوند یسوع مسیح کو پاتال میں اترتے دیکھا، تو امکانِ غالب ہے کہ وہ یہی خیال کر رہی تھیں کہ اُن کی مانند کسی بدروح نے اُن کے لئے جنگ جیت لی ہے اور وہ اب قید سے جلد ہی رہائی پا جائیں گی۔ اُس کی بجائے خداوند یسوع مسیح نے اُنہیں بتایا کہ وہ اُنہیں زیادہ عرصہ تک نہ دیکھ پائیں گی کیونکہ وہ مردوں میں سے زندہ ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ خدا کے منصوبے کا حصہ تھا۔ قیدی روحوں نے فتح اور آزادی حاصل نہ کی تھی۔ وہ اب بھی عدالت کے نیچے تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ پطرس کا مذکورہ حوالہ ایک انوکھے انداز میں اختتام پذیر ہوتا ہے۔ جہاں پر یہ ذکر ہے کہ خداوند یسوع

آسمان پر چڑھ گیا اور خدا باپ کی دہنی طرف بیٹھ گیا۔ اور فرشتے، اختیارات اور قدرتیں اس کے تابع کر دی گئیں۔(1 پطرس 22:3)

پطرس کیوں کر ان سب باتوں کو بپتسمہ کے ساتھ جوڑتا ہے؟ پطرس کے ذہن میں، خداوند یسوع مسیح کی موت اور اس کا مردوں میں سے جی اٹھنا بدی کی قوتوں پر اس کی فتح کے اعلان کے ساتھ تکمیل کو پہنچنا بپتسمہ کی علامت ہے۔ بپتسمہ خداوند یسوع مسیح کی موت، اُس کے دفن اور اس کے مُردوں میں سے جی اٹھنے کی تصویر ہے۔(رومیوں 6 باب 1 تا 11 آیت)

پطرس کے نزدیک، بپتسمہ ان سب باتوں کے عین مطابق ہے کیونکہ یہ ان سب باتوں سے "مطابقت" رکھتا ہے یہ خداوند یسوع مسیح کے مُردوں میں سے زندہ ہونے کے وسیلہ سے نیک نیتی کے ساتھ خدا کے حضور ایک التجا ہے۔ 1 پطرس 21:3) "التماس" کے لئے یونانی لفظ اس عہد کی طرف اشارہ ہے جو ایک شخص کسی کے ساتھ کرتا ہے۔ اسی طرح لفظ "نیک نیتی" اس قابلیت اور صلاحیت کی طرف اشارہ ہے جس کے تحت غلط اور صحیح میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں پر صورتحال، معنی اور مفہوم بالکل مختلف ہے۔ غلط اور صحیح میں امتیاز کرنے کا خداوند یسوع مسیح کی موت، تدفین اور مُردوں میں سے جی اُ ٹھنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یونانی لفظ عہد کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو پطرس 1 باب 3 آیت میں بیان کر رہا ہے۔ دراصل بپتسمہ وفاداری کا عہد اور بدروحوں (اور کسی بھی موجود شخص) کے لئے ایک پیغام تھا کہ روحانی جنگ میں تم کس طرف ہو۔ قدیم مسیحی لوگ اس بات کو ہم سے بہتر طور پر سمجھتے تھے۔ ابتدائی کلیسیا بپتسمہ کی رسم میں کلام کے اس حصہ کے سبب سے شیطان اور اس کے فرشتوں سے دستبرداری اور خود انکاری کو بھی شامل کرتی تھی۔

یہ کیوں کر اہم ہے

اوّل۔ اِس بات کو سمجھیں کہ مقدس سین پاک سرزمین یعنی خدا کی حضوری کے رہنے کے لئے ایک جگہ جو کہ عہد عتیق کا عروج اور جلال ہے۔ کیا ہم اِس کی طرح رہنا پسند کرتے ہیں؟ اسرائیلی اور خداوند یسوع مسیح کے دَور کے ایماندار غیر ایماندار لوگوں سے قطعی مختلف ہونے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے اور سمجھتے تھے۔ مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ دانستہ طور پر اِس قدر عجیب اور انوکھے بن جائیں کہ غیر ایماندار اُن سے دُوری اختیار کرنے کی توقع اور امید رکھیں۔ اسرائیل کو "شاہی کاہنوں کا فرقہ اور ،مقدس قوم" ہونا تھا۔(خروج 6:19) خداوند کی مرضی کے مطابق طرز زندگی اختیار کرنے سے انہیں بارآور ہونا اور خوشحال زندگی بسر کرنا تھا۔ اسرائیلیوں نے دشمن معبودوں کی اسیری اور غلامی میں جکڑے پکڑے لوگوں کو خدا کی طرف مائل اور قائل کرنا تھا۔

جب ہر قوم سے لوگوں کو بچانے کے لئے خدا کے منصوبے کے ساتھ ہماری سوچ اور نکتہ نظر ہم آہنگ ہوجاتا ہے، کہ ہم نے انہیں خدا کے گھرانے کا حصہ بنانا ہے، تو پھر ہم اِس دُنیا کے لوگ نہیں رہتے۔ اِس دُنیا کے ہوکر زندگی بسر کرنا درحقیقت دُنیا کی فکروں میں کھوجانا اور اِس دنیا کی خواہشوں اور رغبتوں کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے۔ غیر ایماندار ہمارے انداز گفتگو، رویوں، اخلاقیات اور چال چلن سے دوسروں کو بتائیں کہ ہم خشک مزاج لوگ نہیں ہیں، ہم میں خود غرضی اور سختی نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کو استعمال کرتے ہوئے دوسروں پر سبقت لے جانی ہے۔ ہم اپنی خواہشوں کی تسکین کے لئے زندہ نہیں ہیں۔ ہمیں ان سب چیزوں کے متضاد زندگی بسر کرنی ہے۔ بالفاظ دیگر، ہمیں خداوند یسوع مسیح جیسا طرزِ زندگی اپنانا ہے۔ لوگ اِس لئے اُس کے اردگرد تھے کیونکہ وہ دوسروں سے مختلف اور منفرد تھا۔

دوئم۔ جو کچھ ہم اپنی کلیسیاؤں میں کرتے ہیں، یعنی ہمارے کردار، اعمال و افعال کو خداوند یسوع مسیح اور خدا کو سربلند کرنا چاہئے۔ بائبل مقدس کے دور میں موجود خیمہ یا ہیکل کی طرف جائیں تو اِس سے خدا کے کامل ہونے، اِس کی انفرادیت اور اُس کے بچوں کے لئے اِس کی محبت کے تصور اور خیال کو تقویت ملتی ہے۔ یہ سب چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ کیوں ایسا خدا ایک انسانی خاندان کا

خواہش مند ہے جس کے پاس سب کچھ ہے اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں، وہ سب سے اعلیٰ اور بالا ہے؟ بابل کے مقام پر قوموں کو اُن کے حال پر چھوڑنے کے بعد، ایک بار پھر خدا کیوں ایک نئے خاندان کی تشکیل کرنا چاہتا تھا، حالانکہ اس نے اُنہیں غیر معبودوں کے سپرد کر دیا تھا؟ خدا نے ان سے منہ کیوں نہ پھیر لیا؟ کیوں اسے ہم سے محبت ہے؟

چونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا کچھ اور بھی کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، تاکہ اس کی محبت عملی طور پر بامعنی دکھائی دے۔ جب کلیسیا اس محبت کے نتیجہ کے بغیر خدا کی محبت کے تعلق سے بات کرتی ہے یعنی خدا کی محبت کو خدا کی قدوُسیت سے بے بہرہ لوگوں کے سامنے خدا کی دیگر صفات کے مد مقابل رکھا جاتا ہے تو پھر ایماندار اس محبت کی زیادہ قدر نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ خدا کی یہ صفت انہیں زیادہ قابل قدر محسوس نہ ہو۔ مثال کے طور پر، ایسے لوگوں کو جن خدا کی قدوُسیت سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔

سوئم۔ اس باب میں جس موضوع پر ہم نے بات کی ہے اس کا تیسرا معنی و مفہوم یہ ہے کہ تاریکی کی قوتوں کو ہمارے روّیے سے علم ہو جاتا ہے کہ ہم روحانی جنگ میں کس طرف کھڑے ہیں۔ بدی کی ناراست قوتیں احمق نہیں ہیں۔ خدا کے ساتھ ہماری وفاداری کا انہیں علم ہوتا ہے۔ اور وہ بپتسمہ اور گناہ کے خلاف مزاحمت جیسی چیزوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے ہمیں دیکھتی ہیں۔ لیکن جب ہم خدا سے بے وفائی کرتے ہیں تو پھر بھی وہ ہمیں دیکھتی ہیں۔ اور وہ سمجھتی ہیں کہ کہاں پر ہماری زندگی کو غیر محفوظ اور کمزور کر سکتی ہیں ہم یقین کریں یا نہ کریں، روحانی جنگ کے دونوں پہلوؤں پر ہمیں دیکھا جا رہا ہے۔

ان صداقتوں کو سمجھنا آسان اور ان کے مطابق زندگی بسر کرنا قدرے مشکل ہے۔ اگرچہ ہم چھڑا لئے گئے ہیں تو بھی زوال کا شکار ہیں۔ ان صداقتوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے، ہمیں اپنے دلوں اور دماغوں کو اس زمین پر اپنے مقصد کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ ہمیں اس طرزِ فکر کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہوگی کہ ہم بھی خداوند یسوع مسیح کی طرح اس دُنیا کے نہیں ہیں۔ اگرچہ ہم اس میں زندگی تو بسر کرتے ہیں لیکن ہم اس جہاں کے باشندے نہیں ہیں۔ (یوحنا 23:8، 1 یوحنا 4:4)، ایک بار جب ہمیں

اس بات کا معنی و مفہوم حاصل ہو جائے گا کہ خدا کے فرزند ہونے سے کیا مُراد ہے تو پھر ہمارا طرزِ زندگی قطعی مختلف اور ہمارا رتبہ اور مقام بلند ہو جائے گا اور ہم اس دُنیا میں فتح مند زندگی بسر کرنے لگیں گے۔

باب 15

ذاتِ الٰہی میں شریک

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کون ہیں؟

میں نے شروع ہی میں یہ سوال پوچھا تھا، لیکن اب وقت ہے کہ اُسے دوبارہ سے پوچھا جائے۔ جی ہاں ہم اس دُنیا میں ہیں لیکن اس دنیا کے نہیں ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ فضل سے خداوند یسوع مسیح کے اس کام پر ایمان لانے سے نجات ملی ہے جو اس نے ہمارے لئے صلیب پر سرانجام دیا ہے۔(افسیوں 2 باب 8،9 آیت) لیکن یہ تو اس فہم و ادراک کا محض آغاز ہے کہ خدا نے ہمارے لئے کیا کچھ منصوبہ رکھتا ہے۔

باغ عدن میں خدا کا بنیادی ارادہ اور منصوبہ یہی تھا کہ اس کا انسانی خاندان آسمانی خاندان کے ساتھ ایک ہو جائے۔ خدا کے آسمانی بیٹے تخلیق کائنات سے قبل موجود تھے۔(ایوب 38 باب 7،8 آیت)زوال کے واقع ہونے پر خدا نے اس منصوبہ کو ترک نہیں کیا تھا۔ مسیحی بھائیوں اور بہنوں آپ کو خدا کے آسمانی بچوں میں سے ایک (الوہیم) کی مانند بنایا جائے گا۔ آپ خداوند یسوع مسیح کی مانند بنا دئے جائیں گے۔

علمِ الٰہیات کے ماہرین اِس خیال کو بہت سے نام دیتے ہیں۔ اُن میں سے ایک اہم خیال جلال میں داخل ہونا ہے۔ پطرس رسول نے اسے "ذاتِ الٰہی میں شریک ہونے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔(2 پطرس 4:1) یوحنا رسول نے اسے اِس طرح سے بیان کیا ہے۔"دیکھو باپ نے ہم سے کیسی مُحبت کی ہے کہ ہم خُدا کے فرزند کہلائیں اور ہم ہیں بھی۔"(1 یوحنا 1:3)

اِس باب میں ہم دیکھیں گے کہ بائبل مقدس کس طرح اِس پیغام کو بیان کرتی ہے۔

خدا کے بیٹے، ابرہام کی نسل

جب خدا نے دُنیا کی قوموں کو بابل کے مقام پر الٰہوں کے حوالہ کر دیا، اُس نے یہ جانتے ہوئے ایسا کیا کہ وہ اپنے نئے انسانی خاندان کے وسیلہ سے از سر نو آغاز کرے گا۔ خدا نے بابل کے بُرج کے واقعہ (پیدائش 11 باب 1 تا 9 آیت) کے فوراً بعد ابرہام کو بلایا(پیدائش 12 باب 1 تا 8 آیت) خدا نے ابرہام اور سارہ کے وسیلہ سے اپنے اصلی عدن کے منصوبے کی طرف واپس لوٹنا تھا۔

خدا کے لوگ، ابرہام کی نسل، یعنی بنی اسرائیل اِس زمین پر خدا کی اچھی حکمرانی کو بحال کرنے میں ناکام ہو گئے۔ لیکن اُن میں سے ایک فرزند کامیاب ہوا۔ خدا یسوع مسیح کی صورت میں انسان بن گیا، جو کہ داؤد، ابرہام اور آدم کی نسل سے تھا۔ خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہی خدا کا یہ وعدہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا جس میں اِس نے کہا کہ وہ ایک دن اُن قوموں کو برکت دے گا جنہیں اُس نے بابل کے مقام پر سزا دی تھی۔ پولس رسول نے اِس تعلق سے کئی ایک مقامات پر لکھا۔ اُن میں سے دو حوالہ جات ذیل میں دئے جا رہے ہیں۔

"یعنی یہ کہ وہ بھید مجھے مکاشفہ سے معلوم ہوا۔ چنانچہ میں نے پہلے اُس کا مختصر حال لکھا ہے جسے پڑھ کر تُم معلوم کر سکتے ہو کہ میں مسیح کا وہ بھید کِس قدر سمجھتا ہوں۔ جو اور زمانوں میں بنی آدم کو اِس طرح معلوم نہ ہوا تھا جِس طرح اُس کے مُقدس رسُولوں اور نبیوں پر روح میں اب ظاہِر ہو گیا ہے۔ یعنی یہ کہ مسیح یسوع میں غیر قومیں خوشخبری کے وسیلہ سے میراث میں شریک اور بدن میں شامل اور وعدہ میں داخل ہیں۔"

(افسیوں 3 باب 3 تا 6 آیت)

"کیونکہ تُم سب اُس ایمان کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے خُدا کے فرزند ہو۔ اور تُم سب جِتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد اور عورت کیوں کہ تُم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔ اور اگر تُم مسیح کے ہو تو ابراہام کی نسل اور وعدہ کے مطابق وارث ہو۔" (گلتیوں 3 باب 26 تا 29 آیت)

جیسا کہ میں نے ابتدائی ابواب میں پہلے وضاحت کی تھی۔ سارے عہد عتیق میں، وہ لوگ اسرائیلی نہیں تھے جو اس علاقہ میں رہتے تھے وہ ان مختلف الٰہوں کے زیرِ تسلط آ گئے جن کو خدا نے بابل کے مقام پر اُن نافرمان قوموں پر مقرر کر دیا تھا۔ بابل کے مقام پر اسرائیل کے علاوہ دیگر اقوام زندہ اور حقیقی خدا کے ساتھ اپنے رشتے اور تعلق سے محروم ہو گئیں۔ اسرائیل اور صرف اسرائیل خدا کا حصہ بخرہ تھا۔ (استثنا 32:9) اسرائیلیوں کو کئی لحاظ سے ایسے لوگوں کے طور پر بھی بیان کئے گئے ہیں جو میراث سے خارج تھے۔ ان پر جغرافیائی اور نسلی لیبل لگ گئے۔

(مصری، موابی، عمالیقی) لیکن عہدِ جدید میں انہیں غیر قوموں کا نام بھی دیا گیا۔ یہ ایک ایسا لیبل تھا جو قوموں کے لئے ایک لاطینی لفظ سے ماخوذ تھا۔ اگر آپ ایک یہودی نہیں تو آپ غیر قوم سے ہیں۔

عہد جدید کی کہانی یہ ہے کہ ابرہام کی نسل میں سے خداوند یسوع مسیح صلیب پر مر گیا، دفن ہوا اور پھر تیسرے روز مُردوں میں سے زندہ ہو گیا۔ تا کہ وہ نہ صرف ابرہام کی نسل کو (اسرائیلی۔ یہودی) بلکہ

سب قوموں اور قبیلوں کے لوگوں کو چھڑائے جو پہلے زندہ اور حقیقی خدا کے ساتھ رشتہ توڑ بیٹھے تھے۔ مذکورہ آیات میں، پولس رسول غیر اقوام کی خدا کے خاندان میں شمولیت کو ایک بھید قرار دیتا ہے۔ وہ اس بات پر حیرت زدہ تھا کہ ان قوموں میں سے لوگ اس وعدہ میں شامل ہو سکتے ہیں جنہیں خدا نے خارج کر کے غیر معبودوں کے حوالہ کر دیا تھا۔

مسیح یسوع میں وہ سب لوگ جو انجیل کے پیغام کو سن کر اُس پر ایمان لاتے اور اُسے قبول کر لیتے ہیں وہ یاوے، زندہ خدا، ابرہام، اضحاق اور یعقوب کے خدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔ (یوحنا 12:1، گلتیوں 26:3 اور رومیوں 14:8) یہی وجہ ہے کہ نیا عہد نامہ ایمانداروں کے لئے خاندان کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ (بیٹے، بچے اور وارث) اور پھر "خدا کے لے پالک فرزند" کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی ہے۔

(رومیوں 8 باب 15 اور، 23 آیت افسیوں 5:1، گلتیوں 4:4) وراثت کی زبان بالکل واضح، صاف، شفاف اور دانستہ طور پر استعمال کی گئی ہے۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کون یعنی نیا آسمانی انسانی خاندان ہیں۔ ہم خدا کے گھرانے کے لوگ ہیں۔ ایمانداروں کو اب وہی کچھ کرنا ہے جو شروع میں آدم اور حوا کو کرنا تھا۔ انہیں غیر فانی اور خدا کی صورت اور شبیہ پر جلالی مخلوق بن کر خدا کی حضوری میں رہنا تھا۔

حتیٰ کہ اب بھی یہ واضح نہیں ہے کہ ہم کیا کچھ ہیں۔ اہم اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح ہمیں کس طرح سے دیکھتا ہے۔

خاندان کا پھر سے اکٹھا ہونا

عبرانیوں کے نام لکھے گئے خط کے پہلے دو ابواب خدا کے ملے جلے یعنی آسمانی اور انسانی خاندان کی ڈرامائی تصویر پیش کرتے ہیں۔ میرے لئے، تو بائبل مقدس میں یہ ایک بہت ہی پُر جوش حوالہ ہے۔

عبرانیوں 1 باب اس نکتہ کو اجاگر کرتا ہے کہ "فرشتوں سے افضل" (4 آیت) خدا کی جماعت میں یسوع مسیح سے بڑھ کر کوئی افضل اور اعلیٰ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خدا ہے۔ در حقیقت، مصنف یہ نکتہ

واضح کرتا ہے کہ کوئی فرشتہ بھی اس لائق نہیں تھا کہ انسان بن کر بادشاہی کا وارث ہو، ضرورت تھی کہ فرشتے خداوند یسوع مسیح کو سجدہ کرتے (6،5 آیت) یسوع بادشاہ ہے۔

غیر معمولی انداز میں جب خداوند یسوع مسیح انسان بنا، تو وہ تھوڑے وقت کے لئے فرشتوں سے کم ہوا تھا۔ وہ ہم میں سے ایک کی مانند بن گیا۔ انسان آسمانی مخلوق یعنی فرشتوں سے کم افضل نہیں۔ عبرانیوں کا مصنف پوچھتا ہے۔

" اِنسان کیا چیز ہے کہ تو اُس کا خیال کرتا ہے؟ یا آدم زاد کیا ہے کہ تُو اُس پر نگاہ کرتا ہے۔ تُو نے اُسے فرشتوں سے کُچھ ہی کم کیا۔ تُو نے اُس پر جلال اور عزت کا تاج رکھا اور اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اُسے اِختیار بخشا۔ تُو نے سب چیزیں تابع کرکے اُس کے پاؤں تلے کر دیں ہیں۔ پس جس صورت میں اُس نے یہ سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تو اُس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو اُس کے تابع نہ کی ہو مگر ہم اب تک سب چیزیں اُس کے تابع نہیں دیکھتے۔ البتہ اُس کو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کُچھ ہی کم کیا گیا یعنی یسوع کو کہ موت کا دُکھ سہنے کے سبب سے جلال اور عزت کا تاج اُسے پہنایا گیا ہے تاکہ خُدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے۔"(عبرانیوں 2 باب 6 تا 9 آیت)

خداوند یسوع مسیح نے جو کچھ کیا اس کا کیا نتیجہ سامنے آیا؟ ہوسکتا ہے کہ ہم کہیں ، نجات۔ یہ دُرست جواب ہے۔ لیکن اس جواب میں وہ بات شامل نہیں ہے جو عبرانیوں کا مصنف چاہتا ہے کہ ہم جانیں۔ چونکہ خدا خداوند یسوع مسیح کی صورت میں انسان بن گیا تھا۔ اس لئے اُس کے غیر فانی پیروکار بھی آسمانی بن جائیں گے۔ وہ اُس کے آسمانی خاندان کے ساتھ ایک ہوجائیں گے۔

ایک دن خواہ ہماری موت یا پھر مسیح کی اس زمین پر آمد ثانی کے موقع پر جب اس زمین پر اس کی بادشاہی قائم ہو گی، اور نیا عدن وجود میں آئے گا وہ ہمارا تعارف اپنی آسمانی جماعت سے اور آسمانی جماعت کا ہم سے تعارف کرائے گا۔ وہ ہماری مانند بن گیا تاکہ ہم اُس کی مانند بن جائیں۔

"کیونکہ جس کے لئے سب چیزیں ہیں اور جس کے وسیلہ سے سب چیزیں ہیں اُس کو یہی مناسب تھا کہ جب بُہت سے بیٹوں کو جلال میں داخل کرے تو اُن کی نجات کے بانی کو دُکھوں کے ذریعہ سے کامل کرلے۔ اِس لئے کہ پاک کرنے والا اور پاک ہونے والے سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ اِسی باعث وہ انہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ تیرا نام میں اپنے بھائیوں سے بیان کروں گا کلیسیا میں تیری حمد کے گیت گاؤں گا۔ اور پھر یہ کہ میں اُس پر بھروسہ رکھوں گا اور پھر یہ کہ دیکھ میں اُن لڑکوں سمیت جنہیں خُدا نے مجُھے دیا ہے۔"

(عبرانیوں 2 باب 10 تا 13 آیت)

خدا کی جماعت کے الٰہوں کے سامنے انسان بننے یا اپنے مقام اور وقار سے نیچے آنے پر گھبرانے یا پریشان ہونے کی بجائے خداوند یسوع نے اسی میں شادمانی محسوس کی۔ وہ اس جماعت میں ہمارا نمائندہ بن کر کھڑا ہو گیا۔

اور پھر یہ کہ دیکھ میں اُن لڑکوں سمیت جنہیں خُدا نے مجُھے دیا ہے۔" اور یہی ازل سے خدا کا منصوبہ تھا۔

ہم خدا کے آسمانی اور جلالی خاندان کا حصہ بن جائیں، یہی ہماری منزل اور نصب العین ہے۔ پولس رسول رومیوں 8 باب 18 تا 23 آیت میں اس بات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کرتا ہے۔

"کیونکہ میری دانِست میں اِس زمانہ کے دُکھ درد اِس لائق نہیں کہ اُس جلال کے مُقابل ہو سکیں جو ہم پر ظاہر ہونے والا ہے۔ کیونکہ مخلوقات کمال آرزُو سے خُدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے۔ اِسی لئے کہ مخلوقات بطالت کے اِختیار میں کر دی گئی تھی۔ نہ اپنی خوشی سے بلکہ اُس کے باعث سے جِس نے اُس کو۔ اِس اُمید پر بطالت کے اِختیار میں کر دیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چھوٹ کر خُدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات مِل کر اب تک کراہتی ہے اور دردِزہ میں پڑی تڑپتی ہے۔ اور نہ فقط وہی بلکہ ہم بھی جنہیں روح کے پہلے پھل مِلے ہیں آپ اپنے باطِن میں کراہتے ہیں اور لے پالک ہونے یعنی اپنے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں۔"

پولس رسول نے اسی پیغام کے ساتھ ایمانداروں کی ہمت بندھائی ۔ اس نے روم میں موجود ایمانداروں کو بتایا خدا نے اُنہیں اپنے بیٹے کے ہم شکل ہونے کے لئے مقرر کیا ہے۔ تا کہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے کرنتھیوں۔ (رومیوں 29:8) اس نے کرنتھس کی کلیسیا کو یہ بتایا۔ "مگر ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خداوند کا جلال اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینہ میں تو اس خداوند کے وسیلہ سے جو روح ہے ہم اسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں۔"

(2 کرنتھیوں 18:3) اور ہماری انسانیت بدل جائے گی۔ کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیاتِ ابدی کا جامہ پہنے۔"(1 53:15) پطرس کے نزدیک خدا کے گھرانے کی جماعت میں شامل ہونے کا معنی "خدا کی ذاتِ الٰہی میں شامل ہونا" تھا(1 پطرس 4:1) یوحنا رسول نے بڑی سادگی سے یہ کہا "ہم اُس کی مانند ہوں گے۔" (یوحنا 2:3)

یہ کیوں کر اہم ہے

بطور مسیحی ہم نے بہت دفعہ یہ سنا ہوگا کہ ہمیں مسیح یسوع کی مانند بننے کی ضرورت ہے۔ یقیناً ہمیں مسیح کی مانند بننا ہے۔ لیکن جب ہم یہ سنتے ہیں تو بالعموم یہی معنی اور مفہوم ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ ہم نے مزید اچھا بننا ہے۔ ہم اس ناقابلِ فہم خیال کو کہ ایک دن ہم مسیح یسوع کی مانند ہوں گے کارکردگی یا کاموں سے جوڑ دیتے ہیں۔ اور ہمارے ذہن میں یہ بات سما جاتی ہے کہ ہمیں مزید اچھے کام کرنے اور احساسِ ذمہ داری کو اپنی زندگی میں لینا ہے۔

ہوتا یہ ہے کہ ہم اس بات پر شرمندگی اور احساسِ جرم محسوس کرتے ہیں کہ ہم کس قدر مسیح جیسے نہیں ہیں، اور اپنے دلوں میں عہد و پیمان کرتے ہیں کہ ہم مزید بہتر ہونے کی کوشش کریں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خداوند یسوع مسیح کے صلیبی کام کی بنیاد پر حاصل ہونے والی برکات اور آنے والے وقت میں جو کچھ مسیح ہمارے لئے کرے گا، یہ علم و معرفت اس کی مانند

بننے کے تعلق سے ہماری سوچوں کی تجدید نو کرے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم مسیح کی مانند ہونے کو اچھے اور نیک کاموں میں اِس خوف سے بدل دیں کہ کہیں خدا ہم پر برہم نہ ہو جائے۔ لیکن یہ بہت ہی بُری مذہبی سوچ ہے۔ یہ تو فضل کو فرض میں بدلنے والی بات ہے۔ اِس کی جگہ ہم اِس بات کے لئے خدا کے شکر گزار ہو سکتے ہیں کہ ایک دن ہم وہ بن جائیں گے جو خدا نے ازل سے ہمیں بنانے کا ارادہ کیا تھا اور وہ ہمیں بنانے میں بڑی شادمانی اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ (رومیوں 29:8) اور ہم ایسا طرزِ زندگی اپنائیں کہ تاریکی کی قوتوں میں جکڑے پکڑے لوگ خدا کے گھرانے کا حصہ بن جانے کی خواہش کا اظہار کرنے لگیں۔

مسیحی زندگی اب اِس خوف سے عبارت نہیں کہ ہم شادمان ہونے میں ناکام ہو جائیں گے۔ وہ خدا جس نے ہم سے اُس وقت محبت رکھی جب ہم گنہگار اور تاریکی کی قوتوں کے غلام تھے۔ مسیحی زندگی دو خیالات کو سمجھنے اور اپنانے سے متعلق ہے۔ ہمارا خدا کے گھر میں بطور لے پالک فرزند داخلہ یہ ثابت کرتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح ہمارا بھائی ہے۔ اور خدا ہم سے ایسے ہی محبت کرتا ہے جیسے اُس نے خداوند یسوع مسیح سے محبت رکھی۔ دوئم۔ اِس زمین پر خدا کی بادشاہی کو بحال کرنے کے لئے خدا کے منصوبے میں ہمارا کردار۔ ہم اِس وقت بھی خدا کی آسمانی جماعت کا حصہ ہیں اور آسمان پر بھی اُس کی آسمانی جماعت میں شامل ہوں گے۔ وہ ہمارا باپ ہے، ہم اُس کے بچے ہیں۔ اُس نے ہمارے لئے یہی مقرر کیا ہے کہ جہاں وہ ہے ہم بھی ہمیشہ کے لئے وہیں سکونت پذیر ہوں۔ ہم اُس کے ساتھ مل کر کام کرنے والے ہیں تاکہ ہم اُن لوگوں کو آزاد کریں جو ابھی بھی مُردوں کے سردار کی حکمرانی اور تاریکی کی نادیدنی قوتوں کی اسیری میں ہیں۔

بائبل مقدس کا لب لباب یہی ہے کہ کھویا ہوا عدن پھر سے بحال ہو جائے۔ یہی ہماری منزل ہے۔ اب آپ کا مقام یہ نہیں کہ ہم خدا کے گھرانے میں شمولیت کے لئے نیک اعمال کی دَوڑ میں شامل ہو جائیں۔ ہم کبھی بھی اپنی کاوشوں اور اچھے کاموں سے خدا کے گھرانے کا حصہ نہیں بن سکتے۔ اب آپ کی زندگی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ خدا کے گھرانے میں شامل ہو چکے ہیں۔ آپ اِس میں خوشی منائیں اور دُوسروں کو اِس زندگی میں لانے کے لئے کوشاں رہیں۔

باب 16

فرشتوں پر حکمرانی

ہمارے لئے یہ بہت اہم ہے کہ ہم جانیں کہ بطور مسیحی ہم کون ہیں۔ ہم خدا کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ ہم از سرِ نو تیار کی گئی آسمانی جماعت ہیں جو اپنے باپ کی بادشاہی میں شامل ہو چکی ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر مزید صداقتیں اور حقائق ہیں جن کے بارے میں جانکاری بہت ضروری ہے۔ جی ہاں ہم خدا کے خاندان کی جماعت ہیں لیکن کس حد تک؟

اگرچہ ہم پہلے ہی خدا کی بادشاہی کا حصہ بن چکے ہیں (کلسیوں 13:1) تاہم یہ بادشاہی مکمل طور پر ہم پہ ظاہر نہیں ہوئی۔ ہم نے دُنیا کو عدن بنتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ یہ مہمل اور ناقابلِ فہم بات کئی لحاظ" پہلے ہی لیکن ابھی تک نہیں" بائبل مقدس میں بار بار دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس باب میں، میں آپ کو؟"ابھی تک نہیں" کی جھلک پیش کروں گا جو کہ "کس حد تک"؟ کا جواب ہے۔

بادشاہی میں شمولیت ابھی اور اسی وقت

خدا کی بادشاہی میں ہماری شمولیت پہلے سے طے نہیں ہے۔ اس لحاظ سے، ہم روبوٹ نہیں ہیں جو اسی طرح سے کام کر رہے ہیں جس طور سے ہمیں کام کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس سے خدا کی صورت اور شبیہ پر ہونے اور اس کے نمائندگان ہونے کے خیال کی نفی اور تردید ہوتی ہے۔ ہمیں اس کی مانند ہونے کے لئے خلق کیا گیا تھا۔ وہ آزاد خدا ہے۔ اگر ہمارے پاس حقیقی آزادی نہ ہو، تو ہم اس کی مانند نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اُس کی مانند قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہمیں اس کی پرستش اور عبادت اور اُس کی تابعداری کرنے میں ایک چناؤ اور آزادی حاصل ہے۔ ہم چاہیں تو اُس کی عبادت کریں یا پھر بغاوت کریں۔ ہم چاہیں تو اس کی راہوں پر اور اگر چاہیں تو اپنی ڈگر پر زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ جو کچھ ہم بوئیں گے وہی کاٹیں گے۔ ہمارا بونا پہلے سے طے شدہ نہیں ہے۔

لیکن خدا ہم سے عظیم اور مہیب ہستی ہے۔ اُس کا منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔ اُس کی کامیابی کا انحصار کسی پر منحصر نہیں ہے اور نہ ہی اسے انسانی آزادی کے مطابق ڈھالا اور بنایا جا سکتا ہے۔ ہم اُسے کمزور نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی آسمانی مخلوق جو چناؤ کرنے میں آزاد ہے ایسا کر سکتی ہے۔

آسمان پر ہونے والے اجلاس کے بارے میں سوچیں جو میں نے 1 باب میں آپ کو دکھایا تھا۔ میں نے پوچھا تھا کہ آیا آپ ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو بائبل مقدس بیان کرتی ہے اور پھر میں آپ کو آسمان پر فراہم ہونے والی ایک جماعت کی طرف لے گیا تھا جو کہ 1 سلاطین 22 باب میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ خدا نے حکم دیا تھا پس لازم تھا کہ ویسا ہی ہوتا۔ وقت آپہنچا تھا کہ بدکار اخی اب بادشاہ اپنے انجام کو پہنچتا۔ لیکن خدا نے اپنی جماعت میں موجود روحوں کو موقع دیا کہ وہ اس بات کا فیصلہ کریں کہ یہ کس طرح سے ممکن ہو۔ (1 سلاطین 22 باب 19 تا 23 آیت)

پہلے سے مقرر ہونا اور آزادی خدا کی بادشاہی میں شانہ بشانہ کام کرتی ہیں۔ اس کے منصوبے کبھی ناکام ہوں گے اور نہ ہی کوئی چیز ان کے درمیان حائل ہو سکے گی۔ وہ گناہ اور بغاوت کا خاتمہ کر کے دیگر آزاد نمائندگان کے وسیلہ سے انہیں پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ جیسا کہ اے سی لیویس نے خدا کے بارے میں یہ کہا تھا۔ (اپنی کتاب۔ پری لینڈرا) "آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں، وہ اس میں سے بھلائی پیدا کرے گا۔ لیکن اس سے وہ بھلائی پیدا نہ ہو گی جو آپ کی فرمانبرداری کی صورت میں اس نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہے۔"

کس حد تک؟ یہاں اور ابھی، کیا ہم خدا کے خاندان کی جماعت ہیں؟ کیا ہم لوگوں کو تاریکی سے رہائی دلانے کے لئے خدا کے شریک کار ہیں؟ کیا ہم لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ کس طرح اُنہوں نے انصاف اور رحم کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنی ہے؟ کیا ہم ان لوگوں کے لئے خدا کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں جنہوں وضاحت کی ضرورت ہے؟ اس مخالف ماحول دنیا میں زندہ اور حقیقی خدا کی سچائی کے پیغام کو پھیلانے کے لئے معلومات اکٹھی کرنے والی حاسد آسمانی ذہین قوتوں کے زیرِ تسلط

ہے۔ تاکہ لوگ اُس زندگی سے لطف اندوز ہوں جس کا ارادہ وہ اپنے ان لوگوں کے لئے رکھتا ہے جنہیں اُس نے اپنی صورت اور شبیہ پر پیدا کیا ہے۔

یہ ساری بلاہٹیں آنے والی بادشاہی کے لئے تربیت ہیں۔ جیسا کہ پولس رسول نے کرنتھیوں سے پوچھا تھا جو کہ آسمانی چیزوں کو نظر انداز کر کے دنیا کے معاملات پر جھگڑوں رگڑوں میں اُلجھ کر رہ گئے تھے۔ "کیا تُم نہیں جانتے کہ ہم فرشتوں کا اِنصاف کریں گے؟۔ تُو کیا ہم دُنیوی معاملے فیصل نہ کریں؟" (1 کرنتھیوں 6:3) وہ بہت سنجیدہ تھا۔ پولس رسول اس بیان میں بڑی خاص بات بیان کر رہا تھا۔

قوموں پر مقرر کئے گئے

بادشاہت کی آخری اور حتمی شکل وصورت ابھی ظاہر ہونا باقی ہے۔ جب ایسا ہوگا تو پھر تاریکی کی قوتیں شکست سے دوچار ہوں گی۔ ناراست الہٰ اپنا تسلط اور اختیار کھو دیں گے جو وہ قوموں پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور اُن کی جگہ پر خدا کا جلالی گھرانہ اور اُس کی جماعت حکمرانی کرے گی۔ جو کچھ خداوند یسوع مسیح نے مکاشفہ کی کتاب میں کہا تھا، آئیں اس پر غور کریں۔

"البتہ جو تُمہارے پاس ہے میرے آنے تک اُس کو تھامے رہو۔ جو غالب آئے اور جو میرے کاموں کے مواقف عمل کرے میں اُسے قوموں پر اِختیار دُوں گا۔ اور وہ لوہے کے عَصا سے اُن پر حکومت کرے گا۔ جس طرح کے کُمہار کے برتن چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا اِختیار اپنے باپ سے پایا ہے۔ اور میں اُسے صبح کا ستارہ دوں گا۔" (مکاشفہ 2 باب 25 تا 28 آیت)

جب خداوند یسوع مسیح اس زمین یعنی عالمگیر عدن پر اپنی بادشاہی قائم کرنے کے لئے آئے گا، تو وہ ان لوگوں کو بھی اس بادشاہی اور تخت کا وارث بنائے گا جن کے ساتھ اُس نے اپنے خون کے ساتھ ایک

رشتہ قائم کیا ہے۔ تخت اور ریاستیں اس کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گی اور اُن کی جگہ پر ہم تخت نشین ہوں گے۔ اُن کا تسلط اور اختیار وفادار فرشتوں کو دیا جائے گا۔ جب خدا عالمگیر عدن میں اپنی بادشاہی قائم کرے گا تو ہم فرشتوں سے افضل ہوں گے۔ خداوند یسوع مسیح اپنے انسانی بھائیوں اور بہنوں کو اختیار اور قدرت عطا کرے گا۔

کیا آپ مکاشفہ 28:2 کے بیان سے تذبذب کا شکار ہیں؟"میں اُسے صبح کا روشن ستارہ دوں گا؟ یہ تھوڑا عجیب دکھائی دیتا ہے؟ لیکن اس صورتحال کی بات کر رہا ہے جب ابلیسی قوتوں کو شکست فاش ہو جائے گی اور ہم قوموں پر خداوند یسوع مسیح کے ساتھ مل کر حکمرانی کریں گے۔ "صبح کا ستارہ" آسمانی مخلوق کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔(ایوب 7:38) یہ اصطلاح مسیح کو بھی پیش کرتی ہے۔چونکہ مسیح آسمان سے ہے، "ستارے کی زبان" بعض اوقات اس کے آنے والے اقتدار اور بادشاہی کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔(گنتی 17:24) میں مرقوم ہے۔"میں اُسے دیکھوں گا تو سہی پر ابھی نہیں وہ مُجھے نظر بھی آئے گا پر نزدیک سے نہیں۔یعقوب میں سے ایک ستارہ نکلے گا اور اسرائیل میں سے ایک اعصا اُٹھے گا اور موآب کی نواحی کو مار مار کر صاف کر دے گا۔ اور سب ہنگامہ کرنے والوں کو ہلاک کر ڈالے گا۔" اسی طرح مکاشفہ کی کتاب میں خداوند یسوع مسیح نے خود کو اس طرح سے ہی بیان کیا ہے۔ "مُجھ یسوع نے اپنا فرشتہ اِس لیے بھیجا کہ کلیسیاؤں کے بارے میں تُمہارے آگے اِن باتوں کی گواہی دے۔ میں داؤد کی اصل و نسل اور صبح کا چمکتا ہوا ستارہ ہوں۔"(مکاشفہ 16:22)

مکاشفہ 2 باب 25 تا 28 آیت کے الفاظ بہت زبردست ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نہ صرف یہ کہہ رہا ہے کہ وہ آنے والا مسیح ستارہ ہے بلکہ وہ ہمیں صبح کا ستارہ دیتا بھی ہے۔وہ اپنی بادشاہی بھی ہمیں عطا کرتا ہے۔

(مکاشفہ 3 باب 20،21 آیت میں مزید وضاحت بیان کی گئی ہے تاکہ ایماندار نکتے کی بات سمجھنے سے قاصر نہ رہ جائیں۔

"دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہوا کھٹکھٹاتا ہوں۔ اگر کوئی میری آواز سُن کر دروازہ کھولے گا تو میں اُس کے پاس اندر جا کر اُس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ۔ جو غالب آئے میں اُسے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھاؤں گا۔ جِس طرح میں غالب آکر اپنے باپ کے ساتھ اُس کے تخت پر بیٹھ گیا۔"

ہمیں کس حد تک ذاتِ الٰہی میں شریک کیا گیا ہے؟ خداوند یسوع مسیح ہمیں کیوں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی جماعت میں متعارف کراتا ہے؟ تاکہ خدا ہمیں وہ تسلط اور اختیار عطا کر سکے جو اس نے بنیادی طور پر ہمارے لئے اپنے منصوبہ میں شامل کیا تھا۔ نئے عالمگیر عدن میں آسمان زمین کی طرف لوٹ آئے گا۔

ابدی عدن

پیدائش کے پہلے باب سے، عدن ہی انسان، آسمانی مخلوق جو اُس کی شبیہ اور صورت پر پیدا کی گئی تھی کے لئے خدا کا بنیادی اہم منصوبہ تھا۔ پس یہ نہ تو حیرت کی بات ہے اور نہ ہی یہ ایک مطابقت یا موافقت ہے کہ مکاشفہ کا آخری باب ہمیں عدن کی طرف واپس لے جاتا ہے۔

"پھر اُس نے مجھے بلور کی طرح چمکتا ہوا آبِ حیات کا ایک دریا دِکھایا جو خُدا اور برّہ کے تخت سے نِکل کر اُس شہر کی سڑک کے بیچ میں بہتا تھا۔ اور دریا کے وار پار زندگی کا درخت تھا۔ اُس میں بارہ قسم کے پھل آتے تھے اور ہر مہینے میں پھلتا تھا اور اُس درخت کے پتوں سے قوموں کو شِفا ہوتی تھی۔ اور پھر لعنت نہ ہوگی اور خُدا اور برّہ کا تخت اُس شہر میں ہوگا اور اُس کے بندے اُس کی عبادت کریں گے۔ اور وہ اُس کا منہ دیکھیں گے اور اُس کا نام اُن کے ماتھوں پر لِکھا ہوگا۔ اور پھر رات نہ ہوگی اور وہ چراغ اور سورج کی روشنی کے مُحتاج نہ ہوں گے کیونکہ خُداوند خُدا اُن کو روشن کرے گا اور وہ ابدالآباد بادشاہی کریں گے۔" (مکاشفہ 22 باب 1 تا 5 آیت)

کیا آپ نے غور کیا کہ حیات کا درخت قوموں کی شفا کا کام کرتا ہے۔ وہ قومیں جن پر کبھی ہوا کی عملداری کے حاکموں اور اختیار والوں کا تسلط اور حکمرانی تھی ان پر میرے اور آپ جیسے خدا کے بیٹے اور بیٹیاں حکمرانی کریں گے۔

یہ پہلا موقع نہیں کہ مکاشفہ کی کتاب میں حیات کا درخت دیکھنے کو ملتا ہے۔ آخر تک ایمان پر قائم رہنے والوں سے خداوند یسوع مسیح مخاطب ہے۔ "جِس کے کان ہوں وہ سُنے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے جو غالب آئے میں اُسے اُس زندگی کے درخت میں سے جو خُدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کو دوں گا۔ جِس کے کان ہوں وہ سُنے کہ روح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے جو غالب آئے اُس کو دوسری موت سے نقصان نہ پہنچے گا۔" (مکاشفہ 2 باب 7 اور 11 آیت) حیات کے درخت کا حوالہ واضح طور پر عدن جیسا ہی ہے۔ پہلی موت جسمانی موت کی طرف اشارہ ہے۔ جو آدم کے باعث اس دُنیا میں انسان پر آئی اور اُسے باغ عدن سے نکال دیا گیا۔ چونکہ تمام بنی نوع انسان، خواہ ایماندار یا غیر ایماندار بلا امتیاز تختِ عدالت کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے۔ آخری موت آخری عدالت ہے۔

(مکاشفہ 8:21) وہ ایماندار جو خدا کے ساتھ نئے عدن میں رہنا جاری رکھیں گے اُن پر دوسری موت کا اثر نہیں ہوگا۔

یہ کیوں کر اہم ہے

بہت سے مسیحیوں کو موت کے بعد زندگی کا بہت کم علم حاصل ہے۔ خدا کا کلام ہمیں بڑی تفصیل کے ساتھ نہیں بتاتا کہ یہ سب کچھ کیسا ہوگا۔ لیکن بعض پہلو بالکل واضح اور یقینی ہیں۔ ہم بادلوں پر اڑتے ہوئے ہر وقت بربط اور ستار بجاتے ہوئے خدا کی حمد و ثنا نہیں کیا کریں گے۔ ایسا بھی نہیں ہوگا کہ ہم تکئے لگائے آرام سے بیٹھے ہوئے اپنے پیاروں سے گفت و شنید کریں گے یا ماضی کے معروف ایمانداروں سے محو گفتگو ہوں گے۔

بلکہ ہم عدن کی پیش کردہ زندگی بسر کریں گے۔ جو کچھ خدا نے تخلیق کیا ہے ہم اس سے لطف اندوز ہوں گے اور اس کی دیکھ بھال کریں گے۔ ہم اس آسمانی مخلوق کے ساتھ رہیں گے جو خدا کے ساتھ وفادار رہی ۔ آسمان اور زمین دو الگ چیزیں نہ ہوں گی۔

جب ہمیں اپنی منزل اور انجام کا علم ہے تو یہ سب کچھ اس زمین پر ہمارے طرزِ فکر اور طرزِ زندگی میں تبدیلی کا باعث ہونا چاہئے۔

مقدس پولس رسول نے لکھا۔ "بلکہ جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہوا ہے کہ جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سُنی نہ آدمی کے دِل میں آئیں وہ سب خُدا نے اپنے مُحبت رکھنے والے کے لئے تیار کر دیں۔" (1 کرنتھیوں 9:2) جب ہم اپنے اس شاندار مستقبل اور انجام کو دیتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے موجودہ حالات کو بھی اسی تناظر سے دیکھنے میں مدد ملتی ہے۔ جب پولس رسول نے مذکورہ الفاظ لکھے، تو پھر اس نے کرنتھیوں سے یہ کہا۔

"ہمارے خُداوند یسوع مسیح کے خُدا اور باپ کی حمد ہو جو رحمتوں کا باپ اور ہر طرح کی تسلی کا خُدا ہے۔ وہ ہماری سب مصیبتوں میں ہم کو تسلی دیتا ہے تا کہ ہم اُس تسلی کے سبب سے جو خُدا ہمیں بخشتا ہے اُن کو بھی تسلی دے سکیں جو کسی طرح کی مصیبت میں ہیں۔ کیونکہ جس طرح مسیح کے دُکھ ہم کو زیادہ پہنچتے ہیں اُسی طرح ہماری تسلی بھی مسیح کے وسیلہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اگر ہم مُصیبت اُٹھاتے ہیں تو تمہاری تسلی اور نجات کے واسطے اور اگر تسلی پاتے ہیں تو تمہاری تسلی کے واسطے جس کی تاثیر سے تُم صبر کے ساتھ اُن دُکھوں کی برداشت کر لیتے ہو جو ہم بھی سہتے ہیں۔ اور ہماری اُمید تمہارے بارے میں مضبوط ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جس طرح تُم دُکھوں میں شریک ہو اُسی طرح تسلی میں بھی ہو۔ اَے بھائیو! ہم نہیں چاہتے کہ تُم اُس مصیبت سے ناواقف رہو جو آسیہ میں ہم پر پڑی کہ ہم حد سے زیادہ اور طاقت سے باہر پست ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم نے زندگی سے بھی ہاتھ دھو لئے۔ بلکہ اپنے اوپر موت کے حکم کا یقین کر چُکے تھے تا کہ اپنا بھروسہ نہ رکھیں بلکہ خُدا کا جو مُردوں کا جِلاتا ہے۔" (2 کرنتھیوں 1 باب 3 تا 9 آیت)

خدا اس زندگی میں ہماری حفاظت کر سکتا ہے، حتیٰ کہ مر جانے کی صورت میں بھی وہ ہمیں مسیح کے ساتھ تخت پر بیٹھانے کے لئے زندہ کرے گا۔

ہم اپنے انجام کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں یا اس سے غافل زندگی بسر کرتے ہیں۔لازم ہے کہ اپنے انجام اور آنے والے شاندار مستقبل کا علم اور آگاہی ہمارے رؤیوں کو یکسر تبدیل کر دے۔ اگر آپ کو یہ علم ہو جاتا کہ جس شخص کو آپ پسند نہیں کرتے اور اس پر تنقید کرتے رہتے ہیں، اسے حقیر جانتے ہیں، اسی کے ساتھ آپ ایک دن دفتر میں کام کر رہے ہوں گا یا اسی کے ساتھ ایک کمرے میں اکٹھے رہیں گے تو آپ نے تھوڑی اور کوشش کر کے اس شخص کے ساتھ صلح کر لینی تھی اور اسی شخص کی آپ نے حوصلہ افزائی بھی کرنی تھی۔ حتیٰ کہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ اس شخص کو اپنا دوست ہی بنا لیتے۔ ایسا کیوں کر ہے کہ ہم اپنے ایمانداروں بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ بہت نارواں سلوک رواں رکھتے ہیں؟ ایسا کیوں کر نہیں ہوتا کہ ہم کسی غیر ایماندار کو دشمن جاننے کی بجائے اسے اپنے خداوند یسوع مسیح کی طرف لانے کے لئے اپنی توانائیاں اور وقت صرف نہیں کرتے؟ ہم ابدیت کو مدِنظر رکھ سکتے ہیں یا پھر اسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔

آپ کو خوش اور شادمان رکھنے کے لئے خداوند یسوع مسیح کو آپ کے ساتھ کتنے قوانین اور اصول وضوابط شئیر کرنے چاہئے؟ ہو سکتا ہے کہ یہ سوال بہت عجیب سا معلوم ہو۔کیونکہ خداوند یسوع مسیح کی طرف سے ایسی کوئی بھی بخشش بہت خوبصورت ہوگی۔ کیوں ہم کسی رتبے اور مقام کے لئے ایمانداروں سے مقابلہ بازی کی روح رکھتے ہیں؟ کیوں ہم ذاتی مفادات کے پیش نظر یا دوسروں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے تو تو مے کرتے رہتے ہیں؟ کیا ہم اُن کرنتھیوں سے بہتر ہیں جنہیں پولس رسول نے اُن کی منزل اور شاندار مستقبل یاد کرایا تھا؟ یا تو ہم اس کے ساتھ حکمرانی اور بادشاہی کرنے پر مطمئن ہیں یا پھر اس بڑے شرف واستحقاق پر ہمیں کوئی مسرت اور اطمینان حاصل نہیں ہے۔

مسیحی بھائیوں اور بہنو! وقت آپہنچا ہے کہ آپ مسیح میں اپنے مقام اور اپنی زندگی کے لئے خدا کے منصوبوں کو جانتے ہوئے زندگی بسر کریں۔

حاصلِ کلام

یہاں پر مطالعہ اختتام پذیر ہوا چاہتا ہے۔ لیکن غالباً یہی کہنا بہتر ہوگا کہ ہم نے تو ابھی آغاز ہی کیا ہے۔ ہم نے چند ایک بنیادی سوالات پر غور کیا ہے۔ کیا خدا کے علاوہ بھی کچھ معبود اور خدا ہیں؟ اگر وہ موجود ہیں تو کیا وہ بائبل مقدس کے فہم وادراک کے تعلق سے ہماری سوچ اور ذہن پر اثر انداز ہوتے ہیں؟ اگر ہم بغیر کسی ثبوت کے ایمان سے یہ قبول کر لیں کہ بائبل مقدس میں بیان کردہ نادیدنی عالم حقیقی ہے تو اس سے ہمارے ایمان پر کیا اثرات مرتب ہوں گے اور اس کا ہمارے ایمان کے لئے کیا معنی ہوگا؟ اس قبولیت میں محض بائبل مقدس کے ایسے حوالہ جات کو قبول کرنا نہیں ہے جن سے ہم بخوبی واقف اور آگاہ ہیں بلکہ اس میں ایسے حوالہ جات کو قبول کرنا بھی شامل ہے جو معمول سے ہٹ کر اور نظر انداز کئے جانے والے حوالہ جات ہیں۔ ایک دفعہ میں نے کتاب مقدس کے مافوق الفطرت مفہوم اور مقصد کو لیتے ہوئے آغاز کیا تھا۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ مجھے ہر طرح کی چیزوں کے تعلق سے مختلف انداز میں سوچنے کی ضرورت ہے۔ لیکن میں انہیں دو الفاظ میں مختصر طور پر بیان کر سکتا ہوں۔ شناخت اور مقصد۔ مجھے اُمید ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو ان دونوں حصوں میں چیلنج کا سامنا ہوا ہوگا۔

ہماری شناخت۔ خدا کے خاندان میں ہمارا گھر ہے

اس کتاب کے صفحات پر زیرِ بحث آنے والی باتیں مسیحی (مسیح کی مانند) ہونے کے معنی و مفہوم کے تعلق سے بڑا اہم مقصد رکھتی ہیں۔ کیونکہ عہد جدید اسے اکثر بیان کرتا ہے۔ ایک بار جب ہم عہد جدید کے الٰہوں کے وجود کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ وہ واقعی ایک حقیقت ہیں تو پھر ہمیں خدا کے اس حکم کا فہم وادراک حاصل ہوتا ہے جو یہ بیان کرتا ہے کہ تو میرے (یاوے) یعنی اسرائیل کے قدوس کے حضور غیر معبودوں کو نہ ماننا۔ یہ سوال روپے پیسے، مال ومتاع، آسائش زندگی یا گاڑیوں پر توجہ مرکوز کرنے کے تعلق سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکم خدا کی اپنے لوگوں کے لئے غیور محبت کے بارے میں ہے۔ بالفاظ دیگر اس حکم کا وہی معنی ہے جو یہ بیان کرتا ہے۔ الٰہوں کے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے معبود سے وفاداری کی حماقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

کس طرح سے خدا غیر معبودوں اور اُن کے ماننے والے لوگوں (قوموں) کی عدالت کرتا ہے، اور اُنہیں کیسے نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ بالکل واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ہم خدا کی میراث سے بے دخل، بدی اور خرابی کے غلام اور دیگر معبودوں کے استحصال کا شکار تھے۔ جیسا کہ پولس رسول بیان کرتا ہے کہ ہم خدا سے اجنبی، نا آشنا اور بالکل جدا تھے۔ ہم اس کی محبت کے عہد سے بھی خارج تھے۔ (افسیوں 12:2) ہم کھوئے ہوئے، تاریکی کے غلام اور نادیدنی عالم کے حاکموں کی عبادت اور خدمت میں مصروُف و مشغول تھے۔(افسیوں 18:4، کلسیوں 21:1)

اس صورتحال کو سمجھنے سے ہمیں فرزندوں کے طور پر قبول کئے جانے اور ہم میراث ہونے جیسی تعلیم کے معنی اور مفہوم اور بھی زیادہ واضح طور پر سمجھ آنے لگتے ہیں۔ دراصل اس صورتحال کے فہم و ادراک سے ہمیں اس تعلیم کے لئے سیاق و سباق حاصل ہو جاتا ہے۔ خدا اپنے گھرانے کے ساتھ اس زمین پر رہنے کے منصوبہ کو ترک کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ وہ اس تخلیق شدہ جہاں سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا جسے اس کے اپنے ہی ہاتھوں نے خلق کیا تھا۔ جی ہاں بابل کے مقام پر اس نے بنی نوع انسان سے منہ موڑ لیا۔ لیکن اس کے بعد اس نے ابرہام کو اپنا ایک نیا خاندان تشکیل دینے کے لئے بلایا۔ تا کہ وہ ایک ایسا وسیلہ بنے جس سے میراث سے بے دخل لوگ پھر سے اس کی طرف لوٹ آئیں۔(اعمال 10 باب 26، 27 آیت)

بائبل مقدس کی روحانی دنیا کی مافوق الفطرت حقیقت کو سمجھنے اور قبول کرنے کے لئے بائبل مقدس کو سمجھنا بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ عہد عتیق اس بات کو واضح کرتا ہے کہ بت پرستی کا گناہ کیوں کر کسی دوسرے گناہ کی مانند نہیں ہوگا۔ خدا نے بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ وفادار رہنے کے لئے خلق کیا تھا۔ لیکن جب بنی اسرائیل دیگر معبودوں کی طرف متوجہ ہو گئے،

تو انہیں دیگر اقوام کی طرح اسیری میں بھیج دیا گیا۔ یہی بنیادی وجہ ہے کہ بائبل مقدس میں ہمیشہ نجات کو ایمان کی اصطلاحات میں بیان کیا گیا ہے۔ خدا اچھے اور بہتر روّیوں کا نہیں بلکہ وہ ایمان یعنی ایمان لانے والی وفاداری کا متلاشی ہے۔ جب ہم الٰہوں کے اللہ کے ساتھ اپنے دلوں کو ہم

آہنگ کرنے کا چناؤ کریں گے تو پھر وہ ہمیں نجات دے گا۔ لیکن جب ہم کسی اور چیز کا چناؤ کرتے ہیں تو اصل میں ہم کچھ اور بو رہے ہوتے ہیں جس کی فصل ہم ایک دن کاٹیں گے۔

آج ہمارے نزدیک، ایمان رکھنے والی وفاداری کا معنی اور مفہوم اس کام کو قبول کرنا ہے جو خداوند یسوع مسیح نے صلیب پر سر اانجام دیا ہے۔ کیونکہ خدا جسم میں ظاہر ہوا تھا۔ ہماری اخلاقیات، روّیے (ہمارے کام) اس قدر وفادار نہیں ہو سکتے کہ خدا ہمیں قبول کر لے۔ ہم اس لئے اس کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ ہم نے اس کی محبت اور تابعداری کا چناؤ کر لیا ہے۔ اور اس کے احکام ہی ہماری خوشی، قناعت واطمینان کا باعث ہوں گے۔ کیونکہ وہ ہمیں اپنی اور دوسرے لوگوں کی تباہی اور بربادی سے بچاتے ہیں۔ خدا کے احکامات ہمیں اس کے ساتھ ہم آہنگ زندگی کی جھلک پیش کرتے ہیں۔ ان احکامات سے ہمیں خدا کے باقی گھرانے، ہمارے خاندان، دیدنی اور نادیدنی عالم، اُس کی بادشاہت اور نئے عدن کی جھلک دیکھنے کو ملتی ہے۔

ہمارا نصب العین۔ ہم سب عدن کی بحالی میں خدا کے منصوبے کی تکمیل میں اپنا اپنا کردار ادا کریں

خدا کے گھرانے میں شمولیت کی ایک ہی شرط ہے۔ یعنی الہٰوں کے اللہ پر غیر متزلزل ایمان جو کہ مسیح یسوع کے تجسم کی صورت میں ہمارے پاس آیا۔ خدا کے خاندان کی رکنیت سے ہمیں نہ صرف عظیم برکات اور شرف واستحقاق حاصل ہوتا ہے بلکہ زندگی کا ایک واضح مقصد اور نصب العین بھی مل جاتا ہے۔

خدا کے خاندان کے اراکین کا ایک نصب العین ہے اور وہ یہ کہ ہم سب اس زمین پر اُس کی حکمرانی کی بحالی اور اس کے خاندان کی وسعت میں خدا کے ہم خدمت ہوتے ہوئے اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ ہم اعمال کی کتاب کے دوسرے باب میں شروع ہونے والی بڑی تبدیلی، نئے کام یعنی کلیسیا کی پیدائش، کو اس وقت تک فروغ دینے کا وسیلہ ہیں جب تک ہمارا خداوند آنہیں جاتا۔ بالکل ایسے

ہی جس طرح پہلے عدن کی ناکامی کے بعد بدی ایک وبا کی طرف بنی نوع انسان کے درمیان پھیل گئی ہے۔ ضرورت ہے کہ اسی طرح سے انجیل بھی متاثرہ لوگوں میں تریاق زہر کی طرح پھیل جائے۔ ہم الہٰوں کے الہٰ، بنی نوع انسان (تمام قوموں) کے لئے اس کی محبت کی سچائی کو دوسروں تک پہنچانے والے ہیں۔ ہم نے یہ منادی کرنی ہے کہ خدا اب بھی اس زمین پر اپنے خاندان کے ساتھ رہنے کا متمنی ہے جیسا کہ اس نے آغاز کائنات ہی سے یہ منصوبہ تشکیل دیا تھا۔ عدن پھر سے وجود میں آئے گا۔

یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ ہر سال دنیا کے بر اعظم ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ لیکن براعظموں کے اس تغیر و تبدل کا فہم و ادراک انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہمیں صرف و صرف ایسا ہونے کے بعد مشاہدہ کرنے سے ہی اس تبدیلی کا علم ہوتا ہے۔ یہی بات خدا کی بادشاہی کی مستقل جاری رہنے والی پیش قدمی کے تعلق سے بھی کہی جا سکتی ہے۔ ہم اپنی جسمانی آنکھوں سے یہ نہیں دیکھ سکتے کہ کس طرح روز بروز دیگر معبوُدوں کی عملداری کم ہوتی جارہی ہے اور کیسے انجیل کا پیغام ان الہٰوں کی اسیری میں پڑے ہوؤں کو ہر روز آزاد کر رہا ہے۔ لیکن واقعی یہ ایک عظیم سچائی ہے۔

جب ہم اس بات کو بخوبی سمجھ جاتے ہیں کہ خدا اس وقت بھی کام کر رہا ہوتا ہے جب ہمیں کچھ سجھائی اور دکھائی نہیں دیتا تو پھر ہی ہم اپنے آپ کو خدا کے منصوبے میں دیکھنا شروع کرتے ہیں۔ جب تک ہم اس بات پر ایمان نہ رکھیں کہ خدا کی عاقبت اندیشی ہماری زندگیوں اور انسانی تاریخ کے معاملات میں کام کر رہا ہے اس وقت تک ہم حقیقی طور پر مافوق الفطرت اور نادیدنی عالم پر ایمان رکھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ ہم دانستہ طور پر اس یقین کے ساتھ زندگی بسر کریں کہ اس کا نادیدنی ہاتھ اور اُس کے نادیدنی کارندے اُس کے اور ہمارے لئے وفاداری سے کام کر رہے ہیں۔ (عبرانیوں 14:1) وہ ہمارے معاملات کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں تاکہ عالمگیر عدن کے لئے خدا کا مقصد اور منصوبہ بغیر کسی رکاوٹ کے آگے بڑھتا رہے۔

ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کو خدا کی بادشاہی کا راستہ دکھانے کے لئے اہم کردار ادا کرتا ہے اور اسی طرح خدا کی بادشاہت کے دفاع کے لئے بھی بڑی اہم خدمات سرانجام دیتا ہے۔ ہر دن خدا

ہماری ملاقات کچھ ایسے لوگوں سے کراتا ہے جو تاریکی عملداری کے اسیر ہیں اور ہمیں مواقع میسر آتے ہیں تا کہ ہم اس ادھوری اور نامکمل دُنیا میں اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ خواہ ہمیں اس حقیقت کا علم ہو یا نہ ہو، ہم جو کچھ کہتے اور جو کچھ کرتے ہیں بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ہمارا کام دیکھنا نہیں بلکہ کچھ کرنا ہے۔ ایمان سے چلنا غیر متحرک نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایک مقصد ہوتا ہے۔

معافی کی دُعا

معافی کی دُعا-ایک قابلِ قدر بخشش

معافی کی دُعا ایک ایسی چیز ہے جسے ہم زندگی کے کسی نہ کسی مقام پر ضرور کرنا چاہتے ہیں۔ معافی ایک ایسی قابلِ قدر بخشش ہے جو زندگی میں باآسانی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی یہ آسانی سے دی جاتی

ہے۔ معافی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس سے ہمیں ماضی کی غلطیوں اور خطاؤں سے معافی اور مستقبل کے لئے ایک امید حاصل ہو جاتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح بنی نوع انسانی کو معافی دینے کے لئے ہی اس زمین پر آیا تھا۔

معافی کی دُعا۔ خداوند یسوع مسیح نے ممکن کر دیا

معافی کی دُعا خدا کے حضوری کی جاتی ہے۔ اگرچہ ہم سب ایک دوسرے کے لئے براہ راست دُکھ کا باعث ہوتے ہیں تاہم یاد رہے کہ ہماری خطائیں خدا کو دُکھ دیتی ہیں۔ شاید آپ حیران ہو رہے ہوں کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کس طرح ہماری خطائیں اس کائنات کے قادرِ مطلق خدا کے لئے دکھ کا باعث ہو سکتی ہیں۔ کیا خدا ابھی کسی چیز کی فکر کرتا ہے؟ پیدائش 6 باب میں، ہم دیکھتے ہیں کہ جب انسانوں نے ایک دوسرے کو دُکھ دیا تو خدا اس صورتحال پر رنجیدہ ہوا۔

"اور خُداوند نے دیکھا کہ زمین پر اِنسان کی بدی بُہت بڑھ گئی اور اُس کے دِل کے تصور اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں۔ تب خُداوند زمین پر اِنسان کو پیدا کرنے سے مُلول ہُوا اور دِل میں غم کیا۔" (پیدائش 6 باب 5 اور 6 آیت)

سب باتوں کا علم رکھنے والا خدا ابدی کے تصور اور خیال پر بھی رنجیدہ ہوتا ہے۔ تاہم خدا کی طرف سے ہی معافی ملتی ہے۔ تاہم اس کے انصاف کے تقاضوں کے مطابق، معافی مفت میں نہیں ملتی۔ خدا کے منصف اور عادل ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ ہر ایک خطا اور غلطی کی جوابدہی کی جائے۔ خدا کا بیٹا یسوع مسیح ہماری جگہ صلیب پر مصلوب ہوا تا کہ ہماری خطائیں مٹائی جائیں۔ اس کے دُکھوں نے ہماری خطاؤں کی معافی کے لئے قیمت چکا دی۔

"کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بُہتیروں کے لئے گُناہوں کی معافی کے لئے بہایا جاتا ہے۔" (متی 28:26)

اپنی محبت میں خدا کو علم تھا کہ ہمارے ضمیروں کو احساس جرم اور سزا کے خیال سے رہائی ملنی چاہئے۔ اسے علم تھا کہ گناہوں کی معافی ہی ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اپنے پیار بھرے

عمل سے، خدا نے نہ صرف تجسم میں آکر ہماری خطاؤں کے لئے دُکھ اٹھایا بلکہ ہمارے گناہوں کے خمیازے کے نتائج کو منُسوخ کرنے کے لئے بھی قیمت چکائی تاکہ ہم اس کی طرف سے ملنے والی معافی کو حاصل کر سکیں۔ جب ہم سے گناہ سرزد ہوجائے تو صرف اور صرف یہ کریں کہ اس کی طرف سے ملنے والی معافی کی بخشش کو قبول کرلیں۔

معافی کی دُعا۔ خدا سے معافی مانگ لیں

شائد آپ کو کسی تکلیف میں مبتلا روح کو آرام و سکون دینے کی ضرورت کے پیش نظر معافی کی دعا تلاش کرتے ہوئے ان صفحات سے ٹھوکر لگی ہو۔ یا پھر شاید آپ کو کسی ایسے شخص کو معاف کرنے میں بڑی مشکل اور کشمکش کا سامنا ہوا ہو جس نے آپ کو بہت زیادہ دُکھ دیا ہو۔ کیونکہ وہ سب لوگ جو خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند قبول کرلیتے ہیں، انہیں گناہوں کی معافی مل جاتی ہے۔ اگر ہم اپنی خطاؤں اور گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے خدا کی معافی کے طالب ہوں تو پھر خدا ہمیں معاف کردیتا ہے۔

"اگر اپنے گُناہوں کا اِقرار کرے تو وہ ہمارے گُناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادِل ہے۔"

(1 یوحنا 9:1)

اگر ہم خداوند یسوع مسیح کو رد کرتے ہیں تو اصل میں ہم خدا کو رد کردیتے ہیں۔ در حقیقت ہم یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہم خدا کے ساتھ صلح کرنا نہیں چاہتے۔ (1 یوحنا 10:1) اگرچہ ہمیں اس تعلق سے آزادی ہے کہ ہم خدا کی طرف سے ملنے والی معافی کو قبول کریں یا نہ کریں، تاہم یہ حقیقت ہے کہ اپنی زندگی کا سفر پورا کرنے کے بعد ہم اس زندگی میں ہونے والی تمام غلطیوں اور گناہوں کے لئے خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ خدا کے دل کی یہی لالسا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ میل ملاپ کرنا چاہتا ہے۔

"خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔"(یوحنا 16:3)

اگر آپ واقعی معافی حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو خداوند یسوع مسیح کی باتوں پر کان لگائیں اور خلوص دل سے اسے اپنا نجات دہندہ اور خداوند قبول کر لیں۔ آپ کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور خدا آپ کی زندگی میں ایک تبدیل کر دینے والا کام شروع کر دے گا۔

معافی کی دُعا۔ نئی زندگی حاصل کر لیں

معافی کی دُعا ہمیں نئی اُمید اور نیا آغاز عطا کرتی ہے۔ ہمارے سارے گناہ دُھل جاتے ہیں۔

"اِس لئے کہ میں اُن کی ناراستیوں پر رحم کروں گا اور اُن کے گُناہوں کو پھر کبھی یاد نہ کروں گا۔"(عبرانیوں 12:8)

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ گنہگار ہیں، اور خداوند یسوع ہی واحد مخلصی دینے والے کے طور پر اس جہاں میں آیا تھا، تو پھر آپ معافی کی دُعا کو سمجھ گئے ہوں گے، سوال یہ ہے۔ کیا آپ اس دُعا پر عمل درآمد کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا آپ خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی بخشش کو حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر ایسا ہے، اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اپنی بقیہ زندگی خداوند یسوع مسیح کے سپرد کر دیں۔

اَے باپ، مجھے علم ہے کہ میں نے تیرے قوانین کو توڑا ہے اور میرے گناہوں اور خطاؤں نے مجھے تجھ سے دُور کئے رکھا۔ مجھے اس صورتحال پر بے حد افسوس ہے اور اب میں اس پرانی گناہ آلودہ زندگی سے منہ موڑ کر تیری طرف رجوع لانا چاہتا ہوں۔ براہ مہربانی مجھے معاف کر دے، میری مدد کر تاکہ آئندہ گناہ نہ کروں۔ میرا ایمان ہے کہ تیرا بیٹا خداوند یسوع مسیح میرے گناہوں کی خاطر مصلوب ہو کر مر گیا۔ وہ مُردوں میں سے زندہ ہوا اور زندہ ہے۔ وہ میری دُعا کو سن رہا ہے۔ میں خداوند یسوع مسیح کو اپنی زندگی میں آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ تاکہ وہ میری زندگی اور دل پر اپنا راج قائم کرے۔ اپنے پاک روح کو بھیج تاکہ وفادار زندگی بسر کرنے کے لئے میری مدد اور رہنمائی کرے۔ تاکہ

میں اپنی باقی زندگی میں تیری مرضی اور ارادوں کو اپنی زندگی میں پورا کر سکوں۔ میں خداوند یسوع مسیح کے نام سے یہ دُعا مانگتا ہوں۔ آمین۔

"پطرس نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو اور تُم میں سے ہر ایک اپنے گُناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تُم روح اُلقدس انعام میں پاؤ گے۔" (اعمال 38:2)

اگر آپ آج خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، خدا کے خاندان میں خوش آمدید، اس میں ترقی اور نشو و نما پانے کے لئے، بائبل مقدس ہمیں اپنے عہد پر قائم رہتے ہوئے درج ذیل کام کرنے کی ہدایت کرتی ہے۔

☆۔ مسیح کے حکم کے مطابق بپتسمہ لیں۔

☆۔ مسیح میں اپنے نئے ایمان کے بارے میں دوسروں کو بتائیں۔ بالعموم ہم اسے گواہی دینا کہتے ہیں۔

☆۔ ہر روز خدا کے ساتھ وقت گزاریں۔ شروع میں یہ بہت طویل وقت نہیں ہونا چاہئے۔ ہر روز اس سے دُعا کرنے اور بائبل مقدس کو پڑھنے کی عادت کو فروغ دیں۔ خداوند سے اپنے ایمان کی بڑھوتی اور ترقی کے لئے دُعا کریں۔ دُعا کریں تاکہ خدا بائبل مقدس کے فہم و ادراک کے لئے بھی آپ کی مدد کرے۔

☆۔ مسیح کے دوسرے پیروکاروں کے ساتھ رفاقت کے لئے کوشاں رہیں۔ ہم ایمان دوستوں کی رفاقت میں رہیں جو آپ کے سوالات کے جواب دیں گے اور آپ کی نئے ایمان میں مدد اور معاونت بھی کریں گے۔

☆۔ اپنے قریب یا اردگرد کے علاقہ میں کلیسیا تلاش کریں جہاں آپ عبادت کے لئے جا سکیں۔

کیا آپ آج ہی خداوند یسوع مسیح کے پیروکار بن گئے ہیں؟ براہ مہربانی ہاں یا نہیں پر نشان لگائیں۔

کیا آپ پہلے سے مسیح یسوع کے پیروکار ہیں؟ براہ مہربانی دونوں میں سے ایک پر نشان لگائیں۔

ہاں نہیں

آپ کیا سمجھتے ہیں؟ ہم سب نے گناہ کیا اور ہم خدا کی عدالت کے نیچے ہیں۔ خدا باپ، نے اپنے بیٹے خداوند یسوع مسیح کو اس دُنیا میں بھیجا تاکہ اس کے وسیلہ سے خدا کا قہر و غضب ٹھنڈا ہوجائے۔ خداوند یسوع مسیح جو کہ خالق اور خدا کا ازل سے بیٹا ہے۔ اُس نے اس زمین پر بے خطا زندگی بسر کی۔ ہمارے گناہوں کو لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا، مُردوں میں سے زندہ ہوگیا۔ اگر آپ واقعی اس بات پر ایمان رکھتے اور دل سے اس پر ایمان لاتے ہیں، تو اس بات کا اقرار کرتے ہوئے خداوند یسوع مسیح کو اپنے دل میں قبول کر لیں ۔ اس بات کا اعلان کریں۔ " خداوند یسوع مسیح خداوند اور نجات دہندہ ہے" آپ نجات پائیں گے۔ آپ خدا کی عدالت سے بچ جائیں گے اور ابدیت خدا کے ساتھ آسمانوں پر گزاریں گے۔

آپ کا ردِ عمل کیسا ہے؟

جی ہاں۔ آج میں خداوند یسوع مسیح کی پیروی کا فیصلہ کرتا ہوں؟

جی ہاں، میں پہلے ہی سے مسیح یسوع کا پیروکار ہوں؟

ابھی تک میرے ذہن میں کچھ سوالات ہیں۔

مصنف کی جانب سے درخواست

مافوق الفطرت میری باتفصیل اور تعلیمی کتاب " نادیدنی عالم" کا خلاصہ ہے۔ نادیدنی عالم۔ بائبل مقدس کے مافوق الفطرت ورلڈویو کو بحال کرنا۔ (لیکسیم پریس 2015) Amazon.com پر نادیدنی عالم انگریزی زبان میں دستیاب ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ مافوق الفطرت آپ کے لئے روحانی تازگی اور تقویت کا باعث ہوئی ہے۔ میں زیرِ نظر کتاب کے متن کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے والوں کے فیاض دلی سے دئے گئے ہدیہ جات سے اس کتاب کی تقسیم کے عمل کو جاری رکھنے کے قابل ہوتا ہوں۔ اس کتاب کے مفت تقسیم کے لئے ہدیہ دینے کے لئے براہ مہربانی اپنے دلوں کو کھولیں اور درج ذیل لنکس کے ذریعہ سے ہدیہ جات بھیجیں۔

org.nakedbibleیاMiqlat.org

بائبل مقدس کی مزید تعلیمات کے لئے براہ مہربانی ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

drmsh.com

Naked Bible Podcast at nakedbiblepodcast.com

Naked Bibleنام سے میری اس خواہش کو عکاسی ہوتی ہے

جیسا کہ آپ میرے ہوم پیج پر دریافت کریں گے، میں بائبل کا علمِ الٰہیات متعارف کروانے کے لئے سائنسی افسانے بھی تحریر کرتا ہوں۔